

باریک بین خود غلط سراپا قصو + جب علی بیگ سرور نئی خبر اظہار کرتا ہے جسکی
 خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہے یعنی عنایت فرمائنتا کے شفیق + بحر رحمت پروردگار
 کے غریق + شاعران جال میں بکیتا ہے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص زیر پیر تھے +
 کئی برس گزرے ہیں کہ سرے فنا سے اونکا انتقال ہوا + بہت بخیر آل ہوا شیخ انجمن
 ناسخ کے شاگرد رشید تھے + دید تھے نہ شنید تھے + جو باریک بین اس فن سے ماہر بلند نگاہ
 ہے + وہ بہ نظر انصاف دیکھ لے کلام اونکا گواہ ہے + مرد قانع و ضعدار غیور تھے + نزدیک و دور مشہور
 تھے + بظاہر مخفی مشیت استخوان + باطن میں شیر زبان مرد میدان + رست بازون سے
 فلک کج نہاد ازل سے ٹیڑھا رہا ہے + جو وضع کے پابند ہیں اونکو بکھیرا ہے کہیں سے کچھ
 معین نہ تھا بے تر و معاش نہ تھی + قناعت کے یہ معنی ہیں اس پر تلاش تھی + کچھ نون فقیر محمد خان
 گویا سے صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تھے + جلسے ہمد کرتے + آخر کو شکر بخجی ہو ہی صحبت ہم
 ہو گئی + رہ و سیم کم ہو گئی + گیشہ نشینی میں سالہا سے دراز اوقات بسر کی + گرم و سرد
 زمانہ دیکھا شام غم خوش ہو کے سحر کی + بسکہ سبکبار تھے + ہر دم سفر کو تیار تھے +
 اونکے مرنے سے دوستوں کو تو لال ہوا + بلکہ دشمنوں کو رنج بدتر کمال ہوا + ہزار ہا غل کہی
 طبیعت کی پریشانی سے جمع کرنے کا کبھی دھیان کیا + دیوان کو مرتب نکلیا عہد پریشانی
 کیا + اندون کہ سنہ ہجری بارہ سو بہترین جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص
 کہ خوب شاعر ہیں اس فن سے بہت ماہر ہیں + وضعدارون میں انتخاب میں بے مثل ہیں
 لاجواب ہیں انھوں نے بسبب بظاہر قدیم کوشش عظیم سے غزلیں بسم لہو پنچائیں اور جناب

از مرزا محبوب گیک صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان استاد کامل	کہ فکرش جو آئینہ صاف از تکرار
گجو عاشق از روی اظہار سلاش	زور پائے طبع وزیر لیت این در

از وارث علی صاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ چون طبع این نظم گرامی	ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی محبت کن قہر سال	زہے گلہ ستمہ نازک خیالے

نشر خاتمہ چکیدہ خامہ سحر کارنثار ہمیشہ حیدر و زکار مخترع نشر اردو
معروف نزدیک و دور جناب مرزا حبیب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلہ نجات ہو، اور نعمت سرور کائنات ذریعہ رشکاری ہو، لیکن فہم و عقل دونوں میں عاری ہو، نہ اوس بھر بکینار کا کنارہ ہو، نہ اسکی تحریر کا یا راہ ہو، اوسکی کنہ میں عقل کل حیران ہو، بشر تو انسان ہو، فکر کی رسائی وہم کا گمان بجای ہی گناہ ہو، خاموشی بہتر ہو کہ سلسلہ سخن کوتاہ ہو، اور اوسکی نعمت کے رمز کون پائے، جس کا سایہ تاک

نظر نہ آئے، اگر انصاف فرمائیے تو ایک بات فقیر کے ذہن میں آئی ہو، طبع آزمائی کر کہ سایہ ہما خصال اوس رحمت ذوالجلال کا تمام عالم کے سر پر سایہ گستر ہوتا ہو، ہم کو رباطون کی بنیادی کا وہاں تک کب گذر ہوتا ہو، جب پہلے مرحلے میں ہجاء تو کیا نظر آئے مصلحت یہ ہو اور سپر اور اسکی آل اور صحاب پر سلام بھیجے درود پڑھے زیادہ بکھیرے میں نہ اوجھے طبیعت سے نہ گڑھے، یہ خوشہ چین خسرو من سخنوران

چون بطبع آمده کلام وزیر	شد از ولذت آشنا هر دل
که در تاریخ آفتاب رستم	شاید فکر شاعیه کامل
از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی	
کلام وزیر پرست گلشن ز طبع	سخن نسیم عالم از و کامگار
رستم کرده اشرف بی زیبال	جگر گوشه فکر عالم وقار
ایضا فصلی	
چو دیوان وزیر از فضل یزدان	شده مطبوع با آئین بهیبت
سخن را سر بلند بسیار سائید	معانی کرد پید احسن دیگر
سواد او سواد کامل حور	ورق ها صفحہ زخسار دلبر
بنقد دل همه عالم طلب بکار	بجایش مشتری باشد سخنور
دوم طبعش نوشتن سال فصلی	شعاع آفتاب طبع النور
از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوی	
بتوفیق خداوند یگانہ	بطبع آمد جو این ابیات مجموع
دل شوکت نمود ایامی سال	بگو دیوان و گلشن گشت مطبوع
از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوی	
کرد در طبع رنگ بیزیریا	چون نسیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز ببل قدس	گفت چه گلشن خیال وزیر

بڑھایہ مرتبہ نظم وزیر رشک سبحان کا
نگاہیں گدگداتی ہیں دم نطاؤ مضمون
عدو جب دیکھتے ہیں بندش الفاظ کہتے ہیں
زبان معترض باب سخن میں کھل نہیں سکتی
عیان ہو بسکہ شانِ حی مہر مضمون عالی سے
فصاحت لینے لے دہان نکتہ پرور کے
چھپا جسم مرتب ہو کے یہ فسوں بتیابی
شکست پائے خامی سے صد تارخ کی نکلی

ہو شاہ دواوین نام ہم احمد سے دیوان کا
ہو جوش صفا سے صفحہ عارض حور عثمان کا
اثر ہر مصرع برجستہ میں شمشیر عریان کا
ہو قفل خموشی نقطہ لبہائے سخن دان کا
لقب ہر شہر پر روح الامین و اراق دیوان کا
بلاغت سے ہوا اعجاز باطل فکر سبحان کا
رکھا جمعیت دل نام اجزائے پریشان کا
دیوان ہر احمد شہ تاج و تہن آن کا

ایضا کہ از حروف منقوط مادہ سال ہجری از غیر منقوط سال فصلی ہجری امید

طبع چون گردید ننگ مضامین خیال
شد تماشاے تمنا فکر دم ہر سال
ہجری و فصلی ازین مصرع نوشیل گفتم

شہر شرباب فن اثر وہ دیدار واد
ابر نیسان طبیعت گو ہر شمسوار واد
اے کمال فکر بر ترفعت اشعار واد

از براور غرغری از جان عبداللہ خان مدظلہ مہر تخلص شاگرد نسیم ہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ زید
سواد حروفش بہ میل نظر
نوشتمہ ہے سال او کلک مہر

بحسن فصاحت نثار وصال
کشد تو تپائے چشم خیال
طلسم مضامین صاحب کمال

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب خاں خلف نواب کنال ولہ بہادر شاگرد نسیم ہلوی

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بنجود	ہو اطیع فضل خداے جان سے	کلام وزیر سخندان بے مثل
نعیم اسکی تاریخ کی فکر اگر ہو	یہ لکھو چھپا خوب دیوان بے مثل	
از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم	شد چو زیب طبع نظم روح افزا فری	مہر عیاض ز مشرق تا بہ مغرب تافستہ
خامہ الطاف سالش از سہجہ نیست	قالب مطبع چہ جان تازیہ احوال یافتہ	
از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف	خوب دیوان امر متین چھپا	ایک عالم کا دلپذیر یہ ہو
ملک معنی میں ہوا سیکار و اج	سکہ حضرت وزیر یہ ہو	
بوچھی ہاتھ سے مینے جب تاریخ	کہا دیوان بے نظیر یہ ہو	
از جناب منیر محمد صغریٰ علیٰ الضاحیٰ ہلوی نسیم تخلص	شریف و کامل دیکھتاے وقت خواجہ	چو آفتاب کلاش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش	زمانہ مزہ ہا عند لیب ہندستان	
چکیدہ انچہ ز کلکش و خیال سخن	اسیر دام مضامین شد ندیر و جوان	
بسال طبع و لم امر نسیم ایما کرد	بگو کلام وزیر ست لائق شاہان	
از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ نسیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی	کہا ز مصرعہ ثانی مطلع ہر دیوان بصنعت حسن جہ بر آوردہ	

ای محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر
دکے صفحے پر ہوا سب نقش دیوان پر

ایضا

چھپا ہوا محمد اب وہ دیوان
وہ دلکش ہر بہار باغ مضمون
ہیں خوش تقطیع سب اشعار لکیر
عیوب قافیہ سے ہر بہار
ہر اک بندش ہوا سکی قابل دید
وہ رنگین ہر ہر اک مصرع کی بندش
جب ایسا گلشن جبار دیکھا
سنا مصراع بلبلی کی زبان سے

صفت کرتا ہر جسکی ہر سخندان
دل حاسد ہو جس سے مثل گل خون
ہر موزون اور موزون بہ برابر
نہ اس میں دخل اقوا ہر نہ لطا
نہیں ہر نام خارستان تعقید
کہ جس پر ہر گل مضمون کو نازش
لکھوں تاریخ مجھ کو دھیان آیا
یہ گلشن پاک ہوا کیسا خزان سے

ایضا

محسود خاص عام کا دیوان چھپ چکا
نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہیں جواب
لکھو محمد اب سن فصلی کا ماڈ
کیون حاسدن کے دل کو نہ صد کثیر ہو
سحبان لحد میں جا کے نکیون گوشہ گیر ہو
مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو

از شیخ محمد بخش صاحب خلد مخلص شاگرد سید ہادی علی بنجود

ہوا مطبع مصطفائی میں طبع
یہ تاریخ امیر خلد لکھہ طبع کی
کلام آج استاد ہمیش کا
کھلا باغ معنی کا اب اہ و

روح خاقانی خسرو کی ہومی گہم ثنا صاف آب و مضمون کا بہا ہر دیا خوب دیوان ہر یہ صحت علی صحت علی بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپدا ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہے خوب کہا اب کھلا ہر گل مضمون نہیں دیوان چھپا	چھپ چکی نظم فریشتہ ظہیم سخن آبدار ایسے ہیں اشعار فصاحت انگیز نعت کے شعر جو پڑھتا ہر کوی کہتا ہر بندشیں عارض گل سے بھی اپن نگیز جا کے گلشن میں پڑھے شعر اگر اسکے کوی بلبل خامہ قسحیہ یہ لکھ طبع سال
---	---

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سید ہادی علی چچو

نہد الحمد آج طبع ہوا دل عالم ہر محو آئند سا دوست رکھتے ہیں جسکو اہل صفا اب یہ دیوان بے نظیر چھپا	دفتہ و کش جناب وزیر حسن روئے عروس مضمون بندشیں اسکی صاف ہیں ایسی طبع کا سال لکھو امی سالک
---	--

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد سید ہادی علی چچو

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر نامور امی رحیم اب تو رقم کہ مصرع تاریخ طبع ہو بلائے استفادہ ہر کسی کو اسکی چاہ و قریب تکین سنی چھپ گیا کیا آج ا	
--	--

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص کبریا سید محسن علی صاحب شاگرد چچو

چھپ گیا فضل خدا سے آج وہ و کش کلام کس قدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا جسکا ہر اک شعر ہر روز زبان خاص عام خاطر عالم پہ نقش کا تجسرو یا ہوا	
--	--

فلک ہر ورق تارے حروف کو مکشایان
 دکھایا جو ہر حسن صفا اس نظم نے ایسا
 نہیں بنی طرح صنفین ہیں شاہان ہر سیمایا
 تعلی پر ہیں مرغان مضامین بلند ایسے
 جو سہل و محتج غزلین ہیں دروآئین ہیں ایسی
 صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ
 وہ گرا کر ہم ہیں مضمون عالی جنہ دیکھ سے
 ہوئے اس نظم سے منسوخ و قتر خود پسند و
 جنھیں شک کلام خواجہ محمد کو می آئے
 کہیں گے منصفان اہل معنی دیکھ کر اسکو
 جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سے آئی

خط جمل نہیں خیط ابھض آشکارا
 کہ ہر اک صفحے پر آئینہ قدرت کا دھوکا
 بعینہ ہم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا
 کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دھوا
 کہ ہر بیدار کا سنگر کلیجہ مست کو آتا
 جو کچھ ڈھونڈو خود کے فضل سے ہمیں مہیا
 کلیجہ جاسدین کا آتش حسرت سے بجھتا
 جو کہیں ناسخ دیوان ہد اسکو زیر بار
 خدا کے دین میں امر حاسد کسکا اجارا
 ہنر سے ہر یہ مملو عیب بالکل مستزاد
 مرقع یہ شبیہ شاہد سنی کا چھاپا

از مولوی حفیظ اللہ صاحب بط تخلص شاگرد سید ہادی علی بخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع
 مضامین کے نقشے وہ لکھ کر کھینچے
 لکھا خامہ ربط نے سال طبع

کہ از رنگ کا جس پہ ہوا شہبہ
 ہو ہزار وحیران کرے گر نگاہ
 مرقع ہیں شیعہ ہر معنی کے واہ

از جناب شاہزادہ نزار محمد سیماں قدر بہادر سید خیر تخلص خلف اکبر
 جناب نزار محمد خورشید قدر بہادر شاگرد رشید سید ہادی علی بخود

نقوش معانی و لکش نہیں
وہ تاثیر اس نقش مضمون میں ہر
مسیحی میں بیخود دیکھ سال طبع

یہ تعویذ حب کے ہیں گویا لکھے
پر پڑھے کلمہ حاسد اگر دیکھ لے
عجب نقش تسخیر چھاپے گئے
۱۸۵۶

ایضا و سمیت

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد
خوش قطع ہر اک حرف ہر ایسا اسکا
اس نگاہ کے ہر حرف نے پائی نشست
ان حرفوں کی کیا دلکش و زیبا ہوشش
جو مدہر وہ ہر ابرو لیلیا کے سخن
یہ اوج پہ ہر اختر قندیر لقاط
اس حسن کا دیوان نظر آیا جسم
ناگاہ سنی ہاتھ غیبی کی صدا

کمال بصر خلق ہوا جس کا سو
اک قطعہ و لکش ہی یہ دیوان گویا
وہی خامدیا قوت رقم کو جو شکست
ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہر شش
ہر دائرہ ہر ویدہ عذرا کے سخن
خوشید سے وہ چند ہر تنویر لقاط
دل نے کہا سمیت ہیں کرو سال رقم
یہ خوب ہر وقت فصاحت چھاپا
۱۹۱۳

از سید آغا جال صاحب ضبط تخلص شاکر و سید ہادی علی بیخود

واہ کس حسن کے شعار ہو میں مطبوع
ولہر باطبع کی تاریخ ہر لکھو امی ضبط

ہر سخن فہم ہر مجنون کی طرح سے پیدا
محمل لیلی مضمون ہر یہ دیوان گویا
۱۲۴۲

ایضا

چھپا کیا صاف دیوان وزیر فصیح و کمال

بیاض صبح جنت گر اسے کہیے تو زیبا ہر

<p>ہوں آشنائے بحر سخن غوطہ زن اگر مضمون ہر اک شنشہ اقلیم نظم ہر باندھی ہو ایسی فیض ہر کلام نے کہتے ہیں اسکو بحر بانی کہ وقت ڈ خوشحرف کس قدر ہر یہ دیوان لہریہ ظل بہا سے کم نہیں ہر حرف کا سو پر نور اس قدر ہیں نقاط حروف شعر صفحوں پہ خط عیان نہیں ہیں السطور کے بین السطور لیلیٰ مضمون کی مانگ ہر بچھو دکھو گے اسکی صفت تم کہاں تک فردوسی دے رہا ہر لب گور سے صدا</p>	<p>ہر سون نہ آب کو ہر مضمون کے پائین بچا کیون ہونہ روح خسرو و شاہی سباج خوا اوڑتے ہیں ہوش باوصبا مثل برگ کاہ بے اختیار کہتے ہیں حاسد بھی ۱۵۱۵ جو دائرہ ہر یوسف دیکھ لے ہر چاہ شاہین بنے جو آے ادھر طائر نگاہ ہوتا ہر سبکو عقد شریا کا اشتباہ گویا یہ ہر قلم و ہنسی کے شاہراہ سطرین عروس نظم کے ہیں گیسو سیاہ فصلی کا سال خوبی دیوان پہ ہر گواہ ہر رشک شاہنامہ کلام وزیر ۱۵۱۵</p>
--	--

ایضاً در سال عیسوی

<p>سند جانتے ہیں سخن نور جسے عجب کیا جو صفحے پہ دل کے چھپے کہ قصر سخن میں ہیں نصب آئنے ہزاروں ہی مضمون مسخر ہوئے جمال عروس سخن دیکھ کے</p>	<p>چھپا ہر وہ دیوان بے مثل آج نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہر مضامین کی ہیں بندشیں صاف صاف اثر ہر یہ عمال کے شوق کا عد و نقد دل دیتے ہیں رونما</p>
--	---

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

تہ احمد ہوا طبع کلام استاد
نہ سخن فہم کے دلوں پر سہمی ہو جوع
خوب تاریخ لکھی ہاتھ لکھو معجز
کیا ہی نظم دل اور ہر ہوی ہر مطبوع

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد
شد طبع بحسن شوکت و شان
ورگلشن این جان فانی
چون نکبت گل بدی پریشان
تاریخ چو بلبل این حسن گفت
دیوان وزیر ہست بستان

از جناب سید ہادی علی صاحب بخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

نہ دیوان بہ پیشی آب و رنگ آرایش
چو در شاہوار ایندم بسک طبع در آمد
چنین در رفت در تاریخ طبع غلام بخود
چو بس بہا از مطبع سنگین بر آمد

ایضا

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج
کلاک شاخ گل سے یہ تاریخ ابر بخود لکھو
نہ سخنو مثل بلبل ہر شاخو ان وزیر
بیخراں گلزار زیبا ہر یہ دیوان وزیر

ایضا در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چھپ گیا
کیا ہی جمال یوسف معنی ہو دلفریب
رطب اللسان ہر جس کی صفت میں گداو شاہ
اس نظم کی ہر سکو زلیخا کی طرح چاہ
ایسے بندھے ہیں اسمیں مضامین نور
کرتے ہیں کسب نور مدح میں مہر شاہ

کیونکہ نہ پڑمردہ ہوں گلبائے مضامین	باغ حاسد کے لیے باد تیزانی ہو یہ
بلبل گلک قلم نے یہ لکھا طبع کمال	طرفہ گلدستہ گلزار معانی ہو یہ
از جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم	
صدف طبع سے نکلا در شہوار وزیر	کرتے ہیں بجز کمالات کے خواص پسند
مصرع مادہ طبع یہ لکھتے محسن	اب وہ دیوان چھپا جسکو کہیں خاص پسند
ایضا	
چھپ گیا دیوان رنگین وزیر نامہ	اب بخشان یقین ہو لکھتو ہر طعنہ زن
جو ہری طبع محسن نے لکھا سیال طبع	مطبع سنگین سے آج آیا دالعل سخن
از جناب شانہ راوہ مرزا محمد ہایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف واسط	
جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن	
واہ کیا یہ نسخہ روشن چھپا	بنکے پر دانہ کرینگے سب پسند
چنگے حرف بالقط لکھتے امیر مسیر	نور کی ہو شمع مضمون بلند
از میر ادا حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم	
ہو چکا مطبوع دیوان وزیر	دوستوں کا دل نہایت شاد ہو
شعر سب ہیں سکھ کا مل عیار	کیا ہو نظم حضرت استاد
ہمیں رعایا اگر مضامین لطیف	بندش خوب او نکی حسانہ زاد
گلک نشتر نے لکھا یہ سیال طبع	ملک مضمون وزیر آبا دیو

اضاف سے سب نقش و نگار و سحر جو دیکھے کما نور کے گل بوٹے میں کس حسن کی ہلیر تحریر کرد طبع کی تاریخ مسفیہ اب	مانی کے ارزنگا کا بھی رنگ مٹا آج ہو قابل مدد اس چمنستان کی فضا آج گو یا کو می آریستم معشوق ہو آج
--	--

ایضا

واہ کیا دیوان نگین ہو چکا مطبوع آج مردہ کہ حرفوں کے نقشے ہیں دو آہ چشم حور کیا مسلسل اس کی سطر پر نقش و مطبوع ہیں لکھنے فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر	جس کے ہر صفحے پر عالم ریاض خلد کا دید کے قابل ہر اس دیوان کا حسن صفا زلف غلمان چنانچہ صاف دھوکا ہو گیا سنبستان لطافت کیا ہی ہو واہ وا
--	--

از جناب آفتاب الدولہ الملک خواجہ ارشد علی خان بہادر شمس جنگ
عرف خواجہ اسد قلی تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چھپی نظم و ذریعہ فصیح مدح کرتے ہیں عدد و صورت حباب اسکی کیون نہ سمجھے اسے دستور عمل ہزنی ولولہ دیکھنے سے اسکے نیکون ہو پیدا لکھی ہر عشق مجازی کی حقیقت سار موج زن بحر فصاحت ہر اک صفحے میں چہرہ النور دیوان نظر آجائے اگر	نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہو یہ ایک ادنی اثر سحر بیانی ہو یہ جیل بے حضرت استاد نشانی ہو یہ حاصل نکت ایام جوانی ہو یہ دل آشفته و شیدا کی کہانی ہو یہ طبع مہراج کی ادنی سی روانی ہو یہ بے تکلف کہیں بہ یوسف ثانی ہو یہ
--	--

از عشقش اعظم علی صاحب ذرہ تخلص شاگرد عشق منظر علی صاحب سیر

شده مطبوع نظم خواجہ وزیر
چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذرہ
سخن یادگار حسد آمیز

از شیخ الہی بخش صاحب عشق تخلص شاگرد جناب میر علی وسط صاحب

وزیر کا ہر کلام ایسا نظیر جہا کہیں نہ لکھا
فصیح بندش شعر عمدہ ہر ایک شہنشاہ بوند
کرون جو عشق میں کیست مری بانیں کیا ہوتا
مزد او ٹھانیگی روح شوکت ہر آئین ایسا ہر اعتبار
بہل کیونکہ کا ہر وجود یوں آتی او کی تاریخ ہر بیان
زبان شیریں کلام زکین کہاں کیا کمال زیبا

از سید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی وسط صاحب رشک

بہل جان تانگی پانی ہر اسکی سپر
ہر روش ہر گلشن چنار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہر رسم
شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر

از رئیس نامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب شیخ الدولہ باور برق تخلص

چو شد کبوشش جنو و مرتب این دیوان
پسند گشت دل خلق را چہ خاص و عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت
ہمہ کلام وزیرست شاید کل کلام

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شد استیلا سخن کا ہر مطبوع
کس طرح سخن سخن نہون گرم ثنا آج
اجباب تو کیا بر سر انصاف بین حاکم
تعریف کی ہر سمت سے آتی ہر معدا آج
ترتیب سے اور چھپنے سے چون نکل آیا
ہر شاہد حسن کو ملحق حسن صفاح

نظم اقلیم سخن اس نظم گو کہتے ہیں سب
مہر کد و تم ہی بس مصرع تاریخ طبع

کیون شاخا قانی ہوا بکنج لہرین گو کہتے
صاف نشور معانی ہو کہ دیوان وزیر

از لالہ ام سہامی صاحب لئی تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر بادشہ شاعران شد از دنیا
بخا و مان نبی و علی شد و محشور
ندیدہ است کسی شاعری چنین خوش فکر
چو بعد رحلت او طبع گشت و نیش
نبشت مصرع تاریخ طبع آن رونق

ہم ام روضہ رضوان سخن ابگاہ بود
و عاقبول بدر گاہ است امر آ بود
فلک بدعوی من در جہان گواہ بود
کہ حسن مطبع اور شک مہر ماہ بود
طلسم عشق اپند وزیر و شاہ بود

از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رحمت شیرین ز بانی شد وین و رود است
بعد گشت نظم شد مطبوع و کیون سال گشت

زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل
طبع دیوان وزیر ہجو خاقانی بعد

ایضا

آن خواجہ وزیر متوفی
دیوان شد و مطبوع و گو سال

خاقانی دیگر بزمین شد
مطبوع ہمہ طبع سخن شد

ایضا

وزیر خوش بیان شیرین بان خوش گو
چھپی جب نظم کیوان کسی تاریخ

او بھیں کے واسطے تھی شاعری موضوع
قبول روح خاقانی ہوئی مطبوع

تاریخهای طبع دیوان بلاغت عنوان بتلخیص افکار شعری گزیده و گ...

از جناب فتح الدوله نجاشی الملک مرزا محمد ضیاخان بهادر برق تخلص
شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمد الله بعفوانه

مطبوع طبع حلالق بهمان
تاریخ رسم کرد چو پین غایت برق
منظوم وزیر با کمال هندست
دیوان کلیم بهیثال هندست

از جناب شیخ ادا و علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

هر مطلع نور رشید کا شعر نظیر
ای بحسب سیه سال طبع کما این
هر مصرع عین ماه نو کی تنویر
هر نسخه برگزیده دیوان وزیر

از جناب کیتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهد علیخان بهادر
ثابت جنگ مقبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجہ وزیر فصیح دوران حید عصر
دیوان شده چو طبع بگو سال از قبول
یکتا بفسر بوده و مشاق لاجواب
این کارنامه هست در افاق لاجواب

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود هر که به بیند این
سال مطبوع چنین ساخته تحریر شهید
دوستان طبع نمودند چه دیوان متین
منطبع گشته چه دیوان کلام احتی این

از جناب مرزا حاتم علی بکی صاحب بحر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

اور سرد و قتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران تاب بین یہ گل بستہ نکت جگر کہ
 ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اور اوراق گل پریشان اور منتشر ہوتا
 بکمال صحت فراہم اور مرتب ہو کر موسوم بہ دفتر فصاحت ہوا اور اہتمام
 خاکسارین مشکبیزی خاتمہ عنبرین شامہ مشاق ختمی جلی شیخ اشرف علی
 اویسیوین تاریخ ذی الحجہ ۱۲۸۶ ہجری کو مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنؤ
 محمود نگر میں زیور طبع زیب فرا کر لویف بازار شہر ہوا تھا ارب کہ سال ۱۲۸۶ ہجری
 اس شاہد معنی کے ہزاروں ارباب سخن شتاق نظر آئے اور بسبب نایابی و کم یابی کے
 اطراف و اکناف سے سیکڑوں خط اصحاب کے برابر آئے لہذا بار و گیر قلم
 شکن قلم خطاط مشہور آفاق خواجہ محمد حسین صاحب لکھوایا
 اور کمال صحت و تحقیق کے ساتھ کاغذ صاف
 عمدہ پر چھپوایا احباب کو فکرتازہ کی تکلیف
 دینی مناسب بنائی بطور یاد و کار قدیم
 تمارہ بخون سے صفحات خاتمہ کو
 زیب زینت دی فقط

۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲

۲ ۲ ۲

کہ جس نے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بنا کر علم معنی و بیان سکھایا اور لالی شکابے شمار
 اوس عالم امی لقب کے لیے سزاوار ہو کہ جس نے اہل عالم مثال کو مجاز و حقیقت کا تفرقہ بتا کر
 استعارہ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین شبہ سمجھتے تھے و لاتل بینہ سے باطل فرمایا
 اور مناقب عظمیٰ لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہو کہ جن کے برکت اور فیض
 ہدایت سے کناۃ معرفت ذہن میں آیا متن بعد خاکسار کج معجز زبان امیدوار
 فضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفیٰ خان
 ابن حاجی محمد روشن خان و خدام اللہ فی دار الجنان اہل نضاۃ کینہ دست
 میں صاف صاف عرض کرتا ہو کہ مدت و راز سے خیال الطباع کلام بلاغت نظام
 فصیح الفصحا محسود اشعر عالم و قاتق شعر و سخن کجمل شاعر ان زمن
 و انامے اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقیدین
 سند المتاخرین اشرف شرفاے فیشان فضل پنجابے ہندوستان
 جامع خصائل و لپذیر حاوی فضائل بے نظیر جناب خواجہ محمد نور محمد
 ابن خواجہ محمد فقیہ تغذیہا اللہ بغفرانہ الخٹک کمالیہ لفظ خاطر فائز
 تھا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سے کہ لازمہ اہل کمال ہو سواے جناب
 و تلامیذ کے ایک پرچہ بھی مصنف کے پاس کبھی نہ دیکھا الحمد للہ کہ اس ایام
 جمعیت انضمام میں ہزاران جانفشانی اور سعی مجہدانہ لی سید ہادی علی
 اور سید محسن علی صاحب سے کہ خیریل شاگردان عالی وقار

نہ تالیف و ترتیب دیوان نمودہ	کہ او خلیفہ دی بستان نمودہ
بگفتند ساش زمرہ تا با ہے	کہ ترتیب دیوان ہایون آہی

قطعہ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا احاق اسماعیل خان	از رہ صدق و وفا ہمایہ بیت الاحرام
بہر تاریخش مصلی ہا بگفتند اور وریہ	کعبہ ایمان این ست بدیشک و اسلام

ایضا

ساخت احاق خان اسماعیل	مسجد دویمے ز فضل خدا
سال تاریخ او نوشت وریہ	شد دگر کعبہ شریف بنا

قطعہ تاریخ تولد شاہزادہ مرزا خورشید شکوہ

از فطرت شہزادہ خورشید شکوہ	تر شد و بہن خشک من از آب مراد
از بین قدم زمین چو شد رشک فلک	خرم گردید و سر بپایش نہاد
گل خندہ زن ست و بلبلان نغمہ سرا	شد و وز طبع باغبان غوی عناد
از فیض بہار عیش و عشرت عجیب	گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائے رسم کرد وریہ	جا دید جوان بخت جوان طالع باد

خاتمہ

بدینہ سپاس فراوان اور تحفہ حمد بے پایان لائق بارگاہ بدیع الارض و السماء ات ہو

عدو غرق خون زاب شمشیر او نید
 ز پیلان او هست یک پیل گردون
 به ایثار تجسین هاس دهر
 نه منموم شد بچکس از در او
 رفیق جناب وزیر معظم
 صد و بست سالش بود زندگانی
 نصیبش بود صحت و عافیت هم
 بود لطف نظمش به از آب گوهر
 محیط جهانست نکر سایش
 کلام فصیحش بلاغت نظامست
 و مضمون چشمان همی ارجانان
 چو فکرے در اشعار رنگین نمود
 به از ابر و حور هر بیت دیوان
 به از نسر طائر طیور مضامین
 ز هر مصرعش مصرع سر و شدست
 و دلش خم و کلک او باوه نوبست
 چو مائل تبر تریب و تالیف آن شد

حسودان نشانه پی تیرا ویند
 سبق بر درخشش بشد نیز و گلگون
 به اصرار پشیمین هاس دهر او
 نه محروم شد بچکس از در او
 فقیر محمد امیر مکر
 با قبیل و با جاه و با کامرانی
 قرینش بود عشرت و مہینت ہم
 زبان شست لاریب از آب کوثر
 کہ شد در دبر ہر زبان شعر ہایش
 بلیغ و بیان را از و انتظامست
 شدہ و فخرش غیرت گریستان
 ز حد تبہ کلعذاران فرودہ
 فقط غیرت خال خسار غلمان
 ز کیوان بلبست معنی رنگین
 ز رنگینیش جیب گل خاک گشتست
 مضامین او بچو مستی بچوشتست
 بہر صفحہ رنگ گلستان عیان شد

سبز را همچو خضر هست حیات جاوید همچو این گلشن جان پرور و راحت افزا غنی و گلشن تصویری سیمش اگر دو نذر گلدسته تاریخ بیاورد و زمره	من شود زندگی تازه بهر دم حاصل نیست از روم و حبش تا بحدین و چگل عجب نیست شگفته شود و از غنچه دول قطعه جنت اعلیٰ بزمن شد نازل
---	--

قطعه تاریخ تعمیر کربلا

و عهد باو شاه محمد علی نمود هر صبح و شام از پی شاه بن شاخ پا از سر او ب نهانجا ملک مست چون گل شگفت غنچه منقار عنیب نالده همیشه از صدای شکست رگ کردم باو چو نسبت گلزار خلعت رویش لبوس کعبه سوش رخ جهان کردیم فکر سال بنایش چو اسی و زمره	عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا دارد لب و دست و عا باغ کربلا گلزار سیدالشهدا باغ کربلا مثل هداست عقد کثاباغ کربلا دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا ای وای ما کجا و کجا باغ کربلا هم قبله هست و قبله نما باغ کربلا بنوشت کلاک فکر ما باغ کربلا
--	---

قطعه تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جو دستان بهادر گفت بهش غیرت ابر نیسان چو مرغ خونریز باشد بهیجا	که هست او به بحر شرف بی بهادر که آن آب می بار و او گوهر افشان چو خورشید تابان بود عالم آرا
---	--

غلام پر یہ عتاب اپنے بندے پر سترم مکن قفا فل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خدا و ہدست

کچھ اپنے واسطے کتنا نہیں ہو یہ غم یہی ہو ڈرتری بندہ نواز یونکی قسم
کہے نہ بکیں بے یار مجھ کو اک عالم مکن قفا فل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خدا و ہدست

قطعہ

نکر عو ض مرے جرم و گناہ مجید کا آہی تجھ کو غفور الرحیم کہتے ہیں
کسین کہین نہ عدد و کچھ مجھے محتاج یہ اونکے بندے ہیں جن کو کریم کہتے ہیں

قطعہ تالیخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسر و گل سنبل تربیب اندرین عہد شہنشاہ سنخے و باؤل
نائب ہمدی دین شاہ شہان عالم غیرت قیصر و فقور خدیو باؤل
چون حدوت پر زگر چشم تہستان شد ہست و ریامی سما و کمرش لے سال
بر و دولت این تخت نشین زرخش ہچو خورشید شود کا سبت سال
مثل خورشید و خشنہ کہ کف بہت روے تابندہ او غیرت ماہ کامل
حبذا باغ لطیفیکہ در و بکشاوہ وقعہ قافلہ فصل بہارے محل
نکبت نسترن و یاسمن و نیشترش جان تازہ بد و چون دم عیسی و دل
باغبانان ہمہ ہستند چو خوان برو تا ابد با و خزانے نتوان شد و خل

تری بہار کرم سے ہر ایک پر زوار جو نام لیکے ترا توڑے گل کوئی گلچین ترا وہ حکم وہ ثروت ہو تو اگر چاہے بجائے آب ہو آب گھر کا صرف آئین ضعیف ایسے قوی ہیں ترے رہنمائی سوائے دشمن ہو تو ہر کوئی طفلِ قیم جو دیکھ لے تری تلوار ماہی ریا دعا یہیری ہو مثلِ خضر ہو عمر تری سو اترے کرم و لطف کے بیان	بہرے چمن نے گل اشرفی سے جیبت کٹا تو ہاتھ میں ہو زگر گل ملا سے دست افشا بر ایک فقیر کا گھر اس طرح سے ہو طیا خریدیں سو کی انشین بنائیں گھر معمار او بچھ کے چاک کرے خاویں کسسا ہو اسح زمان تو اجل ہو مٹی بیکار تو اپنے پوست سے بھانے نکل کے صورت دار کبھی نہ تو میسا کی طرح سے بیمار نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہر غمخوار
---	---

فتادہ ام برت اعو سچہر جو دو کرم
برائے نام و نہ پیرم و لے فقیر تو ام

خمسہ

جگہ میں ناوک غم ہو گلے پہ تیغ ستم ہوا ہوں خنجر غفلت کے کشتہ میں پر غم	زبان آہ ہر آنکھ میں اشک لہجہ موم مکن تغافل ازین بیشتر کہے تر ستم
--	---

گمان برنگہ این بندہ بے خدا و دست

نہ ہو وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم	جفا میں بڑھتی ہیں تیری فائیت ہو تی مین کرم
-----------------------------------	--

<p>عزبان پہ تھی اور ہاتھ میں قرآن بنا تھا سانس لبریز ویدہ کرمان جھکے تھے سجدے میں ساقی سے تابہ پیر کہ تا فلک مری جاتی تھی نالہ سوز رہی تھی جسم میں طاقت نہ ولین اقبال</p>	<p>حمیدہ غم سے تھے محراب کی طرح زاہد مدام کرتے تھے شیشے بھی نالہ قفل سے وعاتین بانگتے تھے ہاتھ اٹھا اٹھا گئے ترمی شفا کی وعا مانگتا تھا روز مسیح مریض دیکھ کے تنگویہ حال تھا اپنا</p>
---	---

زفر طضعف ومرض حال من بدینسان بود
 بدست مردم چشم عصاے مرگان بود

<p>وگرنہ دامن عیسیٰ تھا اور ہاتھ مرا مسیر مہر و نشان ہو برج آبی کا کہ تیرے ساتے تلے رہتے ہیں ہزار ہا ہزار جان گرامی کروں میں تجھ پہ فدا جو پاشکستہ ہیں اونکا تو دستگیر ہوا نگاہ مہر سے ذروں کو آفتاب کیا ہو اس چمن میں اتیرے کون ابر سنا تجھے شفا جو ہوے بس کوئی مرض نہ ہا</p>	<p>ہزار شکر خدا نے تجھے دی جلد شفا تو بہر غسل جو حمام میں ہو تو میں کہوں خوشی ہر ایک ہو اتیرے غسل صحت سے خدا نے آج تجھے جان تازہ بخشی ہو جھکا کے سجدے کو سرشت کیوں مانگیں نہ کیوں کہوں میں تجھے سہاں لطف کرم خوشی نہ کیوں ہو زمانے کو تیرے صحت سے چمن میں ویدہ نہ گیس بھی اب نہیں بخور</p>
---	---

ز صحت تو چنانہ است ادال رہست مدار
 نمیشوند کنون چشم و لبسان بیمار

	<p>چو عند لیب بکل در و دل کف ز طہا ز سنیض باغ شود نالہ سبز و منقار</p>	
<p>کہ سایہ گل تر بھی ہو مثل گل احمر لکاتین مرہم کا فور یا سمن لیکر بغیر لطف پریشان ہووے سنبل تر ہزار گلشن عالم فدا کروں جس پر چمن کی سیر کو آئے کا آج وہ گل تر نہ کوئی آئے اوھر اور نکوئی جا اوھر چھاتین بلبلین آنکھیں میان اگڑ ادب سے نذر گل اختر فی کمرین لیکر ہیان تلک نہ رہے مشت غنچہ چین بھی</p>		<p>میری بہار کا اب حکم ہو گلستان پر نرسنے پاسے ذرا داغ ولین لائے کے رہے چمن مہین نہ بیمار آج نرگس بھی خدا کے فضل سے صحت ہوئی ہر آج او صبا سے کھدو کہ اب برگ گل کا فرش کسے رہیں قرینے سے مرغان باغ ہر جانب گمان سب کو یہ ہو یہ فرش بلبل چشم چمن سے آئین نکل نخل بہر استقبال ہر اک نثار کرے آج مال و زرا پنا</p>
	<p>چو بیند آن قد و قامت چنان شود و لناد لسان بندہ کف سرور چمن آزد</p>	
<p>مثال تیر ہوئی رہت آج پشت گمان قسم خدا کی نہ تھی بس ہمارے جسم میں جان یہ تیرے سچ کا تھا سچ امیر مسیح زمان ہر ایک کو تن خلق بن گیا تھا زبان</p>		<p>تری شفا کی خوشی سے ہو میں ہر چوں تو چند روز ہوا تھا علیل و دوزخا برنگ نرگس بیمار دم تھا آنکھوں میں تری شفا کی دعا مانگتا تھا سب عالم</p>

بہت قلق جو ستاتا ہو تو یہ پڑھتا ہو
عجیب حسرت واران سے ہاتھ پھیلا کر

بیابا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چہ نہ انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہو اب کے فیض مسیح باو بہا
رہا چمن میں نہ آزار وید بلبس کو
دم مسیح کا باد بہار میں ہوا اثر
و فور عیش سے بزم نشاط ہو گلشن
عجب نہیں پر پر وانہ ہو پر طوطی
یہ فیض باو بہاری ریاض بہرین ہو
نظر چپے گل نارسہ شاخسار سے یوں
گمان غلط ہو کہ بارش سے ہو گئے خم
چمن میں نام خدا ہو ہجوم گل ایسا
چمن میں دیدہ نرگس تلک نہیں بہار
پلایا جام گل ترے شربت دیدار
نہ کس طرح سے ہوا ازل تیرے رون چنا
کلی جو چٹکے تو آئے صدائے نغمہ تار
نہال شمع تلک سبز ہو کے لائی رہا رہا
بنے وہیں زر گل سنگ سے جو نکلتے شرا
عیان ہو پیشے سے جیسے شراب سرخ او یا
جھکے ہیں شکر کے سجد کیو باغ میں ہنجار
جلکہ نہیں جو کرے عندلیب انقار

ہجوم لالہ و گل آفت رش دست وزیر
نہا اند جاے کہ بلبل کشد ز سینه صفیر

زیادہ ہو گل رعنا سے رنگ بقلو
زبان حال سے کہتی ہو موج نکمت گل
چمن میں دیکھے جس گل کو اک گلستان ہو
اب اندون تو فیض بہار بستان ہو

صحرایے میں پیدا ہوا بڑھکر غبارِ دل نے پھینکا ہوا دورِ کھوٹا شتِ متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی گئی جنسِ دل کی طہیت سے کہ مشتری کو صدا و شکیستِ قیمتی سے

ولہ

سینے پر میرے زخمِ مین کیا بے نشان لگے جراحِ ہاتھ ملتا ہے بچا ہا کہاں لگے

ولہ

لب و دندان کھا کر اپنے وہ کہتے ہیں فوجی سے نکل آیا ہوا کھیل لال دانتوں کی کھر کی سے

ولہ

یا دترگانِ مین مری آنکھ لگی جاتی ہے لوگ سچ کہتے ہیں بولی پہ بھی نیند آتی ہے

ولہ

صدائے نالہ دل آرہی ہے نہ کھت گل سے جلی آتی ہے شاید کو چہ منقارِ بیل سے

ولہ

چمن سے توڑ کے پھولوں کو باغبانِ چلے تمہارے سننے کو باتیں گلوں کاں چلے

ولہ

زلف کی چال صبا چلتی ہے کیا پریشان ہو چلتی ہے

ترجیع بند

صبا کبھی جو تر کوے یا رین ہو گذر نہ بھولیو تو پیامِ وزیرِ پرستہ جگر

یہ کہیواوس سے کہ ایجان تیری فرقت میں فغان ہے دردِ غم ہے الم ہے آٹھ پہر

پونج گیا ہے گریبان کا چاکِ امتک گذر گیا ہے بس اب سر سے آبِ دیدہ تر

کبھی ہے ہوش او سے گاہِ فرطِ ہوشی کبھی ہے آپ مین وہ گاہِ آپ سے باہر

ہر ایک کو چے مین پھرتا ہے صورتِ جوشی کبھی دھڑ سے او دھڑ کر لہجی دھڑ سے

اور تو خوبی قسمت ہو گلا کیا تم سے	جس نے رحمت تھیں دی اسی سے ہمیں بزدلی
کیون نہوں کو چہ محمد بن عاشق لالان	اس گلستان کو یہ مرغان نواز سنج دیے

ولہ

فہم طلب ایسا ہوں ابی حین نہیں ہو	پونچا ہوں ہاں ہیں کہ فلک ہو زمین ہو
بے تیرے مجھے دیکھ کا کچھ شوق نہیں ہو	تو پروہ نشین ہو تو نگہ گوشہ نشین ہو
آزروہ جو تم ہو تو خفا کون نہیں ہو	آئینہ بھی پر تو سے مرے چلن بچہ بن ہو

ولہ

جس طرف تم ہوا وہ صحر سر ا جانا ہو جا	پا نیتی قبر کی بیٹھو تو سر حانا ہو جا
یار جاتا ہو کہو دل بھی وانا ہو جا	ساتھ اچھا ہو اگر ایسے میں جانا ہو جا
کیجیے مجھ پہ نگہ غیر مے جیتے جی	تیر میں آپکے کھاؤں وہ نشانا ہو جا

ولہ

دیکھ بچپائے گا اوبت بے تر سا	اوٹھ کے کہنے کو چلا جاؤنگا بچانے سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتھ چٹا کر شب وصل	نبض دین بھی چھوٹ گئیں ہاتھ کے چھٹ جا

ولہ

ہجر بن اک ماہ کے آشوب ہار گریڑے	آسمان ٹوٹا شب فرقت ستار گر پڑے
پھینکی تھی اپنی کل شیشے کی گردن کر	آج سنتے ہیں کہ مسجد کے منارے گم پڑے

ولہ

۶	غزل دلغت سرور کائنات	۱۹۳
<p>عین بے بحقیقت و مجاز اعرابی آمدہ عیسیٰ مریم پے دربان طلبی جسم اچانے و جانانے و عیسیٰ لقی بسر عشق کہ این ہم بود بے ادبی حق پسند این چه جالست باین لوعجبی نخورم آب بقا جان دہم از تشنہ لبی</p>		<p>مرحبا احمد بے میم محمد لقی گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو ہجر تو مرگ وصال تو حیات حیا گر بگویم کہ ایازے و خدا محمود یا حبیبی ار فی کفیت خد مثل کلیم بروام خضر دلم تشنہ ویدار کسیست</p>
	متفرقات	
<p>رات بھر جاگے تھے دنگو سو گئے آنہ دکھ لا دیا دو ہو گئے چشم احوال میں گردو ہو گئے</p>		<p>مر گئے ہم وہ روانہ ہو گئے قتل بے شمشیر و ظالم کیا یا علی تم اور نبی تو ایک ہو</p>
	ولہ	
<p>بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی طبع اپنی خاک کی با د سی ہوئی خار و ارب ہاتھ کی مچھلی ہوئی</p>		<p>ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی بے ہوا اوڑھے لگامشت غبار سو لکھ کر کاٹا ہوا دست جنوں</p>
	ولہ	
<p>ایم فلک کو نسی لحت کی عوض نہ دیے</p>		<p>زرد یاز و رویا مال دیا گنج دیے</p>

<p>ہاتھ اپنے آستینوں کے باہر نکل پڑے اور طفل تجھ کو دیکھ کے آنسو نکل پڑے قسمت میں ہو جو بیچ تو کیونکر نہ بل پڑے گردن جھکاؤں تیغ جو او کی او گل پڑے میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل پڑے زاہد تو کیا ہر او کا فرشتہ پھسل پڑے</p>		<p>وہن ترا پکڑنے کو میضطرب ہوے ہوتا ہر افس لڑ کو نلو لڑ کون سے وقعی پھنسنا تھا دل کو گیسو پچان میں بھنپیں کیا ایسا کسی کو شوق شہادت نہوے کا لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یا رکو باتیں جو چکی چکی پکینی نہی میرے یار کی</p>
--	--	--

ولہ

۱۹۲

۵

<p>آب شمشیر کی تاثیر جو تیراب میں ہر اپنی نظروں میں ہر ن کین قصابتیں ہر کہتے ہیں فتنہ بیدار بھی نہیں ہر کمرہ نار کا عالم کمرہ آب میں ہر زیبے تیا ہر کون یا رشک خواب میں ہر</p>		<p>او کی تلوار کے روال کا پچھا تا نہیں چشم خود نریر میں سرے کا نہیں نہالہ ناز سے آنکھ اگر بند وہ کر لیتے ہیں گر پڑے ہیں مگر آنکھوں سے مری گم شو میٹھی نظروں سے مجھے دیکھ کین نہ بچھین</p>
--	--	---

ولہ

<p>مبارک طفل و لکی آج بسم اللہ ہوتی ہر یہی کیا عشق کی سرکار میں تنخواہ ہوتی ہر خدا کے گھر میں تفسیر کلام اللہ ہوتی ہر جو دل جلتا ہر روشن اور شمع آہ ہوتی ہر</p>		<p>ہو اب عشق تازہ ابتداء آہ ہوتی ہر ملا جب درہم داغ جنون گھر کے دل لولا بیان کرتا نہیں دل صوف اوں کے مخطوط کا فرخ اپنا سوا ہوتا ہر ظلم خیر گردان سے</p>
--	--	--

<p>ہو یہ بالیدہ ابھی صورت مینا ہو جائے عکس جس گل پہ پیکر گل عینا ہو جائے طوطی سبزہ خط سونے کی چڑیا ہو جائے ابھی دو ہاتھ کا ابرو جان کلیجا ہو جائے سنگ سر میری آنکھ کا ڈھیلا ہو جائے</p>	<p>نشاے میں پاؤں جو تم سبزہ تر پر رکھو حال کچھ اونکے تلون کا نہ مجھے پوچھو رنگ کندن ساتھ اری عجب کیا ہو اگر تم جو اک ہاتھ لگاؤ تو میں ایسا خوش ہو شکرین آنکھ کی گمراہی میں چھرا جائے</p>
---	--

۱۹۰	<p>دردندان نبی کے جو رولائے لفت ابرو زہر اشک ہر اک عرش کا تار ہو جائے</p>	۷
-----	--	---

<p>دیکھ کر مجھ زار کا مردہ وہ بولے ناز سے کیا نراکت ہو اوصد یہ خرام ناز سے دیکھنے والو نہیں تیرے وہ بہت اچھے تھے چاند کے ٹکڑے ترے تلوے میں خوشید درووری اوس دہن کی طرح پوشیدہ تیرے دیوانے کو ایسا شور و سہنگ تھی پردے کا نوکے پھٹے جاتے ہیں بل فوط</p>	<p>غشخ آیا ہوشکست رنگ کی آواز سے آگیا غشخ مایہ کو خلخال کی آواز سے قتل کروا لا جنہیں تیغ نگاہ ناز سے چاندنی نکلے نہ کیونکر فرش پانداز سے چاہیے ایدل جگہ وقف نہ اس راز سے پاؤں تک وقف نہیں بنجر کی آواز سے ناک میں دم ہر شکست رنگ کی آواز سے</p>
--	---

۱۹۱	<p>وہ</p>	۸
<p>اوجان تو ہو دور تو کس طرح کل پر ہے کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا</p>	<p>نزدیک ہو کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے منہ سے کہیں زبان باہر نکل پڑے</p>	

کیون دیکھتا ہوں وصل میں جو شب و روز او طفل جو کہتا ہے بڑی آنچ ہر اسکی کس شوق سے آیا ہر گل زخم کی جانب قبضے کی کٹوری میں ہر تلوار کا پانی خالی ہو تو از خود عرق شرم سے بھر جا عروانی کے جانے کا گریبان بنا ہر کہتے ہو مجھے خواب میں حراج ہوتی ہر کیون اوٹھ گئے پائے صفحہ گان کج ایما رسوانہ کر گیا تمھیں یہ دیدہ حیران	سرخا بکاتیکے میں کوئی ہر تو نہیں ہر چھٹا سا ترا نیمچہ اسگر تو نہیں ہر اس تیر میں بلبل کا کوئی ہر تو نہیں ہر اب بارش پہ آب اسکی ستمگر تو نہیں ہر منت کش ساقی مرا ساغر تو نہیں ہر بیکار گلے پر تر خنجر تو نہیں ہر جبریل کاتیکے میں کوئی ہر تو نہیں ہر فرایے بھاگا ہوا شکر تو نہیں ہر پر آب ہر آئینہ صفت تر تو نہیں ہر
---	---

۱۸۹	ولہ	۱۳
تم جو تھراؤ کر دو کر بھی بنیا ہو جاے گریبان کیجیے جو بن یہ زیادہ ہو جا گردش چشم کا تیرے اثر ایسا ہو جا فیج کرنے میں جو ہوڑ تری سروانی کا سر مدینے میں نکل آتین جو پیرے تشو چشم مخمور سے دیکھے جو وہ بے کعبہ کو چھنک رہا ہر یہ مرا ہم اگر دیکھے نبض	منہ پہ تھچر جو لگے آنکھ کا ڈھیلا ہو جا نکل آتے جو عرق حسن کا دریا ہو جا گرد اوڑے پائے نگہ سے تو بگولا ہو جا رنگ اوڑ جاے ابھی خون پسینا ہو جا ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہو جا موسے محراب کا لبر نیر پیالا ہو جا کف عیسیٰ بھی جل کر کف موسا ہو جا	

<p>رفت دکھائی کو کچھ کیسوے پارے کا نسا چھا جو پاؤ نہیں سمجھا ضیعت سے پانی نہیں یہ کپکے عاشق کا ہر لہو پھینکا جو مینے اپنا گرہاں بھڑا کر</p>	<p>لی راہ آسمان کی زمین تیارے سولی پہ مچکھلینچ دیا لوک خار نے کیون چون پیکے کوڑی دکھائی کٹارے دامن لیا سمیٹ شب ہجر پارے</p>
--	--

۱۸۸	<p>دیکھیں جو اے وزیر میری بقیراں کی آرزو سے صبح شب انتظارے</p>	۲۰
-----	---	----

<p>مردے کہ نہ دے بادۂ اطر تو نہیں ہر کچھ معجزہ ختم آب کے لب تو نہیں ہر جب میان سے نکلی تو مرے ملین تیا قاتل ہر گمان معجزہ شق قمر کا میخانے کو سجدہ کیا ہر کعبے نے جھکے داغ اوس پہاں تھے یہ گلی ہونے پھر ہر پیری میں جوانو سے ملوں جھکے کیونکر ہر سرے کا دنبالہ تری آنکھ میں باقی میں آنکھیں بچھاؤں شہ حسن اگر آپ منہ اوسکو دکھاؤ گے تو میں ٹکڑے کروں گا اور اق خلاق نظر آتے ہیں پریشان</p>	<p>کچھ پیر معان ساقی کو شر تو نہیں ہر عیسیٰ ہر تو ہوا پنا پمیر تو نہیں ہر تلوار تری روح دوپیکر تو نہیں ہر جزا کی طرح تیغ دوپیکر تو نہیں ہر اوس چشم پاپروے نگون سر تو نہیں ہر بھیجا تھا جسے یہ کہبو تر تو نہیں ہر قامت شجر خشاک ہوا تر تو نہیں ہر ساغے سے ترے موج یا ہر تو نہیں ہر درویش ہوں آزاد ہوں بستر تو نہیں ہر آئینہ ہر کچھ سد سکندر تو نہیں ہر یہ دفتر عالم کہیں بہتر تو نہیں ہر</p>
--	---

<p>پیچ پڑ جاتین کچھ ایسے کہ سلاسل ہو جا یار کا ہاتھ بھی بندھ جانے کے قابل ہو جا دل یا بلند خوشی سے ہو کہ محمل ہو جا آے یوسف جو اودھ قید کے قابل ہو جا لغزش پا سے ابھی قطع منازل ہو جا ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کانگین سل ہو جا</p>	<p>ہم اسیرن کی طرف آئے اگر نکمت گل خون عشاق کے ہوتے جو لگاتے مہند آے بے پردہ جو لیلایے خیال جانان کو چہ زلف ہو کچھ مصر کا باز ارنہین چال افتادگی شک سے سیکھی ہننے فاتحے کو جو وہ بت ہاتھ لکھے مقدیر</p>
--	---

ولہ

۵	۱۸۶
<p>کالی کھٹا میں جھانک یہ بجلی چمک گئی کیا فائز زمین سے اگر تافلاک گئی انگڑا می میں جو یار کی چوٹی مسک گئی گل کی کلی نسیم سر سے چٹک گئی</p>	<p>کا کل جو اس کے شعلہ رخ سے کر گئی پونجی نہ اس کے کان تلک آہ نارسا ٹکڑے ہوئے ہمارے گریان صبر کے مینے جو آہ سر و بھری اوسنے ہنس دیا</p>

۹	<p>بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ اے مری و زہر پونجی نے او کو روح مری دور تک گئی</p>	۱۸۷
---	---	-----

<p>دلیوار گرد کھینچی ہر دل کے غبار نے آخر لہو دیا رنگ ابر ببار نے افیون باغبان کو دسی کو کنار نے دوڑایا اپنے پاؤں سے گھوڑا سوار نے</p>	<p>پردہ کدورتوں سے کیا آج یار نے چھیرا چمن میں یہ مژدہ اشکبار نے گلشن میں کیا اشارہ کیا خال یار نے و کھلائی فرسوار سی لڑکپن میں یار نے</p>
--	--

دکھلا وزلف و رخ تو خوشی ہو کے مین کہن لب و اجو ہو گئے تو در خمی کھلا قاتل بجا گل تو چڑھا دے حسین ہند	یہ شب شب برات میں روز عید ہی قفل دہن کو موج تبسم کلیں در یہ کربلا سے عشق یہ قبر شہید در
--	---

۱۸۴

ولہ

۹

اٹھتا ہر جاے شعلہ و صوان لکے داغ سے پیدا کرینگے داغ جگر دل کے داغ سے بلبل ادھر نفس سے چھٹی تو او دھر پھنسی ہو جاے وجد دیکھے اگر استخوان سے ہر دم قدم کے ساتھ یہ گرد و نکی کج روی کیا بجز مین ہر مونس و لسوز داغ دل گیران تری گلی سے ہم اے رشک گل چلے وہ نالہ کش ہوں بعد فنا استخوان مر دیکھا دہن کو خندہ دندان سے رات	تار یک ہو گیا ہر مرا گھر چراغ سے کر لیں گے ہم چراغ کو روشن چراغ سے گلد ام موج نکست گل لای باغ سے بتلی نکل کے قصے کے چہنم زاغ سے او تر و مسیح ایسے خس و بیدار سے و نکو قرون ہر پھول سے شکو چراغ سے جاتے ہیں ہوتی جھیل لیے عیش باغ سے مثل صد اگل گئے منقار زراغ سے گم لعل تھا ملا گھر شب چراغ سے
---	--

۱۸۵

ولہ

۹

لذت درد سراپا مجھے حاصل ہو جائے وہی بیتابی وہی درد او سے حاصل ہو جائے لطف پامالی دل مایہ کو حاصل ہو جائے	آرزو یہ کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جائے ہاتھ جیسے عضو یہ رکھ دو وہ ابھی دل ہو جائے پاؤں رکھے وہ جہاں نقش قدم دل ہو جائے
--	---

۱۸۴	کیا خوف گنہ و زیر کو ہو حامی سلطان انبیا ہو	۱۱
-----	--	----

رنگین لب لال کی صدر سنبل گلشن مین کہ رہا ہو ہم و حشیون کا کبوتر اعر سر آپو نچا ہوا وڑکے استخوان تک دلنے کی طرح سے ہمیں ڈالا کیا آنکھوں مین او سکی میں سبک ہو یوسف جو کہا اونھیں توجہ بولے آئی ہو ہمارا کیا جو ساقی پونچے مرے ہاتھ تک توجہ جان نکلے نہیں رات کو ستارے	کیا خوب یہ لال بولتا ہو یکتا ہو وہ زلف گو دو تا ہو قمری کی طرح سے طوقیا ہو ناوک مین مگر پر ہمارا ہو کیا گردش بخت آسپا ہو نظرون مین وہ مجھ کو تولتا ہو کیا آپ نے مول لے لیا ہو شیشے مین پھول بھر رہا ہو تم کہتے ہو زلف کو رسا ہو شبہ نیر فلک چرخ پا ہو
---	--

۱۸۴	ایسا مین گھلا و زیر غم سے حنا رکھ پا مرا عصا ہو	۶
-----	--	---

کیا سنگ رزق خوش ہوا گریہ عید ہو گھر پونچے مین لحد سے کہنا بعید ہو خط و کھلو و زیر عجب شوق و دید ہو	یاں بستی قفل کی باعث کلید ہو یار و جواب نامہ نہیں ہو سید ہو لکھا ہو پشت لب پہ دہن نا پدید ہو
--	--

ہر نقش درم جو نقش پا ہر
 دل جلوہ ترا دکھا رہا ہر
 سلطان ہسان ہر جو گدا ہر
 انسان بھی قدرت خدا ہر
 شیرین ہر دہن کرو شکر خند
 مضمون پر وانی بنکے آئین
 یاران گذشتگان سے ہر نش
 آیا نہیں خود نش میرا
 وہ رشک بہار و غیر گل
 گلزار ہوا ہر پانی پانی
 جو چاہیے عشق میں کیا وہ
 ہر جھوٹا کہون جو راست ہر قد
 منہ بنے دیا وہ رزق دیگا
 تو بہ کا نہ در ہو بند یارب
 ہر شیشہ سبز گرم قلع
 کیا جسم ہر صاف اوس پر ہی کا
 بیگانہ کو ہی نظر نہ آیا

آپ آئے تو گھر درم سدا ہر
 شیشہ یہ مرا پر ہی نما ہر
 تیمور ہراک شکستہ پا ہر
 کیا سنگ کو بت بنا دیا ہر
 ہنسنے میں تمہارے اک مزار ہر
 شہد نیز قلم چرخ پا ہر
 زندہ مروون پہ مر رہا ہر
 گویا مجھے مول لے لیا ہر
 گلگشت چین کو جو گیا ہر
 بلبل پانی کا بلبلا ہر
 ہم مر گئے کہیے مرحبا ہر
 یہ تو حسن حسن الف ہوا ہر
 گویا یہ دہان آسیا ہر
 جب تک درمیکدہ کھلا ہر
 طوطی مستون کا بولتا ہر
 گویا ت آدم آئنا ہر
 آئینہ بھی صورت آشنا ہر

جنس دل وہ ہر نہ جا کر سر بازار بکے

مشتی راہ میں پیدا ہو دوکان دور رہے

۱۸۰

جب کہوں حال جدائی کوئی سمجھے نہ فریاد

۱۳

حرف سے حرف سخن وقت بیان دور رہے

خون تھو کے جو دہن سے وہ دہان دور رہے
چاندنی خاک پہ لوٹے جو کتمان دور رہے
حرف مطلب سے بھی لوک زبان دور رہے
گرو ساقی فنا تباہ و توان دور رہے
غنجے منہ بند رکھیں بڑے دہان دور رہے
کبھی اس کانٹے سے یارب نہ کنوان دور رہے
چار جوہر سے بھی آئینہ جان دور رہے
پنہ ماہ سے بھی داغ کتمان دور رہے
شمع سے شعلہ آتش شعلے سے دھوان دور رہے
قبضہ شل سے سدا تیر و کمان دور رہے
جب تلک جیتے ہیں گلزار حبان دور رہے
ساقیا بھول بھی ہر بار گران دور رہے

کانٹے پڑ جائیں بانسے جو زبان دور رہے
عشق باز می کل حسینو نکو یہ لکچا ہو جا
جنش لب سے کہے او کی نراکت بس بس
لے اور ایسا ہی مجھے اسی مری بتیابی
بید باغی سے وہ گلگشت چمکتے ہیں
خط کی تائید سے دل چاہہ وقت سے نکلے
چار ابرو کا صفایا جو کر بن ہم آزاد
دوست بن بن کے عدو قتل کیا کرتے ہیں
شب وقت میں جلاؤن میں اگر نصیب
دست بے فیض سے ہو پیر جوان کو نفرت
عمر بھر کو چہ جانان میں پونچنا ہر حال
چور ہو جاؤ نگاہیں نشانی سے نازک دل ہر

۱۸۱

و دو خط یا رکافت آن کی سورہ ہر فریاد

۱۸۰

کس طرح مصحف غرض سے وہان دور رہے

۱۷	جام سان پیلیے جو وحشت میں ونہیر آئے قاتل کی حسد انگریز سے	۱۷۹
<p>ناز کی کتنی آہیں بارگراں دور رہے اب بھی کہتے ہیں کہ ہم جگے کہاں دور رہے ساغر گوش سے دینا سے زبان دور رہے پینیاں آپ کے دل سے مری جان دور رہے جمن نعل ساتی سے خزان دور رہے جب خزانگ نگہ ازغ کہاں دور رہے تیر کس طرح لگاؤں جگ کہاں دور رہے وہ نشانہ ہوں کتنی تیر کہاں دور رہے ایسے محبوب آغوش کہاں دور رہے شست سے تیر تو چلے سے کہاں دور رہے پیر بن جسم سے اور جسم سے جان دور رہے ننہرین قطع ہوئیں سنگ نشان دور رہے نہ کرے آج سبک خواب گراں دور رہے کالے مرہم سے نہ یہ زخم دہان دور رہے کیون آغوش سے وہ سرور وان دور رہے</p>	<p>الہ میں آپ ہی لب ہر نی پان دور رہے گھر کیا دلین تر سے پر غم دور رہی گیا ساقیا ہجر میں کب ہر دوس گفت و شنید میر سے جیسے تو جھٹا سکتے نہیں عمر کو پاس پھول ہجر میر کے گلابی میں ہلا تا ہر مجھے اتخوان تک مری کیا آئے ہمارا کو یا دابر و جو شو آہ نہ منہ سے نکلے مرثیہ کج کی طرح سے رخ ناکوں پر جا میر سے ہلو میں ہمیشہ رہے سفاک کا تیر ہو چکا عید مرے بعد آجی اور کوئی شمع فانوس کی تصویہ بنا دیا غم خدیف چھوڑ کر کعبہ و تجسانہ گئے تا دروست شور محشر ہی با وعدہ ویدار بھی آہر چوسنے میں مٹی لب کے دعائیں ناگین طوق قمری سے بھی ہر تگائے غم کنار</p>	

جسمین مرتانہ سین میں اے وزیر

۱۶

منفعل ہوں موت کی تاخیر سے

۱۷۸

جیسے کاغذ ہو سیدہ تحریر سے
 مل کے شکر کب جدا ہو شیر سے
 اس کسان نے توڑ سیکھا تیر سے
 شعلے بس کر نکالے پر اس تیر سے
 گر بناتین آہن شمشیر سے
 منفعل ہو بولے گل تقریر سے
 جیب پھاڑوں دست و انگیر سے
 بید مجنون دانہ زنجیر سے
 موٹے کئے لگتی ہو تقریر سے
 قتل کرتا ہر گلے شمشیر سے
 نکلے پستلے دیدہ تصویر سے
 بھاہی او ترین کیوں آتش گیر سے
 لیجیے دانے مری زنجیر سے
 لیسے اک حلقہ مری زنجیر سے
 کم نہیں گل بلبل تصویر سے

بخت ہو تیر سیرہ خط تقدیر سے
 کیا چھٹے وہ نوجوان مجھ پر سے
 گوشہ گیر و نکو کیا ابرو نے قتل
 آہ آتش بار ہو تیر بشتاب
 ایک کو دو کر دکھائے آئینہ
 ہوا لب رنگین سے برگ گل خجل
 چھٹ گیا ہو ہاتھ سے امان یا
 کیا عجب پیدا کرے وحشت مری
 قاتل مینا ہو ساقی کی صدا
 کھیل پر اوس طفل کے مرتانہ سین
 تمکو دکھلا کر تماشا دل بھلا
 ہیں دہکتے داغ انکار و کبطح
 لائے مرغ جنون کو دم میں
 نام رکھا چرخ نے طوق بہار
 کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا

کیا کہوں قاصد لکھوں کیا شوقِ وصل
 بندم گیسائیں وحشی نازک مزاج
 گر نہیں ساقی تو قاتل لائے گا
 نرم ہر کیا تیرمی ابرو کی کمان
 تشنہ لب ہوں تیر باران کیجیے
 باتیں کرتا ہوں کوئی سنتا نہیں
 ماہ کی کیا تدریش آفتاب
 یوں کرینگے تیرمی ابرو کی صفت
 رزق چاہا چرخ سے ناوان بخیز
 بل بے ذوق وصل و فراطحاد
 بنگی او کی نگہ تیغِ قضا
 آتش کل کے لکھوں مضمون گیم
 اشتیاق سر بین تر پے اسقدر
 قدر نعمت ہوتی ہو بعد زوال
 زلف اگر رخ سے ہٹاؤ تو لکھوں
 کم نہیں شب سے مراد و سیاہ
 کیونکر اربابِ تعلق پھر سے ہیں

ہر فروں تقریر سے تحریر سے
 موج بوے زلف کی زنجیر سے
 جام طاق ابرو شمشیر سے
 کھنچ کر ہی ہر خامہ تصویر سے
 پانی گر دیتے نہیں شمشیر سے
 خامشی بہتر ہر اس تقریر سے
 جام مہر بد لون نہ جام شیر سے
 مانگ لین گے ہم زبان شمشیر سے
 شیر مانگا دایہ بے شیر سے
 خون نہ چھوٹا یار کی شمشیر سے
 تیر نے مارا ہمیں شمشیر سے
 پہلے بٹھری خامہ بنے تحریر سے
 ہو گئے جو ہر جد شمشیر سے
 پوچھیے لطف جو الی پیر سے
 چھوٹے یوسف خانہ زنجیر سے
 کیا ہو فرصت نالہ شبگیر سے
 غیل حل سکتے نہیں زنجیر سے

<p>طاہر رنگ ہوں بلبل نہ سمجھتا ہر صیاد دہن یار میں مستی کی اودھت دیکھی ترک خونریز میں آنکھیں تو نگہ ہر سفاک شاخ گل سیخ گل اخگر ہوں عنادل ہوں کنا کہیں ہاتھ کہیں پاؤں کہیں فن ہو سیمبر مرغ نگہ سونے کی چڑیا ہو جا رخ کو تر آن کہے زلف سیاہ کو کالی چار اعلیٰ کے شبنم کے ہیں چار ہلال آنکھیں نگہ گسٹری گلگوئی ہیں چوٹی سنبل</p>	<p>میں جواوڑ جاؤں کوئی سوگوشن دیکھے چمن ملک عدم میں گل سو سن دیکھے ایک کیا آپ کو دیکھا کسی رہن دیکھے نگہ گرم سے گر تو سوگوشن دیکھے ایک عاشق کے تمھارے کئی مہمن دیکھے آنکھ اوٹھا کر جو بھلائی تیرے جوشن دیکھے لکڑے شیخ تو چلے سے برہمن دیکھے چاند فی سمجھے جو گرد و سم تو سن دیکھے نظر آجائے چمن جو ترا تو سن دیکھے</p>
---	--

<p>۱۷۷</p> <p>چمن کو چہ دلدار میں رہتا ہوں وزیر دم پشک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھے</p>	<p>۲۶</p> <p>نکلیں ہم مثل صدا زنجیر سے جو ہر او سکے کہ نہیں زنجیر سے مچھلی کب ہاتھ آئی جوے شیر سے مچھلی ہاتھ آئی جوے شیر سے بونگے دانہ زنجیر سے بونگے دانہ زنجیر سے</p>
--	--

ہو رہا فی ضعف کی تاثیر سے
 کیا ہو چھوٹے تری شمشیر سے
 دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
 کہتے ہیں دہلے کے دل مجھ پیر سے
 اچھوٹے زنجیر کی تاثیر سے
 ابرو خیر سے زنجیر افشان ہوئی

<p>ہمارا گھر ہوا یا بیت حنین ہر اٹھی آسمان ہر یا زمین ہر کہ نازان تجھ پہ صورت آفرین ہر ہمارا ہاتھ مارا آستین ہر نگہ تک چشم میں خلوت نشین ہر ابھی تو ضبط آہ آتشین ہر</p>	<p>رہے مضمون غم کی طرح آئین جهان ہر جو جلوہ گروہ غیرت بنایا تجھ کو ایسا خوبصورت میں عشق زلفت میں اعضا بھی دشمن نہ نکلا بے ترے میں گھر سے ہر فلک جو چاہے ہم پر ظلم کرے</p>
--	--

۱۹

پڑا ہر تفرقہ بیتابوں سے
 وزیر پر اب میں کمین ہوں دل کمین ہر

۴۶

<p>پاؤں ہم چھو نہ سکین ہاتھ ہر میں دیکھے خواب کم آئے جو کنباب کی جپکین دیکھے ہو گمان خط شعاعی کا جو حلپن دیکھے کمپنی قتل ہو مگر کان کی جو بلپن دیکھے سیکڑوں سبجہ صدہ دانہ کے خرمن دیکھے دیکھ کر لب جو خط یا ر فرنگن دیکھے ناز سے ہنسکے جو تو جانب گلشن دیکھے آئے پروانہ چراغ تہ دامن دیکھے کیا تن زار کو یہ پیر ہن تن دیکھے</p>	<p>شانہ میں بیچ سے اون لہو کا جو بچھے جیب صدا جاک کرے جو ترا دامن دیکھے سمجھے خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھے جان دے کال جو گورے وہ فرنگن دیکھے ٹوٹی ہین اوسن بت بیدین پہ بت بیدین کہے تجھ میں مسیحا پہ ہو می ہر نابل گر ٹپڑے پھولو نیکہ خرمن پہ کیا بلی داغ سوزان مرا آتا ہر نظر پیا ہے سے بوسے گل رہتی ہر پوشیدہ قباے گلین</p>
---	---

<p>روئے ہم فرقت میں ریا کیا ہی آئی مراد میری تربت پر اگر دو بھول لانا خارتھا خواب آئے بستر مخمل پہ سو یہ ہر خیال دی بھو و کو اسنے جنبش ایک فی بچا ہوں ہو ابھی جراح باقی زخم کھانے کی ہوں ہو بیا طوفان اے حد ادا آب تیغ سے لیکے میرے دشت سے مٹی کیا مجنوں خلوت کاشہ سر ہاتھ میں لیکر میں نکلوں قہ سے برق پھر چمکی کرونگا پھر ٹپ کر خاک پر</p>	<p>یار آیا ناؤ منت کی چڑھانے کے لیے آنکلتے تم کبھی تیوری چڑھانے کے لیے ہو کسی الو کا تکیہ ننڈا آنے کے لیے ابری تلوار میں جلیں بجلی گرا نے کے لیے بارٹھ کا ڈورا منگا ٹانگے لگانے کے لیے میرے آنسو لے جو تلوار میں بچھانے کے لیے خاک کوے یار لی لیلی بنانے کے لیے اب بھی گرسا قی بلاتے مریلا نے کے لیے پھراوٹھا ابرشب فرقت رولانے کے لیے</p>
--	--

۱۳

چشم تر میں یوں خیال خال رخ ہوا عروزی سر
آکے ہندو جیسے دریا میں نہانے کے لیے

۱۴۵

<p>گل لالہ تلک صحرا نشین ہر ترا او آسمان شکوہ نہیں ہر یہی ڈر ہو کہ قاتل نازنین ہر کہے گا کوئی مت کو خوشہ چین ہر جنون سرش آہی یہ زمین ہر میں خوش ہوں جسے دل اندو لکین ہر</p>	<p>ترے رخ کا کسے سودا نہیں ہر پھرا ہر آپ وہ مہر و ہمارا کمین ایسا نہواوٹھے نہ تلوار نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو اوب سے پابرہ نہ پھرتے ہیں ہم سراسر دشمنوں کا چاہتے ہیں</p>
---	---

<p>کون ہو گا تیرے تیر و نکاشانہ میرے بعد بزم عالم میں کھڑا ہوں پر چلا جاتا نہیں کیونکہ دل بیتاب کو دکھ لایا خال لیر ہو اگر سرشتگی میں فسکے تعمیر مکان</p>	<p>خاک لیجا نامری تو وہ بنانے کے لیے سیکھ لی ہر شمع سے قبا جانے کے لیے دام میں مچھلی نہیں آنے کی دانے کے لیے خاک اوڑالائی بگولا گھر بنانے کے لیے</p>
<p>۱۶۴</p>	<p>اب کسی گلو کے دل میں کیجیے گھر امیر کیا چمن میں تنکے چنیے آشیانے کے لیے</p>
<p>پھر نکل آؤں لحد سے سر کٹانے کے لیے تنکے اور گل جن ہا ہوں آشیانے کے لیے اب تو میرے قتل پر پڑا اوٹھانا چاہیے جسکو آتے دیکھتا ہوں امیر پرستی نہیں تانا میری تنخواہ انون کا نشانہ چوک جاو اوٹھ گئی بعد اپنے رسم نامہ و پیغام بھی ہو کے کاہیدہ مواہون سبز خسار پر ہو اگر حراج واقف میرے شوق قتل سے و سبت جانا نہیں جو ن مثل طائر رنگ حنا جا کے میرے پاس پھر آیا نہ وہ جان جہا چاہیے غم کی عوض شادی کرین اہل عزا</p>	<p>بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانے کے لیے آ تو ابری تیغ سے بھلی گرانے کے لیے نقد دل تکو دیا ہر پاں کھانے کے لیے آؤ می بھیجا نہو میرے بلانے کے لیے پر ہا کے لاؤ تیر نہیں لگانے کے لیے رہ کمی باوصیایاں خاک اوڑالنے کے لیے لاش میری کہہ آؤ اوٹھانے کے لیے جاے رسم آتے تلواریں لگانے کے لیے شاخ گل کیا چاہیے اب آشیانے کے لیے سیکھ لی کیا رسم سے قبا جانے کے لیے مار ڈالا مجھ کو قاتل نے جلائے کے لیے</p>

بتیاہون سے تیری تعجب ہو مجھے
ایدل شب فراق میں حجابی نہ پہنتی گئی

۱۹

کہتے ہیں آسمان ہر تہ خاک اور فرسہ
بتیاہون سے میری زمین کیا اولٹ گئی

۱۴۳

فلکیہ ہے کی نہ کرا یا ہو جانے کے لیے
ایک تنکے کو نہ چھیڑوں آشیانے کے لیے
ابر سے بھی پیشتر آئے جلانے کے لیے
لے گیا تنکا سمجھ کر آشیانے کے لیے
ہر جھون تنکے جو چنبے آشیانے کے لیے
اب جگہ ملتی نہیں ہو آشیانے کے لیے
سورج کی گردشیں عجب کھانے کے لیے
صلح کر لیتے اگر آنکھیں اڑانے کے لیے
کچھ بہانا چاہیے تنہا بہانے کے لیے
پھر کہوں میں بھی تسلسل نہ ہونے کے لیے
میری مٹی لیں اگر لیلی بنانے کے لیے
ورد کیوں پیدا ہو اگر میرے شانے کے لیے
گل ہمہ تن گوش ہیں تیرے فسانے کے لیے
نوچے ہیں طفل سر پیر اڑانے کے لیے

چھانتا ہو خاک کیا تو کھربنا کے لیے
اور کو کیا رنج و وناحت اوٹھائے کے لیے
برق بھی بتیا بہ میرے آشیانے کے لیے
کام آتی مرغ گلشن کے مری کاہیدگی
اس حمن سے گل چلے بلبل گریبان بھار کر
ہمنے کیوں ناگلی تھی گلشن میں دعا گوش
خاک ہوں تو داندہ قسیح بخواتے فلک
پوچھ ہی ہم تھے ہی تم تھے محبت تھی وہی
ہوں وہ غدیدہ ہنس کوئی تو میں نے کوئی
سایہ پڑ جائے اگر زلف دراز بار کا
ہوں وہ دیوانہ کہ بکر ہو وہ مجنون کی شبیہ
پوچھی ہو شانے تلک کیا یار کنی لون سا
جملہ تن ہو چشم نرگس یار تیری دید کو
یوں مری قسمت میں تھا پڑا کر زنا یا نصیب

<p>فردوس میں تو حضرت آدم رہ سکے کتنا ہوں کس خوشی سے وہ آیا میر گل سے ہزار درجے ہی بہتر وہ رشک لکھی ہر کسکی زر گس مخمور کی صفت مرجاتین ہسم جو تیرا دا ہون نصیب غنیمت</p>	<p>کیونکر نکالے جاتین نہ ہم کو سے یار اوٹھا اگر غبار رہ نہ نظر سے اس بات میں تو مجھ تک وہ دن میں ہزار پڑھو اون خط جام کسی بارہ خواہ صبا دم ہم شکار ہوں تیرے شکار سے</p>
---	---

۱۳

ولہ

۱۴۲

<p>دن ہو گیا نمود مشب و صل کٹ گئی مجنون سے کہد و کہتے ہیں جوش جنوں سے کڑوے نہو مثال اگر انکسین سے دسی تکلیف دست یار کو بار دگر ہوتی وہ تو مرے گلے نہ لگا لیکن ام جون او سے نگاہ کرتے ہی بس آنکھ پھیر لی کرتا ہی کیا اشارے یہ بروے یار بولا وہ سنے شب مری جیوا ہون کا حال شرمندہ صبح ہو گئی عارض کے ذر سے جیسر نگاہ کی او سے بس بار ہی رکھا مڑا ہوں میں تو یار سے کہتے ہیں جیا</p>	<p>اولٹی نقاب کیا مری قسمت لٹ گئی آتے ہی فصل گل مری تصویر بھٹ گئی فرماؤ شان کیا البشیرین کی گھٹ گئی افسوس ایک لٹھہ میں گونہ کٹ گئی زنجیر او سکی میرے گلے سے چھٹ گئی برجی لگی تھی سینے پہ لیکن او چٹ گئی یارب سنون میں نہ نکلی نہ نو کی کٹ گئی کیستی ہواستان تھی مری نیند او چٹ گئی کیسکو تذکرہ جو پڑھارات گھٹ گئی جنبش جو وی مڑے کو تو اک صف لٹ گئی تصویر یار سامنے سے میرے ہٹ گئی</p>
---	--

<p>گرم خوام یار ہو اور او سہیں چیتاب مکھڑا پری ہو زلف سپہ سائپ پری اوس گل بغیر سنگ پہر ٹکون کتک موٹے پہ بھی نہ دیکھنے دین سو یارم ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو کافی خرام ناز ہو تلوار تو نہ کھینچ</p>	<p>او مجھے کہیں نہ موس کے کزلف یار سے خط رخ کے گرد کم نہیں ہر گز خوار سے آتی ہر یہ چین میں حد آ بشار سے ہو خاک چشم غیر میں اپنے غبار سے ٹانگے اگر لکین تری کا کل کے تار سے دو کام چلنا کم نہیں کچھ فقر سے</p>
--	--

۱۴

شاداب رہتے ہیں یہ گل زخم امر و زہر
 تیغ او نکی کم نہیں رگ ابر بہار سے

۱۵۹

<p>راہل بہار حسن ہو خط یار سے گرتے ہیں نخت دل مژدہ اشبار سے زنجیر موقلم ہو جو قصو پیر بھی کھنچے وریا کا کھاٹ ہجر میں تلوار کا ہر گھاٹ اٹکاتیں دل اوس سے جہان رخ شک ہو اس بوستان بزم میں ہم نخل شمع ہیں رسوا رہی ہو جو کہ نہ رسوا عشق ہو شرکان پوشک سرخ سے طرفہ بار ہو پاؤں کے بدلے آنکھوں سے صحر کو طر کر ہو</p>	<p>اس باغ میں خزان نظر آئے بہار سے یان بلبلیان بستی ہیں ابر بہار سے وحشت ہو مجھ کو سلسلہ زلف یار سے پانی کی دھار کم نہیں خنجر کی دھار سے وہ گل ہم چھوین جسے ہو ربط خار سے آتی ہو یان خزان بھی عجب اک بہار سے ہو عار مجھ کو ننگ سے اور ننگ عار سے گل بھی کسی نے پھولے دیکھے ہیں خار سے یاد مژدہ فزون ہو اگر دید خار سے</p>
--	---

<p>وفا سے مینے بھی اب ہاتھ اٹھایا ہوئی گر صلح بھی تو بھی ہی جنگ فقیرون کے قدم لیتے ہیں سلطان تصور بسدھ گیا جب وہں مژدہ کا خدا یوں جسکو چاہے دے سعادت نہیں اٹھتا ہر سرحد سے سیر کون جب بین کہ بے تیرے ہوتا نہ آیا منتون سے یا حیدم</p>	<p>قسم ہو جسکو اپنے بیوفا کی ملا جب دل آؤ آنکھ اوس سے لڑکی یہ ہوتا ہے نقش ابوریا کی تو پھرون دل پہ برجھی سی لڑکی وگرنہ سگس میں خست ہر ہا کی لکڑی ہو یہ گاہ اوس خاک پاکی تو کہتا ہو وہ بت مرضی خدا کی تو پھر کیا کیا اجل کی التجا کی</p>
--	--

۱۵

ولہ

۱۴۰

<p>نظارہ ہر شوق وید مرے جسم ار سے ہوں نخل شمع کام نہیں برگ و بار از بس ہر کو عشق رخ و لعل یار افرون برش مژدہ میں ہر خبر کی دہار آنے کا کون کل جو خوشی کی اجوا مرجائیں دود آہ اگر ضبط کر کے ہم میکش وہ ہوں کہ شیشے سے پیدا ہوں ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب</p>	<p>تارنگہ بنا ہوں غم انتظار سے نکلیں گے شعلے گل کی عوض شاخسار رحمت اوٹھاتے ہیں غم لیل و نهار ابرو کی تیغ بھی سین کمزور الفقار جھڑتے ہیں بھول سیر چراغ مزار ہرگز نہ دھوان نکلتے چراغ مزار رکھتا ہوں میں سندیہ دل ماعدا شب ہو گئی تھی تذکرہ زلف یار</p>
---	--

زلفت سے ہم او بھٹتے امرنخ یار
 سیکڑون گھر ڈوبے دیل میں
 کھینچی ہر جبے ماہ نو نے نشیہ
 رگ گل سے کمر ہر کچھ نازک
 پھیر لیتا ہر دم میں نہ اکھین
 دل ہر اک ماہ کی تجلی گاہ
 صفحہ جبرخ پر ہلال نہیں
 چھان ڈالا تمام کعبہ و دیہ
 کہتے امین حق بتوں کو سب کافر
 فکڑ رہتی ہو بیت ابرو کی
 چمن رخ میں جان مرغ نگاہ
 غم نہیں پھیری گزروں پر سے

کیا کرین درمیان میں تو ہر
 یہ وہ خانہ شراب آفسو ہر
 ہمسایان پر دماغ ابرو ہر
 فرق دو نو میں اک سر ہر
 چشم بدور کیسا ہی بدخوا ہر
 اپنے غنچے میں یار کی بو ہر
 مصرع انتخاب ابرو ہر
 امر ہارے خدا کسان تو ہر
 بت تجھے کہتے ہیں خدا تو ہر
 اندون سر کو ربط زانو ہر
 جی کا جنجال دام کیسو ہر
 تو ہی خوش چشم کیسا پریر ہر

قطعہ

رہے آباد و امن صحرا

۱۱

۱۶۹

وان لڑائے کو انکھین آ ہو ہر

قسم کہانی تھی او کافر خدا کی
 اگر کہائے سعادت ہر ہا کی
 مرے او سکے شکر بخیر ہا کی

ہارمی اس وفا پر بھی دغا کی
 وہ مشت استخوان ہوں ام سگیا
 لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا

۱۳	شاہ کلا سے طرح سے وزیر بادشاہی نہ کی گدائی کی	۱۴۷
----	--	-----

ہمیشہ دل میں اپنے خیال لہجہ کا کل
 فسان ہر سخت جانی میری تیغ قاتل
 مجھ کو کچھ تو اپنے کو چھپانے نہیں دیتا
 تری سینا سے کروں کی صفت کی جو ساقی
 وہی لہجہ ہر لہجہ ہر لہجہ ہر لہجہ ہر لہجہ
 مری جو سو زخم سے چلے ہو وہ نیک نام آخر
 ویسا ساں گلشن بہار ہر رشک گلشن نے
 لکھے ہیں صفت یا نہ کہ گسٹخ ساقی
 بڑھا کر ربط کیونکر کہ نہ منہ کلا سے وہ
 بہاتی ہو کہیں بھی موج نقش لہجہ یا خس
 کہاویں گل گل ساں گلشن میں بھی کھتا ہو
 خط و خسار چشم و زلف دکھا کر کہا کہنے

تو سینے میں نفس ہر ایک موج بوسے سنبل
 کہ یاں جتنا ہر رنج منع اتنا دل تغافل
 و گندہ ہر شمع ایسا دہر گلشن میں بلبل
 مری وار کو کہتے ہیں سبب وار قفل
 کہ ہر حجابی کا پتھر زم زم میں شیشہ جہل
 چراغ مردہ کو اکثر ہی کہتے ہیں بگل
 پریشانی ہر سنبل نالہ بلبل داغ دل گل
 ہر خامہ کون مینا صریر خامہ قفل
 ہوا جیسا کہ دل و دل و دل و دل و دل
 ند کے گانا اتنا کو رنج جو صاحب محل
 جو عاشق ہر نالہ و گسٹخ وہ چشم بلبل
 یہ ریکان ہر گل ہر گل ہر گل ہر گل

۱۳	خیال لہجہ بانان میں جو روئے او کے سنبل وہ ریزہ آئینہ ہر ایک گویا تخم سنبل	۱۴۸
میرے پہلو میں دروہ پہلو ہر	جب سے آغوش سے جدا تو ہو	

زلف پر بیچ سے جو دل اوجھا
 مرغ بے بال و پر ہون امی صیا
 امی جنون ہشت کو چلیں گے ہم
 سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا
 پچھ کر کیا یا رکھ کر کے پاس آکر
 سیکڑوں جا سے تجھ پہ پھٹتے ہیں
 تجھ سے تو ہلکا خمیسم ابرو
 کو می قاتل کی راہ بھولا تھا
 دل کہ سین اور رہنے ٹکایا
 نہ گئے زاہد و ن پاس کبھی
 شہر میں جائے گی مری پاپوش
 صاف ہی آئینہ تن پر نور
 کا ست ماہ کیون نہو پر نور
 کعبہ دل میں بھی مہتا کیا
 خط کے آنے پہ بھی مگر رہی
 بال و پر بھی گئے ہمارے تھے
 کس کے کوچے کی راہ بھولا ہوں

بیچ میں رخ پڑا صفائی کی
 آرزو ہو کسی رہائی کی
 ہر قسم اس پر ہنس پائی کی
 آئی جب گفتگو جدائی کی
 سخت گرشتہ نے برائی کی
 دھوم ہو تیسری میزرائی کی
 تنہی نہ امی سدا کج ادائی کی
 احوال تو نے رہنمائی کی
 بیوفاؤں سے بیوفائی کی
 خستہ رز نے پارسائی کی
 قدردان کیا برہنہ پائی کی
 ہر دلیل اس پہ خود نمائی کی
 برسوں اوس کوچے کی گدائی کی
 امی تو تمنے کیا رسائی کی
 صورت اب کون سی صفائی کی
 اب توقع نہیں رہائی کی
 خضر نے بھی نہ رہنمائی کی

<p>سر کو ٹکراتے ہیں لحد میں بسم ساقیا چشم یار یا د آئی منہ دکھانے کا کسے وعدہ کیا کیا بھجوائی ہمارے دل کی لگی امرجون آپ کا ٹڈالون سر دیکھو دکنو رخ سے کیا ٹھہرے کس خرابی سے کاٹی ہو شب ہجر یا د آ یا چمن میں جب و تیا خاکساری میں نقش پاکیطرح نامہ اوس طفل کو نگر لو چپا امرحسبم ایک تو ہو غیر گل ہیں جو ابرو کے یار پیوستہ نقشہ یار کھینچ یوں مانی</p>	<p>لطف بھولے نہیں ہیں ٹھوکر کے وے مجھے ساغر اجل بھر کے نظر ہیں حور و زمشہ کے صدقے اوس آبدار بحر کے کمین گردن سے بوجھ تو سر کے زلف کے میمان ہیں شب بھر کے اب تالک ہم جیسے ہیں مرمر کے صدقے ہونے لگے صنوبر کے رہنا میں ہر ایک سربر کے کہ کوترو ہاں اوڑے پر کے بخدا ورنہ بت ہیں پتھر کے خوب مصرع ہیں دو برابر کے چاند کامنہ ہو نہت ختر کے</p>
---	--

۲۰	کرے طوفان ہیا و زریہ بحر لکھون مضمون جو دیدہ تر کے	۱۶۹
۱۵	ایک عالم نے جہہ ساتی کی عاشقوں کے لہو کی پاسبی ہیں	۱۷۰

لکھا ہر کا غذا بری پہ حال گزرتا چھوٹا	زبان کی چھوٹ چھوٹ چھوٹ کیونہ خط سے آشکارا ہر
ترسے ہر عضو پر ماہ رو ہر نور کا عالم	قبا مہتاب اگر ہر او سمن جٹ چاند تارا ہر
دل پر خون ہر شیشہ داغ حسرت سا غور ہر	نہیں ہر تو جو ساقی اب تر غم مجلس آرا ہر

۱۶۴	رولایا ہر نور میرا سدرجہ شوق بکناری نے	۹
کہ دریا چشم ہر اور چشم کا گوشہ کنار ہر		

جو مجھ گم کشتہ کی جانب تھی کان صفت ہر	کر لی چاندیاری امی صنم فوج لضا ہر
کیا و اعظا کو محو دست نہ لاکھ افنون	پڑھے جن کو سر ساقی نے شیشے میں اتارا ہر
سر آنکھوں سے کرین سجدہ جبر صابر و ہلائی تو	جدا کچھ کفر اور سلام سے مذہب ہمارا ہر
ترسے قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہر	مثال سایہ ہر وان سرو صبا تو خود آرا ہر
بیابان گرد ایسے مین پنجوڑا ساتھ گردن نے	پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہر
ہوا ہر اوین می کا جلوہ گرد لاکھ افنون	سلیمان کی قسم دیک کے شیشے میں اوتارا ہر
کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وار ہو جائے	نرہ نے بر چھی ماری ہر گم نے تیر مارا ہر
پر عنقا دہن کو کہیے خط کو سایہ عنقا	دہن کو باز دھیے عنقا نیا یہ ہمتا ہر

۱۶۵	ہزارا فسیں سے انروزوں نور پر اک ماہ تابا نکو	۱۴
برنگ آسمان پہنے بھی شیشے میں اوتارا ہر		

کون جیستا ہر امی صنم ہر کے	آؤ تو دیکھ لین فطر بھر کے
شکر ہر ان بتوں کے کو چپے پن	پونچے مین ہم خدا خدا کر کے

اواسے گالیاں دینے پہ اپنا دم نکلتا ہے
 بنا تل آنکھ کا اوجان تل تیرے کف پا کا
 کلن جیک ہر قاتل کی جٹکنا ہر صدا اوسکی
 برا ہونا تو انی کا اور اوی غنیا اوسکی بھی
 ملا دے اسے لے ساقی لگا دے سنے سے

ہمیں بیٹھی چھری ایہ شکر بھیر گالی ہے
 قدم رکھنے سے بنیا ویدہ تصویر قالی ہے
 ہر ٹہنی گل کی تلوار اور سپر پوٹلی ہے
 تن مار اپنا خار ویدہ تصویر قالی ہے
 مین زند لاؤ بالی ہون تو مست لاؤ بالی ہے

۱۶۳

حسینوں پر وزیر یہ اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہے
 مرینگے دیکھ کر تلوار اگر اوسکی ہلا لی ہے

۱۶۴

لنگہ کے چلے ہیں تیرا ورثر گان جھنڈا آ رہا ہے
 نمایاں جہیں کیسو سے جو تیرا گوشوارا ہے
 برنگ گل سے زخم بدن جلتے ہیں انہیں
 حجاب آتا ہے جراحو نکو زخم دل کھائے
 ہمارا حال خفیہ لکھ کے پونچا تا ہے جانان کو
 تہ سے جب برق چمکی جب ملی متھی گھٹا چھا
 کمال عشق تب ہو جب کنار گور کے پوچھیں
 تمنا ہو عبت و لکو چارے بات کتری کی
 بلا سے دیکھتے تشبیہ کیوں زلف چلیا کو
 تعجب کیچھ نہیں ہر توجہ نگہیں بھیرے ہم

جسے سب تیرا ان کہتے ہیں سکا نظارا ہے
 منجم کہتے ہیں یہ بیج عقرب میں ستارا ہے
 مرے قاتل نے ہنسنا سکھ کر تلو اور فٹے مارا ہے
 نگاہ شکر لکین سے تیرے دل پہ مارا ہے
 رقیب و سید اب اندون قاصد ہمارا ہے
 غرض ہر ایک عالم میں عجب عالم تمھارا ہے
 لمحہ کہتے ہیں جسکو بحر الفت کا کنارہ ہے
 وہاں تنگ میں جسکے سخن کا کب گدارا ہے
 تمھارے سر پہ ام و رشک ہی یہ تمھارا ہے
 ہمارے بخت کا ام و ماہ گردش میں ستارا ہے

سبب و جام تو رگاتو نقصان اپنا کیا ہوا سبب سے مرگ اڑوٹے پیالہ مرکا بجائے پڑے ہیں شیشے خالی لیکن ساقی نہ نکلا	سناو محتسب بق عقل و رو افس سے خالی ہر پیالہ ٹوٹ کر چھپا چھو ہو جاتے پیالی ہر میں اس جج ہر مری نظر و غیر خالی ہر	قطعہ
---	---	------

۱۹۲	غزل ہمیشہ کست ہون و ز سر فیضال ایریو نہ میری طبع عالی ہر نہ میری فکر عالی ہر	۱۸
-----	---	----

لڑائی و تل میں ناوین جنگجو سے ہونیوالی ہر قدم کھنے سے تیرے نقش حق بنش نہالی ہر مسلمانو نکو تیرا روے روشن ہو پوچھنا اک معشوق بیان ہر تشہ خون اپنے شوق کا گو نگاروں ہر ساغر میں گلابی دست ساقی ہر بنایا مجھ کو شاخ زعفران کیا نا تو اہی نے نہیں ہر شمع یہ تربت پہ کہد میرے قاتل نکالے مجھ پر تلوار تو اہی غیر کے گلشن پسینا ہر سندرگت گس گل کا ہر کندہ سا کرو بال سے تبتیہ و ن میں مارک سے وہ عالی ظرف ہوں ساقی کہ میری محفل میں ہمارے سائے سے ہنر کھلی ہم فقیر و نکی	کٹاری گلبن کے پایا مے نے نکالی ہر گل افسون میں ہم گل تصویر قالی ہر تیری لطف سیہ آگے ہر اک ہندو کے کالی ہر نہیں شمع زبان یہ شمع نے باہر نکالی ہر صنم ہلو میں ہر ایمان کا اللہ والی ہر قدم کھنے سے میرے خندہ ز تصویر قالی ہر میت قتل میں مجھ پر سے گرون نکالی ہر وہ بیل ہوں کہوں شاخ گلبن نے نکالی ہر چمن میں سرخ ہیں گل کہاں شبنم میں لائی ہر اگر وہ مٹو گانی ہر تو یہ نازک خیالی ہر فلک ہر اک سوا و راہ اک جام سفالی ہر ہماری شمع سے روٹل اگر صنم کا شالی ہر
--	---

ذکر اویں دہن کا سبکی زبان پر ہوا میروں پر

۱۹

یہ انظر مختصر تو نہایت دراز ہر

۱۹۱

ترے سر پہ کیونکہ پہ جسے انکھ ڈالی ہر
 فراق یار میں جو گل ہر رنگ و بو سے خالی ہر
 جمن میں آج نرگس پر جو تونے انکا ڈالی ہر
 ہمیشہ ٹھوکر میں کھاتا ہر صرغ پالی ہر
 ترے جانے سے طرب نغمہ بزم تنویر خالی ہر
 کھلایا اس قدر اسکو ترسی ابو کی انیسے
 ترے زخمی کو امی مہر و مکیو نگر جانہ فی مار
 تبھے دیکھا جو چشم ہم سے دی تغیر میں نے
 بچھا میں بلبلوں کے بچھ میں آیا جو گلشن میں
 نہیں ہو جبر و نازار زار ابر ہباری ہر
 تصدق ہوتی ہیں بچہ بچہ کے دیوار کی تصویر
 مہر پر نہ کر اتنا غرور امی آسمان ہم سے
 وہ میکش ہوں نہ کیوں رات بھر کی طرف
 کیس میکش نے دیکھا چشم کم سے سکو مسیا
 لگا مضمون ہاتھ میں کانکلی بالی کی مچھلی کا

تو بچہ شاخ غزالا میں بچہ شاخ اوشنہ کالی ہر
 جمن میں اپنی نظر میں گلشن تصویر خالی ہر
 کو سی شاخ اویں شاخ چشم ہم دور نکالی ہر
 تن بجان ہمارا صورت تصویر خالی ہر
 مثال تارشیون میں ہر کتا رہنمائی ہر
 کہ تیغ آفتاب امی ماہ انروزون ہلالی ہر
 سپر میں بھی ہو جانہ و تیغ بھی تیری ہلالی ہر
 نہیں توڑی نہ گلس انکھ گلشن کی نکالی ہر
 زمین باغ بلبل چشم کی گویا ہنسالی ہر
 تمھارے کانکی بلی یہ ہمپر گرنے والی ہر
 مکان اور شمع و کاشکل فانوس خیالی ہر
 فقیر اکاہ کے ہیں انہی کشتی بھی ہلالی ہر
 فلک سے آفتاب کے سرے میناے خالی ہر
 پیالہ بادہ گلگون کا نظرون میں بیالی ہر
 یہ ہم نے چشمہ خورشید سے مچھلی نکالی ہر

<p>ہلکی جو میر سے زخم کے انگوڑے سے شراب پونچا دیا ہے عشق تیرا نے خدا ملک دیکھو دُر زمانہ الفت کا انقلاب محراب کعبہ سمجھے ہم ابرو کے پاؤ کو ہم وہ شراب خواہیں خمیازہ کش جو ہوں عقیقتی دشمنیں وانیئے انگوڑے کیوں نہ ہوں</p>	<p>گرم نظارہ کیا وہ مرست ناز ہو کیا نروبان بام حقیقت مجاز ہو مخمبوہ غلام تو صاحب ایا ز ہو شرکان بہ صاف شبہ ہوا جاننا ز ہو آنے لگی صد اکہ در تو بہ باز ہو دریا میں جلوہ گر وہ مرست ناز ہو</p>
---	--

۱۹۰	<p>جھک جا کے کیون شاخ شردار امروڑ پر افتادہ جو کو می ہو وہی سرفراز ہو</p>
-----	---

<p>ابر و سہ یا کعبہ اہل نایہ ہو قلقل ہر ایک شیشہ کو کہ رہا ہے کیوں آئینہ عذار بتان کیا بنا ہے صاف کیا کیا نہ ہو اپنی عبادت پانچھا آیا ہزار بیچ سے بحر طویل میں جا لگے چمن میں سرو کو آواز دے دیا لگتے ہیں ایک جنبش مژگانی سے لاکھ زخم ہر صرف نالہ ہر گ تن مثل تار ساز روئے لگین جلیو تپناک اپنی بزم میں</p>	<p>آنکھیں ملی نہیں ہیں در تو بہ باز ہو ساقی خموش کیا وہ مرست ناز ہو ہاتھ اوسکے چومیے عجب آئینہ ساز ہو بس دم کل گیا جو سنا بے نیاز ہو مضمون زلف یار قیامت دراز ہو کیون نہ کہہ یار کو بہت دہ نواز ہو کیا ترک چشم نام خدا نیستہ باز ہو یارب ہمارا جسم ہی یا کو می ساز ہو مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہو</p>
---	---

<p>بل کھاتے نہ کس طرح سے محو کیمار مہتابی مین کو شمع کی ہر خوشید کا عالم ایوان ترے نقش قدم سے ہر چراغ جاتے ہی تھے پرکھی اوس لسی گلون پر زلفین مین دھوان شعلے مین دھوان ہر شمع مر اطلع خوشید سے ہر گرم</p>	<p>شعلہ ہی قد گرم ہر رفتار مین گرمی کیونکر نہ ہو ترے در و دیوار مین گرمی ایسی ہر کمان کباب کی رفتار مین گرمی سرد نقش گل ہر مین گلزار مین گرمی سہرے کف پاتاکہ ہر سرے پار مین گرمی ہوں برق زبان ہر مے اشعار مین گرمی</p>
---	--

۱۶

ولہ

۱۵۹

<p>فتنہ تو سو گیا ہر دست نہ باز بس مختصر ہی کر کہ قیصر دراز اوبے تین کچھ بھی سمجھتے تیا جسکا نہیں سلام وہ اپنی نماز مشہور شام سایہ زلف دراز روشن ضمیر ہو تو اگر دل گداز بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ناہ ہر ایک بستہ صد حرص و آزار ساقی ہر مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہم دل جلون کی بزم مین ہر گو گداز</p>	<p>آنکھیں کھلی ہوئی ہیں عجب خواب باز کچھ حال اپنی زلف کے دیوانے کا چھو دل خانہ خدا ہر نہ دے ان تونکو جا محراب تیغ یار سے پھیرانہ منہ بھی کتے ہیں صبح پر تو خسار یار کو چمکے گداز ہونے سے بنتا ہر آئینہ گردون سے ایک عقدہ دل واسکا وانے مین دانہ رشتہ تبسم و امید مستونکو کیون نہ قلمقل بنیا چال آئے شیشہ ہو مثل شمع بیان جام و تینک</p>
--	---

<p>پھینکتا ہر مر جہم تب ہجرت بان سے ڈرتا ہوں کہ جو ہر کے چمن میں لگے لگے زاہد جو کمرے سامنا ہو جائے سیر خلخال پہ ہر شعلہ جوالہ کا دھوکا دیکھے تو ابھی جلنے لگے خرمن بھی اے چرخ تجھے صورت تجالہ بنایا و ن شمع سے تشبیہ تو اکرم میں گچھلکا</p>	<p>ہر نبض کی صورت مری زنا میں گرمی بجلی کی طرح ہر ترمی تلوار میں گرمی خورشید سی ہر تیرے سہ کار میں گرمی ان شعلہ زخو کی ہر یہ رفتار میں گرمی بجلی سے فزون ہر نگہ یار میں گرمی ایسی ہر مری آہ شرر بار میں گرمی کیا آتش غم سے ہر تن زار میں گرمی</p>
--	---

۱۵۸	<p>ناسور میں بتی صفت شمع ہر سوزان ایسی ہر روزہ پیر اس دل فگار میں گرمی</p>	۱۵۷
-----	---	-----

<p>آہو نسے ہر اب کو چہ ولد ار میں گرمی بیٹھا تھا میں دل سوختہ تکیہ جو لگا کر منہ پھیر لے شرکان کی طرح اب جو دیکھے جلتی ہیں آنکھیں مری جھانکوں کو کچھ بہر سنگ ہوا موم رگ سنگ سے شمع بلبل وہ ہوں نالوسے جلاؤں میں چمک ہوتا ہر بہت گرم مری آہ وہ سنگر یوں جسکی گرمی سے ترمی جلتی ہر آنکھیں</p>	<p>چلتی ہر ہو اکرم ہر گلزار میں گرمی اب تک ہر تمھارے در و دیوار میں گرمی اے برق ہر ایسی نگہ یار میں گرمی پیدا ہو ترے روزن دیوار میں گرمی نالوں کے مرے روزہ کو سار میں گرمی قفس کی طرح ہر مری منقار میں گرمی اب میری سب سے ہر مری یار میں گرمی جس طرح ہو تب سے تن بیمار میں گرمی</p>
--	--

دل، شکر لانا ہر نہ قابض کہ میں ہر جی کہے
 داغ سوزاں سے ڈھل شبنم روشن دل مرا
 لے اور می تو سرست دیدار زر پاری

میرے نامے میں رقم کچھ حال بتا باہر
 کرکٹ شب تاب کی مانند یہ پردانہ ہر
 شمع کو شعلہ بزمک شہر پر و اندہ ہر

میں معاہدہ دار آہن اور جو ہم اشک فوج

۲۰

اتر کر میرا سن غاسی میں شوکت شامانہ ہر

۱۵۷

ایسی ہیست یورست کے ہر خسار میں گرمی
 تھر تھر نہیں داغ دل زار میں گرمی
 کھانا پچھو یا ان میں ہوا بے پیر
 موسیٰ کی طرے مدد چشم آئینہ نشین
 سردی نفس سرد میں ہر آنکھ نیم پرست
 قدم مات ہر سانچے میں نہا شمع کی پیر
 پچھلی مرے بازو کی بنی شکل سمندر
 غیروں پر کس شعلہ آواز سے حبسلی
 مہم کرد و خانہ دل سونہ شکان میں
 قسمت میں ہر جانا نہ وہاں پہلے آرام
 تجاں سے پٹے پتے ہی تجاں سے مرا گرم
 پہل برق ہر اور قشعے میں شعلہ کی کرن ہر

جلتے ہیں خریدار ہر بازار میں گرمی
 اور میرے نایل اب نہ رہی نار میں گرمی
 ایسی ہر مرے وادی ہر خار میں گرمی
 بی طرح ہر برق نگہ یار میں گرمی
 رستی ہر سدا داغ دل زار میں گرمی
 ہر شعلہ غمت آتش خسار میں گرمی
 ایسی تب نعم سے ہر تن زار میں گرمی
 اللہ ہی کیا ہر تھرے گفتار میں گرمی
 آہو لے ہر سقف در و دیوار میں گرمی
 پیدا ہو ترے سایہ دیوار میں گرمی
 پیدا ہو سے ظالم لب سو فار میں گرمی
 قاتل ہر ہر باتر ہی تلاوار میں گرمی

و در ساغر کو جو تیرے خنالی ہاتھ
 شعلہ آواز قفل کی جو دیکھیں گے میا
 ویکہ لیتے ہیں وہ ولین جو نہیں بکھا بھی
 تاکتا ہو کسی چشم مست زاہد وقت و رد
 توڑتا ہو شیشہ خالی ریاض بزمن
 ہاتھ میں شمشیر بران رہتی ہو زور و غا
 شمع عکس وے روشن آئینہ فائوس
 اے صدف تیری طرح محتاج نیساں کہ نہیں
 اے صنم بھائی اسلام کی ہو یہ دلیل
 ملتے ہیں ہر جگہ نقشے سے ترے نقش قدم
 برسوں گذرے ہیں خیال یار بھی آ نہیں
 یاد کرتے ہیں کسی کا صوف و طفل اشک
 کہ ایک شہ باب کے مانند ڈرتے ہیں جریخ
 خوشہ پروین پہ اے دہقان چرخ آئے چو
 میں جو آنکھوں سے لگا تا ہوں اولچہ پڑتا ہوں
 جو حسین ہر اوسکا جاتی بھی ہونا چھوڑ
 شیشہ و ساغر گائین مجھ کو تیر کی غو

شعلہ جوالہ ساقی گردش سپاہ ہر
 شمع مینا بنگیا ہر جام مر و دانہ ہر
 جام جم کہتے ہیں جس کو کیا یہی پمانہ ہر
 مثل و در جام مر و گوشتین ہر اکدانہ ہر
 باغبان باقی ہر مینا سبزہ بگاہ ہر
 و سنگیری رنج میں کرتا ہو جو مردانہ ہر
 جو ہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہر
 صورت گو ہر ہمارا اشک آب دانہ ہر
 فیکلے ہر ایک کعبہ لاکھ جاتخانہ ہر
 پاؤں کا تیرے نشان جیسا ہو وہ تجانہ ہر
 ہم ہیں اور تنہائی میں کیا اندون پانہ ہر
 ویدہ کی پان مرا ہم چشم مکتب خانہ ہر
 تیرے دیوانے کا وحشت خیر یہ کاشانہ ہر
 برق خرمن ہر ہر گشت کا جو دانہ ہر
 پنجہ شکر گان کے کیس کو مثل شانہ ہر
 شمع ماہ و مہر سے روشن ہر اک کاشانہ ہر
 کہہ لکھو کون سیہ دیوانہ تو کچھ مستانہ ہر

<p>شکر مبین چشم نے کسکی کیا خاموش مجھے زلف سر کا کئے دکھا صبح بنا گوش مجھے گل ہون میں تو جو کسے بہ زمیں غاموش مجھے شیشے کی طرح بنایا ہر سبکدوش مجھے دیکھو آہود سے بنایا ہر سیہ گوش مجھے نہ کیا مرنے پہ ساقی نے فراموش مجھے</p>	<p>ہجر میں سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز ہر ہر اک شام کی اویا ہر سحر آخر کار کہتی ہر شمع زبانی سے یہی ہر شک جمن ہوں وہ بے ستر تھکے ہاتھوں پہ بندالاش کرتی ہر سرے کے دہانے کا شکوہ تر ہی سنگ مرقد سے مے شیشے وہ بنوا تاہر</p>
---	---

<p>۳۰</p>	<p>۱۵۶</p>
<p>گرچہ ہوں اپنے نالے کا فغانی میں و زمرہ دوہی باتوں میں کیا یار نے خاموش مجھے</p>	<p>برق باران جسکو کہتے ہیں مرا افسانہ ہر گنج ہوتا ہوں وہاں اکثر جہان میرا نہ ہر نشاے سے ہر ہر قدم پر لہر میں مستانہ ہر کسکی شمع حسن سے روشن مرا کاشانہ ہر صاف کہہ دیجئے کہ ولین جلوہ جانانہ ہر صورت قفل نوازے بلبل ابستانہ ہر گر سب کو ہی بتاں کیا تا نہیں جویا نہ ہر یان دم تحریر یا دگر گس مستانہ ہر ایک عالم یار تیر سے حسن کا دیوانہ ہر</p>

<p>کچھ حقیقت رونکی کچھ حال مہتابانہ ہر خانہ ویران ہر درویش دولت خانہ ہر نقش بے ساقی مہوش خط پیمانہ ہر بنکھیا ہر کرک شتاب جو پروانہ ہر لامکان جو شوخ تھابہ بھی صا جھانہ ہر ہر ہر اک غنچہ گلانی جو ہر گل پیمانہ ہر میری شمع استخوان کا ہر ہا پروانہ ہر موج مری ہو کلاک خط میرا خط پیمانہ ہر گل جو ہر بلبل ہر اور جو شمع ہر پروانہ ہر</p>	<p>کچھ حقیقت رونکی کچھ حال مہتابانہ ہر خانہ ویران ہر درویش دولت خانہ ہر نقش بے ساقی مہوش خط پیمانہ ہر بنکھیا ہر کرک شتاب جو پروانہ ہر لامکان جو شوخ تھابہ بھی صا جھانہ ہر ہر ہر اک غنچہ گلانی جو ہر گل پیمانہ ہر میری شمع استخوان کا ہر ہا پروانہ ہر موج مری ہو کلاک خط میرا خط پیمانہ ہر گل جو ہر بلبل ہر اور جو شمع ہر پروانہ ہر</p>
--	--

نالے سکر برے تنگ کے وہ بت کہنے لگا
اوٹھ گیا پھر مے پہلو سے وہ عیسیٰ میرا
ہوں وہ ننچیر جو چلاے کھان و نینچو
ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا

مثل گل کیون کیا حق نے لگا لکڑیوں مجھے
پھر کد آج دکھانے لگی آغوش مجھے
شکل سو فارے میں لب خاموش مجھے
جام تو نے ندیا امریت مرنوش مجھے

۱۵۵

۱۵۵

۱۹

ایسا اک جام مے ای ساقی مینوش مجھے
میرے چپ رہنے سے ظاہر ہو عشق مینا
دیکھ کر ہم میں ساعد کو تے مرنے لگے
آگتی نرگس مخمور کسبست کی یا و
نالہ مرغ سحر ہوگی صبر پر خامہ
بیخودی میں ہو جو اک نرگس مخمور کی یا
صاف باطن ہوں نہیں نیت ظاہر کا
بار سر او ترا کہی بار ہوا چھ پیدا
مر ہی جاؤں گا اگر صبح کا تارا نکلا
لب اگر واسوں تو نابود ہوں بلند جبا
بھر کے اشک آنکھوں میں ساغر گئے آئین
ہر یقین چرخ کی اس تفرقہ پر داری سے

دونوں عالم نظر آنے لگیں بہوش مجھے
لب اظہار ہوئے میں لب خاموش مجھے
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھے
و مجھ کو جام اجل ساقی مرنوش مجھے
لکھنی ہوا ب صفت صبح بنا گوش مجھے
گوش جام دکھاتی ہر دم ہوش مجھے
شکل آئینہ بنایا ہر سند پوش مجھے
شمع سان کر لسا کوئی سبکدوش مجھے
یا دایگا کسی مہ کا در گوش مجھے
یہ بھی حکمت ہی بنایا ہر جو خاموش مجھے
یا دکر تے میں پس مرک جو مرنوش مجھے
قبر سے دیکھ سکے گا نہ ہم آغوش مجھے

سر پٹکتا ہوں پلائے دے دے سر جوش مجھے
 مثل شبیم چمن و بہرین بے سامان ہوں
 نہ سنوں کوئی بھی آواز سوا قفل کے
 ہفت در بھول سا کھڑا ہر ترسرخ و سفید
 کاسہ ماہ کو دے پتھون خم گردون پر
 لن ترانی جو کہو گے تو سنو گے تم بھی
 نہ سنوں کوئی بھی آواز انا بحق کے سوا
 ہجرین مر نہ کیا منہ اسے کیا دکھلاتا
 آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہے
 صورت آبلہ بسیر قدم ہو گردون
 کافشان ہے جو چراغ سحری خوشنونا
 شور قفل وہیں کچھ یاد دلا دیتا ہے
 آگئی لغزش مستانہ کسیست کی یاد
 فرقت کیسوی ساقی میں جو غم کھاتا ہوں
 ڈر گیا میں کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
 جو ہر تیغ کا آئینہ تن پر ہر عکس
 ساغر عمر تلک ہوا بھی لبریز شراب

ساقیا دور کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے
 سر اگر محکوب دیا تو نہ دیا دوش مجھے
 ساقیا پنبہ مینا دے پئے گوش مجھے
 گل تھے آگے نظر آئے سیہ پوش مجھے
 ساقیا آئے جوستی میں کبھی جوش مجھے
 ایسا نظر و نسے کیا ضعف نے روپوش مجھے
 چاہیے پنبہ منصور بے گوش مجھے
 شکر صد شکر کیا ضعف نے روپوش مجھے
 غم فرداے قیامت ہے فراموش مجھے
 آئے گرد عالم وحشت میں اب جوش مجھے
 یار دکھلائے گا پھر صبح بنا گوش مجھے
 بھول جاتے ہیں جو یاران قلع نوش مجھے
 دور ساغر کے کیا بزم میں ہیوش مجھے
 کہتے ہیں سائے مسیت بلا نوش مجھے
 نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے
 آج قاتل نظر آتا ہر زہ پوش مجھے
 صورت اگر آجاسے ذرا جوش مجھے

کچھ حقیقت سینے میرے دل سے چم یار کی
 آنکھ کب ہو جو پڑتی ہو کسی میخوار کی
 کھا کے زخم نوک مرگان ہونگا اور سے شہید
 ہو گئی صیقل بھی ظالم باڑھ بھی کھی گئی
 گھڑا ہر گلشن فردوس ضوان پاسباں
 اوسکے رخ کو میرے روع دل کو باندھیں آفتاب
 اوس بت بیدین یہ ہم دیندار بھی لگے
 چشم میں تپلی کے بدلے ہو کسی مہتاب خیا
 ر آلو بھی چھپ کے اوسکے گھر میں جاسکتی ہیں
 ہونٹیں وہ لبلب قفس میں بھی بھولیا گل
 مشکون یار کی دیوار میں وزن بے
 ساز سے بے یار آئے کیوں نہ روئی صدا
 ہو وہ میرے کفر جسکے ہیں مسلمان معیت
 تب مزہ ہو ہمارے مذہب قاتل کی بابا
 شعلہ آواز سے جھڑتی جو ہیں جنگار

پوچھیے یار سے حالت جو ہو بیمار کی
 ہو صراحی دار گردن ساقی سرشار کی
 نیزہ بازی ہو کے نوبت آنیگی تلوار کی
 تو جو بکڑا ہم سے بن آتی تر ہی تلوار کی
 حور تو غلمان ہیں تصویریں دیوار کی
 لکھن تعریف ایک شاعر نوز کی دیوار کی
 برہمن نارہنا دے کفن کمار کی
 آنکھ کے ڈوے پہ بھیتی کون ناز کی
 چاندنی چٹکی ہو می ہو سایہ دیوار کی
 جب اڑی چہرے رنگت راہ لی گلزار کی
 کین ہیں میں نے غنیمتیں سنی تین معمار کی
 تار میں صورت ہو مطرب آنسو کی تار کی
 ٹوٹی گرز نار آواز آئی استغفار کی
 اور دہان زخم میں بھی ہو زبان تلوار کی
 زینائی تو نے کیا منقار موسیقار کی

یا کیسے میں جوتا ہا کبھی ہوش مجھے
 سارا عالم نظر آتا ہو سیہ پوش مجھے

نزلت ہی مثل کعبہ ابرو خمدار کی
 بل بگرمی آتش نہک حنا یار کی
 کر کے کچھ تعریف تیغ ابرو خمدار کی
 خوب روند اباے گلگون ہمارے قہر کو
 عکس نہ اسے بنا موتی کا مالا تیغ میں
 آستین سے گریے باہر سے بہت جنو
 کفش زریں سے ستارے جھڑتے ہیں قہر میں
 خل کیا ہر خستر تک چکے جو تیغ آفتاب
 روزن کے میں نظر اشکو نہیں کی طرح
 آئے جب وہ شمع فانوس خالی ہو مکان
 عند لبسین لبابو کی طرح غرق آہیں
 اپنے قد کا وہ لب جان بخش سے کترا ہر صوف
 روتے روتے سر سے گزرا ہر میں سلائی
 دیکھی دریا میں سکندر کی جو تیلی روی و
 ہوں میں وہ عاصی کہ روز خضر ہر عرصہ

طوف کر دوش سے کیا کرتی ہیں نگین باری کی
 بنگنی فز ہاتھ میں منقار و سیکار کی
 گردان خم میں ہوتی زبان تلوار کی
 چادر گل نقش پائے پائے تیار کی
 جوہری سے پوچھتے قیمت سے تلوار کی
 دھجیاں اڑتی پھرتی من کسار کی
 سیر بکھو اب زمین پر کو کب سیر کی
 تاب مشرق و صومرا میں مغربی تلوار کی
 وقت گزرتا دم کس وزن دیوار کی
 صدقے ہوں بھر کھر کے تصویر میں دیوار کی
 بے ترے روئیں آنکھیں ننگس ہمار کی
 آپ تعریفیں مسجیا کر رہا ہوں ار کی
 حالت اب مثل کف دریا ہر بان و ستار کی
 تیلیاں با و آئین میری چشم میرا باری کی
 آئے گی آواز یا غفار یا غفار کی

بادشاہ شاعران ہوں گو تخلص ہو و ز میر
 دھوم ہی ملک معانی میں مرے اشعار کی

و شکیں و کانہ احسان فرمائی ہوئی دیا
 جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریب نفس سے
 بار حسان ہو جو سر پر استخوان ہو بن چوڑ
 اس قدر تعظیم کا عادی ہوں کہ کھینچ بھی
 امیر میری پیکر بلا دوں عرش کی زنجیر کو
 سچ تو یہ ہوا میری سا کوئی خود مطلب نہیں
 خرم عالم میں جو دانہ میری قسمت کا ہے
 اوٹھ کے تجھ نے سے کہے کو اگر جانے لگوں
 دھانکتے ہیں منہ کو اپنے چادر مہتاب سے
 زندگی تک ہر بیان اہل سعادت کی بھی قدر
 اونکی آرائش بیان ہو جو کسی قابل نہیں
 زخم کھاؤں یار کی تلوار کا پانی پیوں
 ہجر کی شب صبح ہونے کی کون گراؤں
 اپنی گردن کو جھکا دے ہر منہ کو دیکھ لے
 کفش لٹو کر تو ہیں گرد و نبرے قبر عاشقان

ہاتھ اوٹھ سکتا نہیں میرا عصا کیو اسطے
 دم کب صیا و بھیلانے ہمارے کے واسطے
 سنگ ہر سایہ ہمارا کا مجھ کے واسطے
 استخوان تن سے نکل آئیں ہمارے کے واسطے
 جب کروں نالے تری زلف و دوتا کیو اسطے
 کی عبادت بھی تو حور مرہ لقا کے واسطے
 برق کی خاطر ہر کب ہر آسپا کیو اسطے
 بہرین دینے لگیں مج کو خدا کے واسطے
 روتے ہیں اتوں کو ہم اوس لقا کیو اسطے
 بعدرون ہر گس افی ہمارے کے واسطے
 ہر حنا اس باغ میں بہیست و پاک کیو اسطے
 غم کا حسان لوں آب و غذا کیو اسطے
 پنجہ خورشید پیدا ہو دے کے واسطے
 خوب رو پیدا ہوے شرم و حیا کیو اسطے
 سر نکالیں دست دشمن میرا کیو اسطے

اشک خونین سے ہر گلگون خست عریانی ویر
 رو رہا ہوں اک گل رنگین قبا کے واسطے

<p>اوسکا سنک آستان کو پکڑ چھپے جسے جنون ہوں وہیسا اشک بھر کر اپنی آنکھوں میں پون آرزو بس یہ رہی ہرگز نہ کچھ آرزو ہو گوارا رنج اونھیں جنکو ہو آرائش پسند روؤں جب دریا پہ اوسکو خون ہٹو دینا ہو کے زخمی اپنے قاتل سے میں نہیں ہوا</p>	<p>سنگ مقناطیس ہر زنجیر پاکو اسٹے ہاتھ پھیلاؤں نہ میں آب بقا کیو اسٹے گرد عا مانگے تو ترک مدعا کیو اسٹے ہاتھ بندھوا تین جہین تک خاک کیو اسٹے نا خدا دینے لگے مج کو خدا کیو اسٹے سیکڑوں منہ ہو گئے پیدا دعا کیو اسٹے</p>
--	--

بخش دے اپنے کرم سے اور خدا جرم فرما
 مصطفیٰ کے واسطے اور مرتضیٰ کے واسطے

۱۵۱

۲۵

<p>کعبہ ابرو دکھاو بت خدا کیو اسٹے یارب آئے باغ میں وہ گل خنایو اسٹے ضعف نے ایسا گھلایا ہر اسے ملتے نہیں ماہ تابان تو ہر اور تیری قبا مہتاب ہوں وہ یوانہ مرا چھلا جو لے تو ہاتھ میں سیکڑوں گل پس گئے اور بلبلاؤ کا خون کیا برا بر میرے سینے پر لگائے اون سے تر لاکھ دروازہ کرے تو بند خط بھیجیں گے ہم تیری اہ شوق میں ہمدرد بلا غر ہو گیا</p>	<p>شکل مرگان ہاتھ اٹھائے ہوں دعا کیو اسٹے ہاتھ پھیلائے میں شان خون دعا کیو اسٹے استخوان میرے ہوئے غنقا ہا کیو اسٹے چاہیے دستہ ستاروں کا قبا کیو اسٹے امی پر می وہ طوق ہو روز خا کیو اسٹے جب گیا گلشن وہ ظالم خنایو اسٹے بس یہی ستہ مناسب تھا قبا کیو اسٹے روزن دیوار بھی در ہر صبا کیو اسٹے بن گیا مرگان بدین چشم نقش پاکو اسٹے</p>
---	---

ہر سایہ چاند فی اور چاند کھڑا ہیں ایسے کفش پائے یا مین گل ہنسادیتی ہی ہر اک زخم تن کو ہماری ہڈیاں کھانا سمجھ کر رہے ہم اس چمن میں خانہ بردوش	دو پٹا آسمانی آسمان ہر ہاں وہ پائون رکھے بوستان ہر تری تلوار شاخ زعفران ہر ہما آخر ترے بھی استخوان ہر وہ بلبل ہیں پروبال آشیان ہر
--	---

وزیر میر اسنے نہ کی کچھ دستگیری

۱۵۰

۱۶

ہمارا ہاتھ ہر اور آسمان ہر

تیر کا دستہ منگامیری قبا کے ^{سط} باغ میں لنگھی و گی زلف و دنا کیو ^{سط} قینچیان گو آئین تربت پر ہا کیو ^{سط} ایک دو روز بنادینا صبا کیو ^{سط} ہڈیاں ہیں بادشاہوں کی ہا کے ^{سط} وہ ہیں یہ طاؤر رنگ حنا کے ^{سط} رات کو روئے جو ہم اک نہ لقا کیو ^{سط} ہر سب نے ہاتھ پھیلائے دعا کیو ^{سط} خاکساری چاہیے اتنی گدا کیو ^{سط} استخوان تن سے جو کلین کہرا کیو ^{سط}	وے مجھے خلعت شہادت کا خد کیو ^{سط} شاخ سے گل نکلے تیری کفش پا کیو ^{سط} کی سب جانا کی خاطر استخوان کی جتیا ^{سط} بعد مرن قبر میں بھی لائی بونے زلف یا ہم فقیر و نکمے کھائے سب بھی کرکشا ^{سط} اور نے دین کس طرح اے ظالم کلین ^{سط} چاند فی چٹکی ہمارے شک کے سیلاب سے ہوں وہ میکش کر نہ آیا میکہ میں ایک دن پیر میں بھی کر گئے اپنا تو مٹی میں گئے کر دیا ہر غم نے کا سیدہ مجھے کیا ہر
---	--

تیرا داد و دہلب معشوق ہو گیا | منہ کو او دھ لگا یا جو تیرے تفتک سے

۱۴۹ | ہر آن ضعف سے ہو دگر گون و تر سپر رنگ
۲۰ | تھو میر بھی کھنچے گل رعنا کے رنگ سے

مری تربت پہ شور بلبلاں ہر
سگ جانان کی خاطر استخوان ہر
بدن وہ روح کا جسپر گمان ہر
بدن میں اوس سہی قد کے ہو کیا تل
اگر دیکھے او دھرتی کے چنے برق
جہان ام ماہ تو ہر جلاؤ فنا
بہا وریاے خون خجروں کا ایسا
چمن میں نوچے ہین صیاد پر
سبکو و جی سے بولے گل بنا ہوں
زبس رہتا ہوں تیرا نام لب پہ
عجب انداز سے بیٹھا ہو وہا
کوئی پو سفت ہو اوس جاہ و قن میں
کوئی ڈرتے ہیں سر کٹنے سے ہمت
کروں نالہ تو دم بلبل کا پھر کے

چراغ قبہ شاید کلفشان ہر
ہماتی بے بلا یا سیہان ہر
گلے سے بان کی سرخی عیان ہر
الف میں دیکھو نقطہ کہان ہر
ہمارا اوس چمن میں آشیان ہر
زمین کا تھیکو ہو وہ آسمان ہر
جنازہ خود بخود میرا روان ہر
بہار گل ہوا اور اپنی خزان ہر
وہ بلبل ہوں کہ غنچہ آشیان ہر
وہن پر پیرے خاتم کا گمان ہر
کہ کرسی پر گمان آسمان ہر
نہیں خط گردا و اسکے کاروان ہر
کہ سر شیشے کی گردن پر کہان ہر
بنگ برگ گل میری زبان ہر

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
 آیا ہر میکہ میں جو وہ طفل محسب
 پتھر پڑن جنوں کہ نہ مینے شراب پی
 اس آئینہ رخون کا نظارہ کیا کرے
 موزوں طبعیت کو نہ کیوں ہو تبوئے نفس
 دیوانے ہو نکلے دیکھ کے بادِ جمِ چشم یا
 کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قباے یا
 حسنِ رخ میں ہر شیشہ فلک سا غرقاب
 فرقت میں جامِ مرہر پیالا آفتاب کا
 ہوں وہ پتنگ شکوہ آؤں جو تو شمع
 اوس شمع کو پاس ہر عاشق کے نام کا
 اموت جلد آ کہ یہ قصہ کہیں چلے
 کس طرح بچیں مرے بازو کی مچھلیاں
 امی شام وصل ہوں کہیں آنکھیں میں
 گری کی اوسنے بھی تجھے اللہ ہی ناز کی
 نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف سے یا
 کھو کیا دام زلف اگر تو دم شکار

رویا پٹ لپٹ کے مین بکے سنگ سے
 از خود سہرا بنا پھوڑے ہیں شیشے سنگ سے
 شیشے نہ جب تلمکے لڑکوں کے سنگ سے
 دیوانہ ہی بنائے جو آئینہ سنگ سے
 کیا رابطہ ہر دیکھو ترازو کو سنگ سے
 از خود سہرا بنا پھوڑیں گے بادِ جمِ سنگ سے
 غنچے کی طرح شوق ہر بلبلوں سنگ سے
 پونہا وہاں میں نشہ مر کی ترنگ سے
 ساقی فزون ہر گردن مینا آفتاب سے
 تا صبح جستجو میں پھرے پاسے لنگ سے
 خانوں کا غلاف رنگا ہر تینک سے
 نفرت ہر اوسکو صلح سے اور محو جنک سے
 وہ تیغ ابد انہر میں کم نہنگ سے
 آؤں بھی صبح مرگ تری اس مرنگ سے
 جلنے لگیں ہتھیلیاں نہدی کے رنگ سے
 صیقل اس آئینے میں نظر آتی رنگ سے
 صبا داوڑ کے آئینے کا طوطا آفتاب سے

<p>جانکون کو یار میں ہوا اگر یوں فن مانند شمع پونہجے عدم کو کھڑے کھڑے سنگ مزار قیس کو لیس لیا دے طو بلبل نکل قفس سے کہ آہ پونہجی فصل گل وہ صید ہون اگرین کھاؤنگا اپنے زخم</p>	<p>کنج مزار کم نہیں مجھ کو سرنگ سے استاد کی ہماری فزون ہو شلنگ سے بجلی گرا دے شعلہ آواز رنگ سے پر واز سیکھ لے مے چر پیکہ رنگ سے جلالت کی کمان بھی زبان خدنگ سے</p>
---	--

۱۲۸	<p>اوس سرخو شخرام کا قمری ہون ای فرم چلتے تھے جسکے ساتھ شجر پائے لنگ سے</p>	۲۹
-----	---	----

<p>ہرگز نہ بہر زرق پھرے عار و ننگ سے ساقی ہوا ہر عشق کسی خانہ جنگ سے روشن چراغ دیکھ کے جا لٹے جنگ سے بھر دے عوض شراب کے ساغر کو ننگ سے افت جو ہر مژہ سے کھا دوں میں یار کو تیر فگنی میں ایک ہو وہ دو حشم بد گرمی سے خال رخ پہ تھارے عرق نہ وہ رحم دل ہوں دل ابھی پہلو میں جو پڑ صد چاک ہو وہ دل نہ جو میں کہ تیری یاد ٹوٹے نہ دانہ بھی اثر ضعف سے مرے</p>	<p>گر آسیا بنے مے مرقہ کے سنگ سے مانکون کا میکشی کو پیلا آفتنگ سے پروانوں کو شب او سنے لڑا پتنگ سے گاڑھی جھنی ہو ساقی اب اک نہ رنگ سے سیر لگاؤں میل کے بدلے خدنگ سے سر مہ لگا دے آنکھ میں میل خدنگ سے ہندو نہار ہا ہر کوئی آب گنگ سے شیشہ بھی ٹوٹے گرے مرقہ کے سنگ سے یار بتی جو شیشہ ہو ٹوٹے وہ سنگ سے بالفرض آسیا بنے تربت کے سنگ سے</p>
---	--

گھبرائے یوں وہ اوٹھ گئے میرے لپٹ سے
 زاہر جہاد کرتا ہوں میں زور رنگ سے
 ہر صید کو ہر عشق مرے خانہ جنگ سے
 سمجھا ہوں میل سر نہ اسے مجھ کو دیکھنا
 اللہ سے ادب بھی نام بتان نہ لون
 بت بھی بھولیں یاو خدا کی بھی کیجیے
 گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہوں
 وہست ہوں خیال اگر میکشی کا آئے
 کاٹنے کی خوب غیر کواریار دیکھنا
 دیکھے جو اس کو چہرہ جانان نظر پڑے
 ساقی سے ایک جام کی قبل ازوری
 دل چہن لہن یار سے نکلائے سبھ
 باہم اگر ہوں شیشے تو خون شکستہ
 وحدت پائے غم سے اگر دین بی کو چھوڑ
 چھوڑے جو اپنے ہاتھ سے شمع ستار
 موتی ہیں انت گوش صدن چہرہ حشر سن
 مرطب بجائے آب ہوں گھر چھین کے شک

جیسے کوئی غزال کرے رم پلٹ سے
 آنکھیں لڑا رہا ہوں بتان فرنگ سے
 اڑتا نہیں ہر دیکھ لو طوطا تفنگ سے
 آنکھیں گڑ رہا ہوں تمہارے خنک سے
 جب تک میں کلیان نکروں آب گنگ سے
 پڑھیے نماز کر کے وضو آب گنگ سے
 چھاتی پہ میرے پھول زیادہ ہر سنگ سے
 نکلے شراب تاک سے اور شیشہ سنگ سے
 تلوار تیز کرے مرے مرقد کے سنگ سے
 آئینہ گر بنے مرے مرقد کے سنگ سے
 شیشے بنے بھی سنگ سے ٹوٹے بھی سنگ سے
 کچھ قید چین بھی کم نہیں قید فرنگ سے
 نازک دلون کو صلح زیادہ ہر جنگ سے
 گشتگی کو کام نہیں پائے لنگ سے
 آواز قفل آئے صداے تفنگ سے
 کچھ کم نہیں ہر گیسو پر خم نہنگ سے
 آواز گریہ آئے تری جلتہ رنگ سے

ہنسے دیتے ہیں ساغر قہقہہ زن شیشہ می بین
 نہیں آتا ہر سچا نے میں امیر مینا کمر ساقی
 وہ نالان ہوں اور جب گنگا نہ آئے نالوں کی
 رہے ہم بچہ بیٹھے کنا سے گور کے پونچھے
 نفس زندہ آتا ہر سچا سیر می بالین پر
 لکھا ہوا سکے گھر جانے کا مینے شتیاق الیسا
 ملے یا کیوں ہر اس تھے مچھلی کے چھلے پر
 تو انائی کبھی دیک اپنے نہیں سہا سہا
 کہیں گل سے زیادہ مرغ ہر گز اس میں کل
 اگر گیارہ گروہ ہم نہ ٹہرین گے نہ ٹہرین گے
 مری حالت چھوٹوں بھنی بہت سے تو بیج جا
 جدائی ویران میں لاتی ہیں ظالم ترسی باتن
 حقیقت جو ہر میر غم نشین سے میر ظاہر ہو
 جو منہ سے منہ ملائے ہو منہ دیکھے کی لغت ہو

گلے میں آج جو ساقی کے جوڑا زعفرانی ہو
 چاٹے شور قفل اب یہ کیا پنبہ ہانی ہو
 مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہو
 ولا عمر وان میں جہاں کشتی کی روانی ہو
 نہیں تانے نفس بھی محسوس ایسی ناتوانی ہو
 صبا کی طرح از خود میرے نامے میں روانی ہو
 مگر چاندی کی مچھلی کے لیے سونے کا پانی ہو
 ہمارے ضعف کو ان روزوں حکم پاسانی ہو
 اگر سائے کو بھی کچھ تو رنگت ارغوانی ہو
 ہمیں بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہو
 جو بارش منہ کی ہو سمجھو خجاک کی مہربانی ہو
 کہوں کیونکہ منہ پر تیرے ہونٹوں کی بانی ہو
 مرا چلنا نہیں قاصد قلم کی یہ روانی ہو
 زبان منہ میں نہیں دیتے فقط الفت بانی ہو

میں وہ طوطی نہیں گویا کرے آئینہ جو مجھ کو
 وزیر الطاف ایزد سے میری خوش سانی ہو

۲۴

۱۳۷

مچھلیں لڑائیں ہنسنے جو اکھاڑے جاکے
 آتی صد شکست کی پہرے کے رنگ سے

چشمہ خورشید تابان میں جس خاکشاک ہے مردمہ غریب اور یہ حنجہ گدوان چاک ہے ہین فلک سا کن زمین میں گردش افلاک ہے دیکھ لو امیر کس شکر و ونکوزیر خاک ہے برگ نکس ہیں بھوین اور شاخ نکس ناک ہے چشمہ خورشید تابان میدہ نمناک ہے	سفر خط جلوہ گاہ روی آتشناک ہے بادہ خوار و نکے لیے یہ گردش افلاک ہے کس قدر مرنے پر بیتاب زیر خاک ہے خاکساری زیر گرد و پتی ہے ہر خس و خاشاک ہے پہرہ گلگون ہر گلشن آنکھیں نہیں گیسو کے چاک ہے ہجر میں تار شعلہ مہر ہر اشکون کا تار ہے
--	---

۱۲۵

ولہ

۱۲۶

ترے انور ہی کے تکیے پہ بکونیدانی ہے شکست رنگ کی آواز بانگ تیرا نی ہے مرے قاتل کو ہاتھ کا بھی جونا نفوشتانی ہے پسینا منہ پہ جو آیا ہے یہ سوئے کا پانی ہے تری یہ بیدمانی شرح لفظ لں ترانی ہے کتاب عاشقی میں اپنا قصہ پیشخانی ہے پس مرون بھی یاد او سکوری تشنہ مانی ہے بہت بیتاب مضطرب ہوں یہی نشانی ہے زمین پر پہر نشان با چراغ آسمانی ہے جو کھڑا چاند سا ہے تو دو ڈپا آسمانی ہے	سولائے قصہ ان فرقت کی شب کہانی ہے ہوے پوشیدہ ہم نظر و نسے یہی ناتوانی ہے حنائی ہاتھ کی تاثیر سے کیا رنج پانی ہے کہوں کیا سیم تن کندن سائیر جسم جانی ہے کتابی رنج ترا و جان جان قرآن ثانی ہے مر کچھ حال کہ ذکر مجنون کرتے ہیں عاشق دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آب آہن پر میں اب مچھلی کا جھلایا رکی اونگلی میں ہنساؤ عجب اوغیرت خورشید کی ہر گرم قاری مسی ہر رات اگر تو ہیں تارے انت کیسے
---	--

بجی ہر چادر متاباوس کے پیکر میں
 ہمیں ہر طرح سے یاروں کی ہر نظر خاطر
 ہمیشہ جانتی ہو رہا ہے سنگ فن کو
 نظر کی اور پر سی جسے ہوا تیرا وہ دیوتا
 قسم قرآن کی اس بات پر اصرار لکھا تاہو
 ہمارے سلسلے سے کوئی ایسا نہیں باہر
 سفر میں سچ ہو سکی دوستی کا حال کہتا ہر
 عبث لکھو ارہا ہر اور پر سی توحید اللہ
 نہایت سیر شکو کی جھڑی پر غیر جیتے ہیں
 زمین چرب میں چلتا ہیں قدم پر ہر گرد و پا
 یقین یہ ہر مری تاثیر و شست و وہ مجنون ہو
 جنون تجھ ٹہر پین ٹہر بھی یہ بیدیا غی ہر
 ہوئی بدنام ناحق یہ چاروں کی بتیابی
 چراغوں کی طرح جلتی ہیں آنکھیں سحر کی شبیر

بجا ہر مانگے گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے
 چمن میں دیکھتے ہیں رو گل چشم عناول سے
 مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے
 اثر میں نقش باقرون کہیں ہر نقش عامل سے
 تراچھ پٹو سائیکل ٹرانزین ہر کم حاصل سے
 ہر مجنوں کو بھی جیت اپنے ہاتھوں کی سلاسل سے
 پھر آئے شناساے ہمارے پہلی منزل سے
 مکان تیرا نہیں کم خانہ نقش عامل سے
 گھر بے جلی آہی اب مری بتیابی دل سے
 خدا جانے ہر الفت مجھ کو کس ہر شام دل سے
 کوئی لیلیٰ بنائے گول دیوار کے گل سے
 دھڑھڑ بھول چھاتی تو وہ بھی کہ نہیں سہل
 سہندا سنا کا لایار کی گورجی نے محفل سے
 نکلتا ہر عفو و بخشش کے روغن انکھ کے تل سے

تصور عجاوبہ فرما ہر و نہ سیراوس رو خندان کا

۱۲۵

صدائے خندہ گل آرہی ہر گلشن دل سے

خاک ہو آرام چرخ سفید زیر خاک ہر

مرنے پر بھی ساتھ نہ گروش افلاک ہر

<p>یانشہ سوار عمر بھی پاؤں رکاب ہر سایہ چاندنی ہر تورخ ماہتاب ہر چشم فنا سے دیکھ کہ دریا حباب ہر یہ پرسش عمل تو ہمیں اک غدا ہر ہر اک سخن ہمارا مگر لا جواب ہر گل ہر اگر بدن تو پسینا گلاب ہر</p>	<p>اسی طفل فرسوار رخسار اور ایک دم بستی جو بات ہر تو تارے میں اوسکتے دنیا کو کچھ ثبات نہیں مثل نقش آب جنت میں جائیں یا کہیں دوزخ بھیب کرتے ہیں جس سے بات و دیتا نہیں نئے عطر جامہ کیوں نہ معطر ہو یا رکا</p>
--	--

۲۴

جس شے کو دیکھ آنکھ سے خواب خیال جان
بیداری اور راز پر بیان عین خواب ہر

۱۴۴

<p>مسخر کر لیا ہر عالم کو ایک فلفل سے چھلے آتے آب خنجر منہ میں اک سویر قاتل سے ہوا ہر صاف آئینہ ہمارا اگر محفل سے شکر بھی نہیں باتو نہ رہتی ہر مراد سے بجھی دکھی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سے فلک سے مانگوں اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے چراغ قبر مجنون کیا بنا ہر گرد محفل سے نہیں پرے کو لفت چراغ ماہ کامل سے صدایہ آرہی ہر اپنی زنجیر درد ل سے</p>	<p>کیا دیوانہ سب کو اس پر سنی بانٹھ تل سے لبوں پر دم ہر عشق مرہ جانا نہیں سے جو وہ لیلی منش آیا کہ ورت مشکلی دل سے لب شیریں کو کہتا ہر نہیں کم نقل محفل سے پھونکا جاتا تھا میر جہم سوز آتش دل سے مری محفل میں ہر سیکشی وہ آفتاب آیا عیان ہر آتش خسار لیلی صاف شعلے سے رہیں گرد و محبوب انس کچھ نہیں ہوتا بغل میں یا رہو دیوانے کیا پھر ہر حرا</p>
---	---

<p>عیان ہر پشت پاسے رنگت لطف باہر کہ مرغ کس نہ جسطرح سنے نے پگرتا ہر بچشم غور و کچھو بنداک کوزے میں فریاد یہ اوسنے لوح پر قرآن کی اللہ لکھا ہر قلم نے یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہر قد خرم کشتے سے ہر پیر اپنے پاؤں ٹپتا ہر ترمی زلف پریشان کا دل جھٹی سوا ہر نہاں جسطرح بد پر میراں بیمار کرتا ہر ہر اک ذمت اوس کو سب خانہ دکھائی تیا ہر نمایاں چشمہ حیوان میں یا عقد ثریا ہر کہ گویا گو ہر اک دریا نورانی میں و باہر</p>	<p>خالت سرخ جو تیری کفک ای سرور عناہر نگہ تیاں بہو کر لیں سو خال سے دوڑے بھرے ہیں اشک چشم تریں روتا نہیں او اسے نیچے پر نور راستے پر نہیں رکھا زمین شعر میں بڑھ بڑھ کے نیرے اپنے گھر خجالت سے رہی اسی سرکشی عمد جانی کی نیکون ہو بلستان شست و دواہ سوزان نگہ ز دیدہ سوئے غیروں کی تہیوں تکھیر صفای پشت لبک وصف ہو کیونکر بیان عیان ہیں صاف و وارید ورج لعل سے گویا عرق الودخ ہی چاندنی تریں نکلتے</p>
--	---

ہلال چرخ ہو میرا رکاب تو سن و حشت
 وزیر سیراب عالم و حشت میں بھی میرا پیر تبار

۱۸۳

<p>زاہد فلک کے شیشے میں بھی نقاب ہر گویا کہ ہی حجاب جو وہ بے حجاب ہر ہم خاک ہو گئے یہ وہی خبط اسب ہر مضمون اشک چشم سے نامہ سحاب ہر</p>	<p>کیا ہی گناہ جام میں گریاں شراب ہر آنکھوں کو کب ہو تاب اسے کچھین نقاب ریگ روان کی طرح نہیں ایک دم قرار نقطے مثال قطرۃ باران میں سطر برق</p>
---	--

او جنون مجھ جوشی بدست کی تاثیر سے
 یار کی آنکھوں میں یوں ہی سرمہ دینا لگا
 طفلی میں لکھتا تھا تیرے کج بنا کر تو قلم
 تیری چشم سرگین کا وصف اگر کرنے لگوں
 تھک گئے میں پاؤں اور جاتی نہیں گشتگی
 رکھتے ہیں آغوش حسرت اکاں کی طرح ہم
 جفت جوش میں کیوں شکستہ طور کی
 ہاتھ میں لے گا کمان تیر جبہ شعلہ خو
 منفصل ہوتا جو تیرا خال ابرو دیکھتا
 گزرتا خلقی سے کچھ ہوا رکھے خلق سے
 خط ہوا اثر گان جانان کے قصوں میں رقم
 کشتہ ہوئے ہیں عدد و سکر کے شکار کو
 میری مشت خاک پر آئے جو وہ جانے پا
 اس قدر تیرا گنی کر اے میرے ناول گن
 قعدہ فرہاد کے دھوکے میں جال و سنہ سنا

قلقل میں کی آتی ہے صدا زنجیر سے
 جس طرح آہو کو کوئی باندھ دیا زنجیر سے
 سخی عیان مشق سنگاری تری تھی میرے
 شمع بھی خاموش ہو جائے مری تقریر سے
 سہرا بھرنے لگا ہی نالہ زنجیر سے
 دیکھیے کب ہم بغل تہو میں آؤ تیرے
 لہجہ انی کی صدا آنے لگی زنجیر سے
 شمع روشن ہوگی خانے میں کمان کے تیرے
 مانگتا پرواز کو زارغ کمان پر تیرے
 کم نہیں تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے
 ڈر ہی مرغ نامہ برابر انجائے تیرے
 خون ٹپکتا ہے رنگ تیغ یاں تقریر سے
 آرزو اتنی ہو اپنی خاک و انگیر سے
 آشیانہ تا قفس بن جائے چوب تیرے
 سر گذشت اپنی کسی پہنچے بھی کس تدبیر سے

گیسو پر پیچ کے پھر پیچ میں آیا وزیر
 صاف ہم پر کھل گیا اور کچھ بھی ہو ہی تقریر سے

ہوں وہ دیوانہ اگر لون ہاتھیں شیر تیر
 رشک غرض سے ترے کھاتا گلشن چم نا
 مجھے سیری میں وہ ہو جو نوجوانوں کے
 سیری خاک قبر پر دامن اوٹھائے آئے
 تیر شرکان یاد آجاتا ہر جب ہنگام فکر
 رات بڑھ جاتے جو یا ذرف میں لاکھ ہنیز
 بر چھپان مارین نگہ نے زلف کے پھینکی کند
 باندھتا ہوں سیکڑوں مضمون غن الجشتم کے
 ابر سے بافی جو مانگے اپنی کشت آرزو
 یہ ہمیں ہیں جو تری تصویر پر بھی ہیں نثار
 جسکو جوہر کہتے ہیں وہ ہی ہماری سر نو
 اسی سنگ تری ابر کے ہزاروں کشتہ بین

ہوا بھی زنجیر پیدا جو شیریں سے
 نہمت کل کم نہیں ہر اری پر زنجیر سے
 ہوں کمان لکین فزونی طاقست و مجن سے
 تا ہو خاطر مکہ رخاک منگیر سے
 طائر مضمون تپنے لگتے ہیں زنجیر سے
 ہوشب ظلمات پیدا نالہ شبگیر سے
 تیغ سے ابر نے مارا اور رزہ نے تیر سے
 فکیر سیری کم نہیں صیا و آہوگیر سے
 آگ برسانے لگی وہ برق کی شمیر سے
 انس بلبل کو بھلا کب ہر گل تصویر سے
 قتل ہو گئے ایک دن ظالم تری شیر سے
 اس کمان کو ویسے نسبت قضا تیر سے

ہم سیری کی تھجی اوس ساق بلورین سے فوراً
 شمع ہی پابند موج رشک کی زنجیر سے

۱۹

۱۴۱

سلسلہ میرا زلف بت بے پیر سے
 دور ساغر ہوے پیدا حلقہ زنجیر سے
 کم نہیں منقار بلبل غنچہ تصویر سے

کی مرے ہاتھوں نے بیعت حلقہ زنجیر سے
 چاہیے افسانہ وحشت تری تانیہ سے
 محو حیرت ہر جہان اسی گل تری تہریر سے

کیا شکرِ رنجی جانان میں مزا ہوتا ہے
 روز و طہر کا ہر اکب کون رہا ہوتا ہے
 جب تصور ترا از رلف و دوتا ہوتا ہے
 خالک میں توجہ ملائے ہمیں کیا ہوتا ہے
 پھل میں تلوار کے قاتل جو مزا ہوتا ہے
 انھیں باتوں سے تو گشتِ نسا ہوتا ہے
 جب بہا آتی ہر بیانِ رسم ہوتا ہے
 بت جو پھر جاتے ہیں اللہ پھر ہوتا ہے
 کوئی تنکا جو سہراہ پڑا ہوتا ہے
 ہاتھ میں یان اثر لغزش پا ہوتا ہے

چوتھا ہون لب شیرین وہ خواہتا ہے
 ہم اسیر و نکو نفس میں بھی درپہن ہوں
 دو لو عالم مجھے تاریک نظر آتے ہیں
 اور بھی صاف ہوں اور بھی ہم آئینہ خصا
 پوچھ لے تو وہ ہن بخم سے میرے اکدن
 صورتِ ماہ نو آتا ہی مہینے پہچھے
 کیا تری تیغ میں ہر نہر چین کا پانی
 ایک ڈرے کو نہیں ہوتی جنبشِ بحکم
 جان کر سب ارتن زار وہ کھاتے ہیں
 سبکی نظرون سے کراتا ہوا دستِ سوال

۱۹

ولہ

۱۴۰

کم نہیں وہ و چراغِ داغ دلِ بخیر سے
 آبِ جاری ہو بھی قاتلِ تری شمشیر سے
 کارٹ ڈالیں گے گلے کو ایک دن شیر سے
 بیشتر آہو بھی دیکھے ہیں بندھے بخیر سے
 عندلیبو بچول جھڑتے ہیں مری قہر سے
 آتی آوازِ عنادل گلشنِ تصویر سے

او خیال کیسے جانان تری تاثیر سے
 ہم ہمایہ سے ہیں کہ اپنی پائیں کی تاثیر سے
 ہجر میں ہو گا وصال اپنا اسی تیر سے
 کون جین چشمِ او کی آنکھوں کا بھلا جوش نہیں
 وصفِ گلو بیان کیا کرتا ہوں میں گلیزبان
 پردہ حیرت اوٹھا دیتا اگر یہ جوشِ عشق

آبلے روئے بین خون رنج بڑا ہوتا کر
 ترک مطلب سے جو مطلب ہوتا ہوتا کر
 آستے کی دین کل جاتی ہر ساری قلعی
 نفس تن میں گھبراہٹ وایلا سیرت
 بان شیرین دم آفرین لبون تک آتی
 نہیں معشوق بھی آزاد گرفتاری سے
 رات دن سجدہ شکرانہ ہی وجہ شہم
 کوئی سے جرم کی تعزیر نہیں آیا ہوں
 یا تو اتنے ہی مجھے آتے تو کرنے لگے قتل
 ہوں وہ انفرغیا ناں جو کھیتا نہیں ہاتھ
 توڑ کر آئندہ دل کو بناتے ہیٹھ
 دم بھی آتا ہی مطلب تو پیش کر کر
 کوئی ہمیشہ نہیں میری سیہ بستی کا
 شاخ بلو بی لے کہیے تو بجایا مطلب

کوئی کا نیا ہر کھنہ پاس سے جدا ہوتا کر
 ہاتھ اٹھانا ہی مجھے دستہ او عا ہوتا کر
 تیرے چہرے کے مقابل مجھ ذرا ہوتا کر
 جو کیا تار ہر اک روز رہا ہوتا کر
 بولا فریاد کہ مرنے میں مرنے لگا ہوتا کر
 ہاتھ بندی ہی کے چیلے میں بندھا ہوتا کر
 کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا کر
 مجھ کو ہر روز میان وز جہا ہوتا کر
 حوصلہ میں بیدار بن بند جدا ہوتا کر
 ملا ترنگ کنار شستہ بہ پا ہوتا کر
 اب سکندر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا کر
 ایک دم بھی وہ اگر مجھے رکا ہوتا کر
 میں وہ سرمہ ہونے نظروں کے گرا ہوتا کر
 خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا کر

سخت جان ہونے مرد نگاشد فرقت میں فریاد

۱۱

سیکڑوں بار اجل آئے تو کیا ہوتا کر

۱۳۹

جو کہ ملا ترے صدفے میں رہا ہوتا کر ای شہ حسن و ہا وڑتے ہی ہما ہوتا کر

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو رہے اولٹیں جو بہتین تیرا ک صفا لوٹ گئی میں باوہ کش فقیر ہوں محروم خم کی خیر ہی آرزو سے قتل اجی دمزد و مجھے دیکھو تو کیا ہی دست نگر تج کو دیا تیرے دین کے مجھے مضامین بندھ سکے	موسیٰ کو دیدیا یہ بیضیا جلا کے ہاتھ تیغ برہنہ ہو گئی اوں دلربا کے ہاتھ ساتی ادھر بھی ایک پیالہ بڑھا کے ہاتھ چھوٹا ہی نیچہ تو لگا تو بڑھا کے ہاتھ کس ناز سے وہ کہتے ہیں مجھ کو کھانے کے ہاتھ جاتے رہے ہیں غیب کے مضمون کے ہاتھ
---	--

۱۳۷

دیندار ہم اوسی کو سمجھتے ہیں ای و فریہ

۶

وینا سے جو کہ بیٹھ رہا ہو اٹھا کے ہاتھ

خط کو جاننا زون کی درکار ہے کہ یہ نامہ گم ہوا لکھتے ہی حال تن لا غر نامہ دیکھیے خط یہ نہیں چاند سے خساروں گم ہوا ضعف سے میں کہیں ڈھونڈ نہ ملا ہی مگر اگر بطامی خط سوے ساتی لیجا نہ اوٹھا ضعف کے مضمون سے میں گیر ہوا	میرا لکھتو ہی عطار کا بیس نامہ بنگیا نقطہ موہوم سمٹ کر نامہ وہو آئینوں پہ لکھا ہی سکند نامہ قاصد یار لیے پھرتا ہو گھر گھر نامہ لطف ہو پڑھ کے سنا دل بے باغ نامہ بنگیا سایہ شرکان کبوتر نامہ
---	--

۱۳۸

رولین یا

وہ پرہیز و منانے سے خفا ہوتا ہے مکھین وہ دیکھ کے دم اپنا فنا ہوتا ہے	اب سلیمان بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہے آج بیمار سے بیمار جدا ہوتا ہے
---	--

<p>ایک دم پھیرا جو منہ اپنا دکھا کر یار نے چرخ نیلی میں نظر آتا ہی جیسے آفتاب چشم پر سے دیکھے گریسو سے روزِ ندان لار جنس حسن باری کو ہرگز گراں دیکھا نہیں ہو گیا پوشیدہ خط سبز سے رخسارِ یار ہاتھ مجھہ بخو کا سر کا دیکھو عارِ رخسار ہاتھ وہ رخسار پر رکھے ہوئے بیٹھا جوتا</p>	<p>بقیہ ارمی سے نہ ٹھہرا اپنے گھر میں آئندہ بن گیا عکس رخ قاتل سپر میں آئندہ ڈوب جائے اے خدا آب گھر میں آئندہ تول لیتا ہر دے اپنی نظر میں آئندہ چھپ گیا ان طبع طیبہ کی مشقت پر میں آئندہ کوئی بھی تیار ہو دستِ غیب میں آئندہ میں یہ سمجھا ہر کف رشک قرین آئندہ</p>
--	--

<p>۱۳۶</p> <p>رکھو وحشت میں قدم اپنا سنبھل کر اے ڈرہ میرے ہر بیان ہر ایک سنگ رکھو زمین آئندہ</p>	<p>۱۵</p>
---	-----------

<p>شوخی تو دیکھو کہتے ہیں اپنے چپکے ہاتھ اس میں ہو گیا گناہ نہ بگڑو ہٹا کے ہاتھ آنچھی صبح اپنا گریبان بپاڑ کر چھو تاہر خط سبز کو کیا غیور و رو پونہ پائے ہر بیان سنگ و لدا تیکری کتا ہر دل ہر کف رنگین یہ کھلے یار صیاد پر اڑتا ہر لیل کے نوج کر محشر میں میرا ہاتھ گریبان ہر آب کا</p>	<p>میں آج دستِ غیب سے آشنا کے ہاتھ میں مصحفِ غفار یہ مجھہ باریا کے ہاتھ لاکھوں بنا جو میں بوقتِ اوٹھا کے ہاتھ قسمت سے کاہ لگ گئی ہر کمرے کے ہاتھ لیجائے چوچ میں جو نہیں میں تاک کے ہاتھ کیا مالِ مفت آیا ہر دزد و حنا کے ہاتھ اسی تیغِ شاخِ کل تو عین لے اوار کے ہاتھ دامن سے آہو جاتا ہر چھوڑ کے ہاتھ</p>
--	---

<p>دیکھتا روزن بنا کر اپنے گھر میں آئے ناتوان بین بن گیا سبکی نظر میں آئے ڈوب جائے گا ابھی آب گھر میں آئے دیکھ لور کھتا ہی تیغ اپنی سپر میں آئے دے دیا آخر کو دست نامہ بر میں آئے بنگیا گل تکیہ اوں کا رات بھر میں آئے</p>	<p>پشت پر سکے لگی ہوئی اگر تصویریار دیکھ کر مجھ ناتوان کی شکل کیا سوچا ٹپ گیا گھر پر تو آب و رودان یا ٹپ گیا جو عکس ابرو سپہ قاتل نے کہا لکھ سکا خط میں نہ جب صاف صفا کر دیا رکھ کے عارض او سپہ سویا تھا جو آئینہ</p>
---	--

خال خیمار صنم دیکھا تھا اک دن اے فریاد
 آج تک کھ کھتا ہوا غوغا اپنے جگر میں آئے

۱۳۵

<p>ابید بھیا ہوا سبکی نظر میں آئے ایتھنا آب رکھ دیکھیں کمر میں آئے ہو گیا دھوکا کٹھن او سکی کمر میں آئے کاٹھ کے گھر میں کوئی چاندیکے گھر میں آئے گھر سے گونگلا نہیں رہے ہر سفر میں آئے ہر عوض کل کے نمایاں اس شجر میں آئے دیکھ لے ہوتا ہوا ایدل سکے گھر میں آئے اشک بھلائے گا اپنی چشم ترین آئے نصیب ہو گیا ہر اک دیوار و در میں آئے</p>	<p>بنگیا عجز از دست سیمبر میں آئے جو ہر آئینہ آئے کا نظر موکے کر صاف جب او کا شکم دیکھا کہ متصل خوب رویوں کے بھی بایں ہونیدین نصیب دیکھتا ہوں او کو پھر دست خوباغبین دیکھ کر قد رخ ترا دیکھا تو حیرت ہو گئی خوب رو ہوئے تین ہر جاتی گلہ او کا نہ کر تو دیکھا لے گا اگر وہ عرقناک صنم جانیں سکتی تھی حیرت سرا جانندی</p>
--	---

وہ ناتوان ہوں مور جو لیا ہے مجھوں
چہرہ گفتگو ہی سے پڑتا ہی تفرقہ
دربان کی خدمت میں ہرگز بھی نہ
اپنی خطا پر زلف کو ہو کیون نہ پیتاب
ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق

لکھج جاؤں میں بھی اتنے زنجیر کے ساتھ
ہوئے ہیں دونوں ٹھہرے جدا جدا کے ساتھ
سوار جاؤں روزن میں سے ہو کے ساتھ
نسبت ندینے تھے ہمیشہ کے ساتھ
آخر ہمیں چلے گئے باوصبا کے ساتھ

ہیجا تلاش دولت دنیا ہی امی و فرم
غیر از کفن نجاے گاشاہ و گدا کے ساتھ

۱۳۴

۱۵

مرتبہ پاتا ہی دست سیمبر میں آئینہ
کون دیکھے گا آئینے اپنے منہ وقت صبح
دیکھ دل اوس سنگدل کو سخت پتانا نہیں
جو ہر و ناسکے اوقا تل مجھے دھوکا دیا
فوق ایسا خود نمائی کا ہیرو سے پار کو
میرے قاتل کو ہوا ایسا بھی دینی کا ذوق
پر تو خسا جانان جلوہ گر ہر شہر میں ہی
گھر میں اوسکے جا بجا عشق میں جو کھٹے
یوں کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار سے
صندل پشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ

صاف آتا ہی نظر چاند کیے گھر میں آئینہ
شام ہی سے ہر مناسے سحر میں آئینہ
کیون دیا میں نے کف بیدا گر میں آئینہ
صاف میں سمجھا کہ ہی تیری سپر میں آئینہ
بنگیا مصحف جب میں اور صف میں آئینہ
اب عوض خنجر کے رکھتا ہی کمین آئینہ
آنکھ ہو تو دیکھے ہر برگ شجر میں آئینہ
نصب ہو جسطح ہر دیوار و در میں آئینہ
جا کے رکھ آیا میں اوسکے رہگذر میں آئینہ
یا آئینے مبتلا ہو در و در میں آئینہ

شب کو جاتے ہو ہما تھہ کو شعل
 ہوے بعد اپنے بیو فاعشاق
 تیری رفتار کا میں کشتہ ہوں
 یہ دل بدگمان نہ دیکھ سکے
 تا سلامت تو آئے اے قاصد
 اوسنے تنہا مجھے نہ جانے دیا
 نا تو ان ہی بہت غبار مرا
 رہی یاں گردش اور جاہری
 گالیساں جیسی دین میں لیکر

کہیے تو ہو دل جلا ہمارہ
 لے گئے یاں سے ہم وفا ہمارہ
 قبر تک آتیو ذرا ہمارہ
 اکراوس بہت کے ہو خدا ہمارہ
 ٹھہرا تا کر دن دعا ہمارہ
 غم قدرت کو کر دیا ہمارہ
 تو ذرا رہیو اسی صبا ہمارہ
 کاش لاتے نہ دست و پا ہمارہ
 جاے گا یہ دیالیا ہمارہ

جانہ تنہا تو اے شہ خوبان

۱۳۳

ہو وزیر برہمنہ پا ہمارہ

۱۳۲

ساتل کا ہاتھ چوم لے دست خدا کے سنا
 قاتل تلک بونچ ہی گیا فیض کے سنا
 رونے پر میرے رحم کیا چغا کے سنا
 جی ڈر رہا ہر دل جو کیا دلہا کے سنا
 ڈھونڈ جا ہی جسے اسکو تو پایا ہر آیت
 ساتی کے آنے کی یہ تمنا ہر بزم میں

آیا ہی بادشاہ ترے در پر گدا کے سنا
 بھولے کہی نہی راہ جو ہو رہنا کے سنا
 بجلی گرائی خندہ دندان نما کے سنا
 نا آشنا کو پہنے کیا آشنا کے سنا
 دیکھو کہ قرب بندے کو کر کیا خدا کے سنا
 دست ببولبت ہر دست خدا کے سنا

زلزلہ کی طرح سے زنجیر ہو جاتی ہر نرم
 کیا اسی نے کیا مطلع ابرو و موزون
 چشم میں سرمے کا دنبالہ بنا کر بولے
 نخل گرس نہیں تربت نظر کیلے لیے
 نظر آئے گی زمین کشتی دریائے فنا
 باغبان نہ نہیں یاد میں اک کو چہ کی
 کرتی ہی ایک نگہ میں لب نازک کو کبود
 آئے تیرا جو تصور بھی تو بہر غنیم
 دل پرداغ ہوا دفن تو لالہ نکلا

بڑی ہر جوش جو نہیں یہ کڑی میری آنکھ
 تم جو کہتے ہو سنگو ہو بڑی میری آنکھ
 کیوں عصا ٹیک کے ہو جا کڑی میری آنکھ
 آئیے دیکھتی ہی راہ کھڑی میری آنکھ
 دیکھ لے لیا جو رہے ساتھ کڑی میری آنکھ
 رو رہی ہی یہ گلستان میں کڑی میری آنکھ
 کیا بنا دیتی ہی مٹی کی دھڑی میری آنکھ
 کیا عجب بائے نگہ سے ہو کڑی میری آنکھ
 او گئے گر جو گلستان میں کڑی میری آنکھ

یا داتے ہیں مجھے حضرت ناسخ جو وزیر
 کیا لگا دیتی ہی شکون کی جھڑی میری آنکھ

۱۶

۱۳۲

اب تو بندے کے ہی خدا ہمراہ
 دشمن اک دوست کے کیا ہمراہ
 لے گئے کیا نقیض پاہمراہ
 رہے گر مجسا پارسا ہمراہ
 تھا تصور زبست ہمراہ
 یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

جیتے جی بس وہ بت رہا ہمراہ
 دل دیا او کو پر یہ ڈرتا ہوں
 نہیں یار ان رفتگان کا نشان
 اس میں کیا آپ کی ہی سوائی
 تجھے دیکھا جدھر نگاہ گئی
 رنج تنہائی محض نہ رہا

<p>تم جھانک رہے ہو یہ تھین تاک رہا ہر کمتی ہو تری ناف و شکم دیکھ کے بلبل ای ماہ یہ سب چشم فلک کے ہین اشارے نگر گنج گلستان ہین ہر تو دشت میں آمو گد کا امین ہر سرے کا دنبالہ اوٹھائے دیکھے وہ اگر چشم سید اور یہ خط سبز</p>	<p>کیون دیدہ روزن پہ جی تمنے دھری آنکھ خسار گل تر پہ ہر نگر گس کی دھری آنکھ ایسی تو نہ تھی مائل بیدا و گری آنکھ ہر رنگ میں کھلانے لگی جلوہ گری آنکھ ہر دست مژدہ میں لے تیلی کی بھری آنکھ نگر گس کی سید آنکھ سو طوطی کی ہری آنکھ</p>
---	--

ولہ

۱۳۱

۲۰

<p>تیغ عریان پہ تمھار جی پڑی میری آنکھ نہ ہٹی پیٹ پر او سکے جو پڑی میری آنکھ اشک گل رنگ پرتی ہر مژدہ میں کیا خوب تم ہے بام بہ بیان لگ گئیں آنکھیں چھپتے اس خجالت نے ابد تک مجھ سونے دیا وردندان کی بھلا آئینہ کیا جانے قدر خط خسار نہیں پاسے نگہ کے ہین نشان یا آئے جو تری تیغ کا مالا قاتل رخنہ دیوار میں معمار بنانا کیا تھا زندگی میں تو کیا مردم آبی مجھ کو</p>	<p>چشم جو ہر سے اجی خوب لڑی میری آنکھ بنگتی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکھ کیا بناتی ہو یہ پھولوں کی چھتری میری آنکھ رات گنتی رہی نہرا لک کڑی میری آنکھ ہجر میں لگ گئی تھی ایک گھڑی میری آنکھ اسکو دکھلاؤ مبصر ہو بڑی میری آنکھ عارض صاف پہ سوار پڑی میری آنکھ رو کے پیدا کرے موٹی کی لڑی میری آنکھ تو نے روز نکی عیوض کوین جڑی میری آنکھ دیکھو اب کیا ہو سہ ساتھ گڑی میری آنکھ</p>
--	--

صحبت کا اثر صاحب بنفس کو ہو کیونکہ
 باتوں کو زبان میں مثل سخن سے نکل جا
 تیر مژہ یا رکھ مرگان ہی سمجھتی
 رفتار تو دکھلا کے زخو درفتہ بنا دو
 وہیں کی طرح چاک ہوئے آنکھ کے پردے
 جو اہل نظر میں کبھی خود بین نہیں ہوتے
 کیا قہر ہو آیت ابرو ہو ہی نازل
 کشتی وہ لیے نوح کے تہ چلے آئیں

عینک ہو اگر سبز نہ ہو جاے ہر آنکھ
 نظارے کو ہو پائے نگہ سے سفری آنکھ
 کس آنکھ سے لڑتی ہے سدا بل بے جرمی آنکھ
 تنگ کس کی طرح ہی ہمت تن کبکٹ ہی آنکھ
 او دست جنوں سیکھ گئی جاوہری آنکھ
 دیکھو کہ ہی اس عیب نمایاں سے برمی آنکھ
 ڈر ہی کرے دعویٰ پیغام بری آنکھ
 طوفان بیا کر شب فرقت میں اری آنکھ

رہتے ہیں وہ پیر اشک کی جا ٹکڑے جگر
 ان روزوں ہوئے کان عقیق جگر ہی آنکھ

۱۳۰

دم بھر جو نہ دیکھے تجھے اسی شک ہے ہی آنکھ
 جرم جاے تصور جو تے بوٹا سے قد کا
 لے کیجیے شیشے میں سفید اشک نہ بین
 جاؤ جو چین کو تو کرے فرش نہ نا
 دیکھا جسے بسمل کیا تا کا جسے مارا
 جنبش او دھراؤ سکو ہو تو گردش او دھراؤ
 کیا دید کے قابل تے کو چے کی زین ہر

۱۳۱
 مرگانی زبانوں سے کرے نوحہ ہی آنکھ
 پتھر کے بنے صاف عقیق شجر ہی آنکھ
 تم باوہ کشتی سیکھ گئے شیشہ گری آنکھ
 بلبل جگر وفاختہ دل کبکٹ ہی آنکھ
 اوس آنکھ سے ڈیے جو خدا نذر ہی آنکھ
 ابرو ہے کہ شمشیر سپری کہ چہر ہی آنکھ
 ہر گام ہر نقش قدم رہنڈ ہی آنکھ

<p>آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئینہ ہی رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ بنگنی تھریراب تقریر پشت آئینہ خود نمائی نے کیا تصویر پشت آئینہ چرخ پر چڑھ جائے شیشہ پشت آئینہ بنگنی ہر ایک انگلی تیر پشت آئینہ دست رنگین میں بڑھی تویر پشت آئینہ</p>	<p>دل سے میرے وصف تم لوچھو صفائی تپکے تیرے نظارے کو عکس آسا اوھر آئے نکل پشت اب سے مثل خطا ہر جے حرف سخن عکس وے صدا وے صدا جا کلاا و ابر و تصویر اگر چھو لو فلک پر ہر دماغ ہاتھ کیا رکھا لگائے تیر وستی آپ نے تھا جو کھر جانڈ کیا اب وہ بنگیا سو بنگیا</p>
---	--

<p>اپنے بیگانے ہوئے ہیں اور فریب کیا روئے آئینہ کرے تحقیق پشت آئینہ</p>	<p>۱۷۹</p>
---	------------

<p>ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ قسمت یہ ہماری ہو کہ اشکو سے بھری آنکھ سفنے کے لیے کانچ اور شکایت می آنکھ لو اب تو ہو می مالک خشکی و تری آنکھ ہم ہر گتے سپر بھی کیا فرہ مری آنکھ کھینچے گی مگر نقشہ نازک کری آنکھ ہو جائے نظر ثانی میں اسکی نظری آنکھ</p>	<p>ہر عضو سافر ہو نہیں کچھ سفری آنکھ کیا کرتی ہو دلکش سخن ای رشک می آنکھ اون آنکھوں میں صانع نے بھر کے کوئلے کوئی باتیں چون کروناز سے تم منہ کو چھپا کر آیا ہی مرے دل کا اعتبار آنسو کے ساتھ اب تک وہی رونا ہی وہی حسرت یاد تیار کیا خامہ مو اپنی مژہ سے نگر کس پر نظر کیجے دوبارہ کہ وہ کٹھا</p>
---	---

بنکلیا ہر دست بہین صنم چاندی کا گھر
 ایک دو روزن بنانا کہ ترا تیرنگاہ
 یار کے دست جنائی نے لگا دی اور سیر
 عکس رخ سے تیرے آئینہ بہرین
 کو کھنڈ رنگین جانان نے قیامت کیا
 عکس روئے آئینہ نے صاف کشتہ کر دیا
 تمام ادھر منہ دیکھتے ہو اور ادھر ^{ناتوان} نہ
 خط ترا دیکھا تو آواز شکست نکاسے
 کیا دے آئے ہیں خدنگ عکس انگشتان یار
 سایہ سان نکو پس یواری ہر وقت کی آ
 جب جنائی ہاتھ اوس شک ترے کھڑا
 سیکڑوں شاخیں نکالیں اوسمین بل جے ^{عجب}
 پشت و رو کیساں نہیں آئینہ کی طرح
 تمنے انگشت جنائی کو جب ہنگام
 صاف سینہ یار کا صبح رخ آیتنہ ہی
 روئے آیتنہ مقابل ہر رخ دلدار کے
 پیچھے پرچوئی ترمی دیکھی تو وحشت میں کہا

دید کے قابل ہی تعمیر پشت آئینہ
 جھانکتی تجھ کو ابھی تھویر پشت آئینہ
 اب آیتنہ کرے تدبیر پشت آئینہ
 فسر طرطوطی تصویر پشت آئینہ
 نور روئے شمس ہر تنویر پشت آئینہ
 کیسے اب سیاب کو اکیر پشت آئینہ
 ہوں نگاہ وید تصویر پشت آئینہ
 بول اٹھے گا طوطی تصویر پشت آئینہ
 شکل جو ہر یہ نہ نکلے تیر پشت آئینہ
 بنگی ظالم شب تصویر پشت آئینہ
 آفتاب آسا ہوی تنویر پشت آئینہ
 ہر غزال چشم آہو گیسر پشت آئینہ
 پیش اسکن کرون تحقیر پشت آئینہ
 بنگی شمع شب تصویر پشت آئینہ
 پیچھے پرچوئی شب تصویر پشت آئینہ
 دست کو تہ کیوں ہر منگیر پشت آئینہ
 جو ہر آیتنہ ہر زنجیر پشت آئینہ

آب روانہ ہر سرے واسطے ہر سرے آنسو لو اوٹھا لیتے ہیں اوکے کی طرح ہر آنسو وادی دل سے چلے آبلہ بکرا آنسو	متوکل ہوں مجھے فکر نہیں مری کی نہیں منظور ہو کر تمہیں رسوا کرنا تو بھی امیر خار مرثہ صورت نشتر ہو جا
---	--

کو چہ زلف میں جانا ہر محال اسکو وزیر
بن گیا آبلہ پائے نگہ ہر آنسو

آب آہن سے ہر منظور نہ سانا مجکو صبح کا چاک کیریاں دکھ سانا مجکو مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو	کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجکو ہجر کی شب ہر جنون جوش میں لانا مجکو لیا جان و دل و تاب تو ان کو
ہو گناہوں سے توجھ لاسود ہو	کسی مومن کا دل نیک نہ یارب ہو

روایت ہائے ہوز

۱۷۸

۳۲

سیدھی ہو جائے ابھی تقدیر لپٹ آئے بخت اسکندر ہوے تقدیر لپٹ آئے تم ہو آئینہ تو میں تصویر لپٹ آئے معجزے کھلاے گی تنویر لپٹ آئے روز سنہ نالہ اشک لپٹ آئے آہ اپنی بھی ادھر تیر لپٹ آئے پیش آئینہ کروں تقریر لپٹ آئے	گراولٹ کر دیجیے تصویر لپٹ آئے دیکھتا ہوں وہ برہمی تصویر لپٹ آئے حکم ہو تو پیچھے سے لپٹوں میں چھٹی کی طرح ہاتھ کیا رکھا کر امت کی دید بیضا کیا کیجیے داخل دل بتیا بار کی عرض منہ پائینے کے پڑتی ہو اور دھڑکتی یار کے منہ پر کرو نہیں آج صوف لپٹ آئے
--	--

آہ کھینچون تو بہائے ابھی پتھر آنسو
 اویجنون بگئے طفلان ستمگر آنسو
 دم کر یہ یہ کس بحر لطافت کا خیال
 صد تہ کر دیتی کب اوٹھاتین گیر
 دوزخ نگہین تب می یاد آئین تو ہم نے لگے
 آب اوس تیغ بالی کی جو شامل ہو جا
 ہو کر ابر جنون خیر کو شتر درکار
 ہجر میں آتی ہو قتل کی صدا نالوں سے
 میں وہ میکش ہوں نظر آئین جو شیف خالی
 باعث لغزش پاہی اثر ضعف بصر
 کیا پسند اہل صفا کہ ہو بھلا آرایش
 مثل ابرو نہیں چلتی تری شمشیر نگہ
 روئے میں باد رخ و زلف آفتاب نہیں ام
 راز واری سے بنا آب سر شک آب گہر
 یار پوچھے جوئے شکستہ سو ہو بھی
 کم نہیں باد مخالف سے یہ پانی مجھو

نکل آتین شر رسک بھی ہنس کر آنسو
 ڈھیائے انکھوں کے لگا یا کیے شب بھر آنسو
 گرد و امان نگہ سے ہی بکدرا آنسو
 کیوں نہوں سرے سے ایجان بکدرا آنسو
 صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو
 تو ابھی صورت جو زاہد ہو ویکر آنسو
 آہ کھینچون تو بہائے مژدہ تر آنسو
 بہن جو شیف دل بیتاب تو ساغر آنسو
 روٹوں ایسا کہ بھرین عمر کا ساغر آنسو
 مانگتا ہری مرگن سے عصا ہر آنسو
 دیکھ لو سرے سے ہوتے ہیں بکدرا آنسو
 سر بکھن پنجہ مرگن سے ہی سر ہر آنسو
 بھول بہن نکو تو بہن آ نکو اختر آنسو
 استغین خشک ہی کر نہ سکا تر آنسو
 دست گل رنگ میں بجائیں گل تر آنسو
 مثل شستی نہ ڈلو دین تن لاغر آنسو

جستجو ضعف میں بھی ہو کسی ہر جا تکی
 منہ پر کیا آئے کا ہو جو حجاب رخ یا
 اوٹھ گیا کون جو کی آہ لب ساغر
 آگتی یاد دم گریہ یہ کن آنکھوں کی
 آبرو گوشہ نشینی ہی تو پھر ناولت
 چاہیے آتش تر جام بنے پانی کے
 بتلیاں حسرت دیدار میں یوں آتیں گل
 عشق خال وثرہ یار نے لی جان آخر
 لاکھ دربان ہوں رکتے نہیں ہاں بولے
 جو ہو سوا کن عاشق وہ چٹھے سولی پر
 نقد دل دے لب خندانے جو مانگے کوئی
 پانی پانی کیا ہے بے اثری نے اس کو
 پھیر دے گی مری گردن چھری موج
 رور ہا ہوں نہ پلا ہجر کی شب مر سانی
 کوئے قاتل میں اگر جاوے دل شیر پا
 پانی پانی ہوا کیا دیکھے تیرا رخ سرخ
 گردش چشم جو گوارہ بنے فرقت میں

لیے پھرتے ہیں تن اگر کو گھر گھر آنسو
 تو ردالین یہ ابھی سد سکتا آنسو
 گریٹے چشم بٹمی سے زمین پر آنسو
 ہو گئے سیرۂ بادام سے بہتر آنسو
 تھا گریہ کی بنا رشتہ گوہر آنسو
 کہ جا بون کی طرح ہو گئے ساغر آنسو
 جس طرح آنکھ سے ہو جاتے ہیں باہر آنسو
 تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو
 اونکی دیوار کو دم بھر میں کر رہا آنسو
 آئے مرگان پہ جو ہوا آنکھ سے باہر آنسو
 صورت غنچہ ہی مٹھی میں لیے رہا آنسو
 کیا تعجب ہر اگر آہ ہو لب پر آنسو
 آگئی لہر تو دکھلاے گا جو ہر آنسو
 ابھی آنکھوں سے نکل جائیگی بہک آنسو
 ابھی دیتی ہوا دے پاؤں نکلے آنسو
 مثل شبنم نظر آتا ہی گل تر آنسو
 طفل نادان کی طرح سو رہیں بل پھر آنسو

<p>آتی ہر اپنی شکل نظر کر کیا کلاکرون دیکھوں تو ناز کی سے اوڑھے وہ غبار خط دلوایا ہے ہو گئے ہیں ترے شاہان باغ بل بے صفا کہ چشمہ عینک بھی کر دو لو بنگیا ہی سائیہ قاصد سوا خط پانی بنے سفید ہو ساقی شراب سرخ</p>	<p>تم آسنے کی طرح سے پیش نگاہ ہو اس درجہ رخ پہ صدمہ گرد نگاہ ہو کل بچاؤ کر قبائلکین داد خواہ ہو دیکھوں شکم تو پشت کے باہر نگاہ ہو جائے جدھر وہ ساتھ یہ اشتباہ ہو بو تل فراق میں گاہ ابر سیاہ ہو</p>
--	--

۲۶

ساقی چلے وزیر ابھی تو بہ توڑ کر
گلشن عین بوتلون سے جوا بر سیاہ ہو

۱۲۶

<p>نہ بنے مثل حباب اب تو ہی گوہر آئسو کیا ہوا ضبط سے لو آگئے منہ پر آئسو صورت طفل پر یزاد بس آئسو تو نے ڈھکا کے سین غیر کو سا غر جو یا پوچھتے پھرتے ہیں ہر ایک سے فرقتیں پانی پانی ہوئے ہم جھگر کیونے دربان کی چل کے تلوار تری کی گئی کیوں روئے ہم رو دیا دیکھ کے تجھ کو تو نہوا آرزو حسرت بادہ کشتی کھتی ہو گریبان ساقی</p>	<p>اپنی قیمت نہ گھٹاؤ کہ نہیں کر آئسو نکل آیا ہر پسینے کی طرح پر آئسو ہیں عزیز اب مجھے آنکھوں کے برابر آئسو ساقیا بی گئے ہم آنکھ میں بھر کر آئسو ضبط کرتے ہیں کسے تھمتے ہیں کیوں کر آئسو چشم وزج نکل جاتین گے بنکر آئسو بنگیا کشتی شمشیر کا لب گے آئسو پیش خورشید نکل آتے ہیں اکثر آئسو جام می ہو جو گریست سب پر آئسو</p>
--	---

کیفیت او ہمیں بھی ہر جو ہم سے گناہ ہو
 مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو
 کا ہیدہ مجکود دیکھ کے وہ غیرت پری
 گرتا ہو پوست جسم بر بہنہ کا ضعف سے
 جھک کر غم بر بہنہ سری کو مٹاتے
 کیا ہیں بنی ٹھنی ہون مرگانی لپٹیں
 مر جاؤں میں ذرا جو مکد رہو مجھ سے یا
 احسان سے ابھی عرق شرم میں ہوں غرق
 موج و حباب وار نہ عریان ہوں کبھی
 فرما رہا ہر حق کہ میں رب غفور ہوں
 سو جھیٹ لٹی پشت نو دومی میں ایچوں
 پیدا ہوں تن سے جانتہ تن مثل موج آب
 نظر و نمین ہوں سبک تو میں جڑ جاؤں باہر
 بیتاب روح ہی ترے نظارے کے لیے
 جیسے بیاض چشم میں ہی جلوہ گر بصر
 کہتی ہو انکی پر تو رخ سے حیا ٹھہر
 دیکھیں جو آنکھ اوٹھا کے وہ مجھ ناتوان

بوتل ہو میکشی سے اگر دل سیاہ ہو
 امی جان لگ دون نہ تیغ نگاہ ہو
 کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو
 پکڑی کا بیچ موے سر بے کلاہ ہو
 جو آبلہ ہی پاؤں کا سر کی کلاہ ہو
 سر موجود تو شہتہ گرد سیاہ ہو
 خشکی میں آخر خضر مری کشتی تباہ ہو
 آتے جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو
 تن پیر ہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو
 اب میں ہوں بے قصو جو مجھ سے گناہ ہو
 پاؤں میں آبلے کی طرح سے کلاہ ہو
 سر سے حباب وار مہیٹا کلاہ ہو
 مجکوک دیا رکاتار نگاہ ہو
 مثل نگہ روان کہ میں آنکھوں کی راہ ہو
 یوں استخوان میں یار کا تیر نگاہ ہو
 جب تک کہ آنے سے نہ باہر نگاہ ہو
 خم ہوں مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

بچرم و بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر
 کھینچی تھی تیغ پر نہ نرا کتے کھینچ سکی
 مرہم جو سبز تمنے لگایا تو فائیں
 بانگ درا تو ہوتی نہیں ایسی لہر خرا
 جو ہو سکین وہ مجھ سے کرو ہو فائیا
 جز کہر با اوٹھامی کسی نے نہ میری لاش
 حسرت سے کیوں تپتے ہیں صیاد ویرام
 کھا کھا کے پان سپک جو پھسکی مزار پر
 اس درجہ کیوں ہی حرب خجافا جو خط آ
 خاموش اپنے در پہ مجھے دیکھو وہ شوخ
 ہی در میان میں تفرقہ پر وار گفتگو
 بہر جواب خط میں جگہ چھوڑی تھی کچھ
 پھر روکو جو جسم میں آنے کا اشتیاق
 بچپن ہو نہ جاتیں سب آتو دگان خاک
 تو مجھ سے سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر

کعبہ تری گلی ہر کسین کر بلا ہو
 قاتل کا کیا قصور جو میری قضا ہو
 بے آب تیغِ خرم ہمارا ہر اہر ہو
 ہمراہ قافلہ دل نالان مر ہو
 تا پھر کسیکو تم سے پیسہ روفا ہو
 کا بیدہ اس قدر کوی یارب ہو ہو
 ہاتھوں میں تیرے طائر رنگ جنا ہو
 اس کے شدید لب کا یہی خون بہا ہو
 دلوں میں قرار کہیں آگیا ہو
 کہتا ہے یہ فقیر کہ میں بنیوا ہو
 خاموش ہو تو لب کے کبھی لب جد ہو
 قاصد نے او سپہ خط غلامی لکھا ہو
 اوس نے مرے جنازے کو کا نہ ہا دیا ہو
 وہ چال چل کہ جس سے قیامت پیا ہو
 دیکھو تو کیونکر آنکھ تری سرمہ نہا ہو

تاریک ہو گیا ہی نظر میں جہان ویر
 آنکھوں میں اوسکے غیر نے سرمہ دیا ہو

حسد سے سمجھے ہیں کج فہم دشمن مجھے سمجھو کو
کسی کی ننگس محمور کی گردش جو یاد آئی
مجھے وہ طفل باز گیر قیامت یاد آئے گا
گلا کاٹا جو منے کیا ہی بخش ہو ہو دم کلا
سدا قائم مزاجوں کو ہر نفرت ہرزہ کر دے
نکل جاتا ہوں اپنے پرہیز سے زار السیاق

لسان تیغ قاتل جانتے ہیں اہل جوہر کو
برنگ شیشہ مورو کے دیکھا دوسرا غرو
سوانیرے پہ جب دیکھو نگا میں خوشید مجھ کو
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پر واز مجھ کو
روان ہوتے نہیں دیکھا کسی نے اب گوہر کو
ہوی تشبیہ بولے گل سے میرے جسم لاغرو

۱۶

ولہ

۱۲۳

دشمن بھی اپنے دوست کے یارب جدا ہو
صد چاک ہو وہ دل کہ جوہر آشنا ہو
وہ صید ہوں کہ پرچہ میں اور اڑ سکا ہو
بعد از فنا زین سے نہ اوٹھا مر غبار
کرتی ہی اب تک جو لگاؤ تھا میری
مر کر بھی اوس گلی میں ہم نہ چین یا یہ
مے یار فوق کب ہی شراب کباب سے
خون جگر پیا نہو جس نے وہ مریے
ہم خاک میں ملے تو ملے غم مگر ہر
رسوائی کا بھی چاہیے چشت میں کچھ خیال

قطعہ

نا آشنا کو بھی الم آشنا ہو
بھوسے وہ آنکھ جس سے آنسو گر انہو
یارب مجھے کہیں پر ماہی ملا نہو
ایسا کوئی کیسی نظر سے گر انہو
تسمیہ می گلے میں لگا رہ گیا نہو
خاک اپنی جب اوڑھے تو او دھر کی نہو
پرو نہیں ہر اب مجھے ساقی ہو یا نہو
کھاتے وہی کباب کہ چوہل جلا نہو
ولین ترے غبار کہیں آگیا نہو
وہن جو چاک ہو تو گریبان بھٹا نہو

جو میں خونریز ظالم آبرو انکی نہیں جاتی
مزار کشتہ تیغ جفا معلوم تا ہوئے
پس از مردن مری گشتگی کا ہوا شریقی
صد آسنے لگے امیر ابد و اللہ اکبر کی
چمن میں دیکھ کر جو بن گلے شیشہ محو کا
ہمیں سینگ طفلان کم تھا پارس او و
یہ کسکے گوہر و نفا سے اسے ہسری کی گئی
پہن لو او بتوزنارت بیح سلیمانی
ہرک پروانہ بھی محفل میں مستوں کی طرح
ہو نا لان صوت ناقوس میرا گنبد بدفن
کیا شرمندہ مشکووفے کھلا دے عارض
برنگ ساغر لہیر و تاہو جو سنتا ہر
عوض ہر و انوکے تربت پتھر عند لیان
نکل جائے وہیں گریا تھیں لو سینگ حشت
یہ کون آیا تھا گھر میں جو دماغ اپنا فلک تھا

کبھی ہوئے نہ دیکھا خشک تھے آب آہن کو
سیر کے پھول لازم ہیں چڑھانا میرے شبنم کو
جو کھیں سینگ بدفن آب گردش ہو فلاخن کو
بجائیں کا فر الفت جو ناقوس بہن کو
خجالت سے جھکا لیتے ہیں طاقوس اپنی گونگو
طلائی کرو یا خون گلو نے طوق آہن کو
ملا یا جو خدا نے خالکین سیر کے معدن کو
رکھو راضی اسی پر دھمیں ہر شیخ و بہن کو
نگاہ مست ساقی کر دے مینا شمع روشن کو
نہ بھولا خاک ہو کر بھی مینا طفل بہن کو
بنا پروانہ امیر و چراغ صبح روشن کو
بجا ہر قلقل مینا کہوں گرا پنے شیون کو
کیس نے پھونکا گونگ سے کیا گل شمع فون کو
شریچے میری بمضون کیا نام فلاخن کو
سمجھتے تھے چراغ خانہ شب بھراہ روشن کو

کروں گریں خیال کیسے شبرنگ میں آہن
وزیر اکدم میں گل کروں چراغ صبح روشن کو

وصف من شیرین و مالون کا لکھن گری وزیر

۱۲۲

نیشکر دم میں بسا دون کلاک کو ہر بار کو

۳۱

بنے گلشن جلا دون آہ سوزان سر گلشن کو
وہ بلبل ہون جلا دون آہ سوزان سر گلشن کو
جلیند رنگ سے گل سنتے جاتے ہو گلشن کو
ہمیں بکسیں سمجھ کر پھول اگر لاتا نہیں کوئی
جنون ناؤ سننے سے کیا غفلت پیشہ آگہو
ولانا جنس کی صحبت بھی طر فہ گل کھلاتی ہو
غبار دل عوض اشکو نکلے نکھو نسے جو گرتا ہو
ہے سیلاب شہک ایسا گلے تک پانی آلوںچے
مجھے دیوانگی نے جذب قناطرین شاہر
مسی آؤ وہ لب میں آہ کیا ہی جلوۂ فدا
بتائے ہیں جو مجھ وحشی کو انگی کے اشارے سے
نہو جب تک سحر کب آفتاب مرا ہر رو نکلی
کہا قصہ جو قاتل کے لباس عفرانی کا
سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک شہن ہو
ہمارا آتے ہی اسی وحشت بیان تھک پرائیں

کہیں بس خوشنما سوختہ پھولوں کے خرمن کو
شربت ہوشاخ نخل طور پر پشال خنشین کو
جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولوں کے خرمن کو
صبا سے آمد گل کر دے ہماری شمع فتن کو
نہ جاگا پارے خفتہ سنکے زنجیر و نکلے شین کو
کرے نیرنگیان الدین اگر پانی پہ وخن کو
جنون نے دامن صحرابنا یا میرے دامن کو
بنا وطن حلقہ گرداب دریا طوق گردن کو
گلے سے خود لبٹ جا جو لاتین طوق اسن کو
بھرا ہوا برنسیان نے گھر سے اپنے دامن کو
مٹاوا بچپن سمجھے ہیں لڑکے طوق گردن کو
اولٹ دون کام کر کر تو چھپا کر رو شکو
ہنسایا خوب سناہنے وہاں خم سوزن کو
کہ جلا پر تو مہنگیا ہر چشم سوزن کو
بھرا ترکان نے میرے پتھر شے اپنے دامن کو

شکل قمری اسکے خوشی طوق میں پہنی ہو
 دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہر احسرا
 داغ مسہ کو دیکھتے تمثیل دل کے داغ سے
 ساغر منستے میں ساقی بہکنے پر ہے
 اپنے کو چہ میں مجھے دے تو وہی اثر
 غنچہ گل مشک نائے بنگلے امی عندلیب
 ان بتوں کے ظلم سے دشمن جو اس کفر کا
 عقد رستی میں بھی ساقی رہا با ادب
 ایوب کا فر تجھے دیتا ہوں گل مثال
 میرے ہر اک زخم تن کو اس نے تخذان کیا
 دیکھ کر تیرے مریض عشق کو بوجے طعيب
 زبرد یوار صنم بیتاب ہوں بجلی کی طرح
 بل نکر ہر جم و حسیوں کے آگے ای شاخ غزل
 مثل قمری دار پر منصوب حق کہتا رہا
 حال بتیابی گریہ سے ہو مثل برق خط
 ہم وہ ہیں دیوانہ برق تجلی امی کلیم
 ہوں مسلمان بوسہ لیلیو کا بھی امی امین

اس لیے کہتے ہیں شاعر سو قامت یا کو
 کس نے بتلایا یہ پرہیز اس بیمار کو
 باندھے اشکے وان ہر کو کب سار کو
 قفل سینا جو کہتا ہوں تجھی گفتار کو
 باغبان باہی ہمیشہ دیتے ہیں گلزار کو
 جب صبا لاتی چمن میں بوسے زلف یار کو
 ہو گیا ہر موئے تن نشتر گ زرار کو
 سجدے کرتے جاتے ہیں ہم خاہ خواہ کو
 باندھتا ہوں عین گ گل شستہ زرار کو
 زعفران کا کھیت کیسے تیغ جو ہر دار کو
 ہم پیام مرگ کہتے ہیں اسی آزار کو
 اسی مژدہ تو ابر کر دے سائے دیوار کو
 بیچ میں لائے ہیں اپنے ہمتور لطف یار کو
 عاشق قامت تھا سمجھا سر جو لب کو
 نامہ بر اپنا بناؤں ابر وریا بار کو
 طور کردین آہ التبار سے کسار کو
 ای بتو مصحف کہو گے تم اگر خسار کو

یہ وہ شب ہے جو نہیں بھاری کسی بہار کو
 اب عوض طوطی کے بلبل کیسے خطا کر کو
 بس اوٹھا رکھ طاق پر ایسا اب تلوار کو
 مثل پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو
 زور انسون سے کیا خاتمہ ان مار کو
 چوم کر لیتے کشتہ ہاتھ میں تلوار کو
 آگ لگواتے تری اس گرمی بازار کو
 ابرو خونریز تو بھی کھینچ لے تلوار کو
 کرو یا ہی ٹکڑے ٹکڑے دامن کھسار کو
 اسی جنون صحرا کو کھینچے مجھ پہ تنغ خار کو
 ای گلو ہنستے تھے کل خار سے دیوار کو
 آبلہ پروانہ ہو دیکھے جو شمع خار کو
 ہی ہمت ناساز آبلہ وہو اہیسا کو
 کرو یا ہی شکل سبہ رشتہ زمار کو
 باندھتا ہوں میں تو مضمون ہان بار کو
 یا آئی رکھو سر سبز اس مرے گلزار کو
 دیدہ ہر آبلہ سمجھا ہی شرکان خار کو

رحمت جان کہتے ہیں عشاق زلف یار کو
 باغ سے تشبیہ دیتے ہیں گل خسار کو
 دیکھ کر خورشید کا نپا ابرو خدا کو
 گر کر رون روٹن چہ رخ آہ آتشبار کو
 حلقہ کیسو کا مضمون ہاتھ آیا فکر سے
 کیوں نہ ہو ہموادب اوس ابرو خدا کا
 غیر دیکھیں جلوہ تیرا ہم جلیں ای برق حسن
 بر چھیان مار میں نگاہے ہر شرہ لاکھ تیر
 اس مری دیوانگی پر اسی جنون پتھر پرین
 کون غیر از آبلہ اوس دم سپرداری کے
 لاغری سے آج ہم دوشن ہوا پر پھر لیتے
 اس قدر ہی کاٹے چھنے کی کف پا کو ہوس
 بیچ دل افزون ہو ہی میرا شک آہ سے
 توڑ کر سو بار وی ہوا اسی جنون پہنے گرہ
 کون کہتا ہی نہیں آتا ہی عقاد میں
 داغ گل نالے میں بلبل ٹھنڈی ہاں سین میں
 پاؤں کے چھالے انھیں دیتے ہیں آنکھوں پر جگہ

<p>مثل سایہ سرور ہا مال دیکھو تو خرام خاکین لمباؤن پراوٹھون نہ مثل نقش پا میرے نالو کا اثر باقی ہے بعد مرگ بھی یا و آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھے وصل کی شب آج ہے کہ صبح ہوگی تاہر دل میں اپنے اب تصور اسکا کیجئے اند دلکھ سینے سے کے آنکھوں میں لایا جو شل ہاتھ آنا ہے کے مضمون دہان یار کا جوش گریہ سے یہ خطا کھنے کی جب صلی خامہ زنجیر سے نکلا صد اکی طرح میں ٹکڑے ٹکڑے طوق کو کو دین کی بیان بطور آمی ہو دشت میں اب یا و تباں سنگدل باندھے ہیں مضمون جو میں نے قلمت کے</p>	<p>پھول منے سے جھوٹے ہیں نہی و گرفتار کو جی میں ہو دکھلاؤن ورنہ ناتوانی یار کو موسے تن مشرب ہیں ہر اک نفس کے تیار کو بھاگتا ہوں دیکھ کر دین سایہ دیوار کو خوب سا تھا کہ رو کا چرخ کج رفتار کو عرش میں لٹکائے زنجیر زلف یار کو چاہیے نقل مکان کہ نہ یا ہر کمبیا کو توڑتا ہوں غنچہ مارستہ گلزار کو کاغذ ابری عوض نامے کے بھیجا یار کو ناتوانی نے کیا آزاد جسم زار کو تیرے جوشی حب بنین زنجیر کی جھنکار کو خوب روؤن منہ پہ لیکر دامن کسار کو عالم بالا میں چھتے ہیں مرے شہار کو</p>
---	--

۱۲۱	<p>پڑ گیا یہ غل کہ پوسف بکنے آیا ای و زمر سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو</p>	۳۷
<p>دوست شمعین میں برابر چرخ کج رفتار کو زیر بار ہو دیکھ لے گردش میں چشم یار کو</p>	<p>پھول دیتا ہے سر کو اور پھل تلوار کو ماہِ نو نے بھی چڑھایا چرخ پر تلوار کو</p>	

کر نہ پا مال خرام ناز اب گلزار کو
 یا جب کرتا ہوں لطف سایہ دیوار کو
 دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک
 دیکھے بندش صفائی کی جو کبھی صوف خ
 پھول جب جھڑنے لگے رنگین باغی سے
 آج ہی فرقت کی شب ایسی خفشتہ الم
 راز دار ایسا ترا مجنون صحر اگر دیوں
 مثل خاتم قرین طوق پیچے میرے ہاتھ
 جس بیاں میں ہوا میں گم رہا وہی شعور
 پاؤں کیوں پڑے ہیں میرے کیا ہوا نر و گنا
 کیوں نہا مجھے ظالم کی قسمت میں ہریش
 چشم جانان میں کیوں ہو ستر و نہالہ آ
 سب مجھ کہتے ہیں اب ہی برابر اند
 خاک باز می اقصیٰ کو نکو بجاتی ہست
 بندہ دور وازہ اوس گل گلد و امی بال شوق
 غنیہ و نرگس پہنچی آنکھیں نہ گیس کے پھول
 امی تو در پردہ ہم سے زائد و نکو بھی ہر عشق

پاؤں پڑتی ہی حنا موقوف کرتا کو
 ڈھونڈتا پھر تاہو نہیں جنت میں میرا کو
 مطلع ایجاد ہم کہتے ہیں اپنے یار کو
 باندھے سوچ سے مضمون لطف یار کو
 رنگہی حیرت سے بلبل کھول کر منتقار کو
 نیند آجائے ہمارے دیدہ بیدار کو
 مثل ماہی عمر بھر رکھوں چھپا کر خار کو
 لکھدے اب خط غلامی سر و قد یار کو
 کر دیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو
 پوچھتا ہوتی جو گو یا فی زبان خار کو
 دیکھتا ہوں آدن خندان لب ہو فار کو
 ناتوان ہی چاہیے رکھنا عصا بیمار کو
 سر سے پاتک کیلک زلف و راز یار کو
 اشک نکلے دیکھتے ہی خاک کوے یار کو
 عند لیون کی طرح اوڑ جائیے دیوار کو
 بگ نرگس کیسے امی گل ابرو خمدار کو
 صورت تبسم نہان رکھتے ہیں نہار کو

پونچے کر فریاد سے دست زلنیا داد کو
 کیا اڑا لیا او کے گلزار بے بنیا کو
 نقشہ موسے کے کھینچا تو بھو تھا کچک
 بہ مصفیہ و ڈھانپ دیا ہر نفس گد سے
 چھنک رہا ہوں کس قدر اللہ عز و جل
 لکھنے بیٹھو گے تو لا کھوں سر قلم ہو جائے
 حد قے کر کے سرو کو آزاداوس نے کر دیا
 کٹکے سر حاصل کی کیا ہی سبکدوشی مجھے
 ضعف کی تاثیر نے کھینچے ندی میری
 پائے مجنون جب کھینچے زنجیر سیال بن گئی
 جسم کیا او طفل مہر چوٹ لپ لپ گئی
 ہو چلی وحشت صریر ملک کی تحریر سے
 سبز خط دیکھ کر ہاتھوں کے طوطے اور

آئے چاک و امن یوسف مبارک کیا کو
 گل کو بلبل کر دیا ہر فاختہ شمشاد
 ہو گئی لغزش یکا یک خانہ ہزار کو
 رحم آجاتا ہی مجھ بلبل یہ جب صبا کو
 موم بن جائے اگر لون ہا تھہ میں فولاد کو
 پہلے بسم اللہ میں بسمل کیا اوستا کو
 کہد و قمری سے کہ آج آئے مبارک کیا کو
 سر گرائی کی دو معلوم تھی جلا داد کو
 رنگ رخ اوڑنے نے عاجز کر دیا ہزار کو
 خود بخود لغزش ہوئی یہ خانہ ہزار کو
 تازیانہ زلف کا کھلنا ہوا اوستا کو
 گا بہارا و طفل جنگلا ہو نصیب اوستا کو
 جانور صد بین چھوٹے دو کچاہ صبا کو

ولہ

۳۴

۱۲۰

چاندنی کہتے ہیں کسی سایہ دیوار کو
 شوق سے کعبہ کہوں میں ابر و خدار کو
 نمانہ مشکین بنایا روزن دیوار کو

اس تپ سے پوچھنا قاصد کان باری کو
 طوف رہتا ہوسد اگر دیش سے چشم باری کو
 جب صبا لاتی او دھرت سے بوزلف باری کو

منہ میں چکنان کی طرح پانی بھر آئے
 کیا تین لڑائی کی لب لال سے ظالم
 دل چاہہ ذوق میں ہی زلفون کو نہ بھولا
 مڑا ہی جہان تجھ پہ یہی قاتل عالم
 بابل کی بھلا پوچھتا کاہیکو کوئی بابا
 قمری کو اوسے دس ملاطوق اسیری
 یوسف کی طرح گر پڑے اسی کا خونین
 خوش چشموں کے مضمون کے منہ قلم بند
 بت کہتے ہیں کیا کیا مجھے سب یہ ہیں
 آنکھوں کو تری سرے کے دونا لگا رہیں
 تربت پہ مری آب دہن ہارے پھینکا
 مرنے پہ خوش چشموں کو مجھے ہی کاش
 یاروں نے پس مرے باندھ دیے ہاتھ
 مرنے پہ رہی ساتھ تھنے کی ورنکی

دیکھے کبھی یوسف جو تری چاہ ذوق کو
 دے لال کے مانند لڑا اعلیٰ میں کو
 افتادہ چہ یاد کرے جیسے رس کو
 اب زند بھی پہنے ہو پھر تے ہیں کفن کو
 صد شکر دیا نطق نہ غنچے کے دہن کو
 جس وز کہ آزاد کیا سر و چین کو
 دیکھے نہ خشب جوئے چاہ ذوق کو
 نیرے سے کیا صید غزالان ختن کو
 اللہ نے صد شکر دیا یا نہ دہن کو
 شاخین دین ڈال اپنی غزالان ختن کو
 بھولا نہ پس مرے وہ مجھ تشنہ دہن کو
 سبزہ مری تربت کا چرے ہیں دہن کو
 تھا خوف کہ ٹکڑے ٹکڑے جیب کفن کو
 دکھلا یا شب گور کو اور صبح کفن کو

جنہش نہ زبان کو ہو تو پھر بات نہ نکلو
 گویا تھی ہر گردش سے وزیر اہل سخن کو

۱۴

۱۱۹

دوست سب کہتے ہیں ہر قاتل کو
 نکلے قمری توڑیے کر ضیہ فولا کو

<p>لاؤن زبان پہ قصہ بوس مکنار کو پھولو نکا ہار کر دیا موٹی س کے ہار کو نقش قدم چراغ بنے ہیں مزار کو آنکھیں خدا نے دی ہیں مجھے انتظار کو سایہ مرا خجل کرے ابرو ہار کو ڈھونڈھیں فرشتے لیکے چراغ مزار کو</p>	<p>گرتو نہ بغل میں اوٹھاؤن یوہین مزار پہنا جو تو نے یار گیا یہ خوشی سے پھول تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہی گرتو نہ آنے موت کا میں منتظر ہوں تردہن اسقدر ہوں کہ اسی آفتاب ہتر بہر سوال آئیں جو مجھ نہ آتو ان کے پاس</p>
---	---

۲۴	<p>آئے ہیں میرے ہاتھ وہ مضمون آبدار نسبت نہیں وزیرِ دُرِ شاہ ہمار کو</p>	۱۱۸
----	--	-----

<p>غربت میں خدا یاد دلاتے نہ طین کو جھوٹا نہ کہیں جو بہری اس لعل میں کو آنکھوں سے ترمی سیکھ لیا طرز سخن کو اب سوزن عیسیٰ سے سیو میر کفن کو پھر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو بہرا ہو جس نے نہ سناتیرے سخن کو آئینہ دکھاتا ہے عروسان چین کو وحی شہم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو کہنا ہی بجا ابر سفید اپنے کفن کو</p>	<p>مر مر گئی بلبس جو کیا یاد چین کو لب پر تو نہ لا وعدہ خلا فی کے سخن کو باتوں میں لگا لوں گا غزالان ختن کو میں مر گیا ہوں دیکھ کے عجا ز سخن کو دکھلایا ترمی تیغ نے جو ہر کے چین کو اندھا ہو وہ جس نے ترا دیدار نہ دیکھا نقش قدم یار کی دیکھو تو صفائی ایبت دیا اللہ نے نغم البدل اس کا بجلی کی طرح لاش تڑپتی ہی ہماری</p>
--	--

اہل کل کہان نہیں مرے دے کا تذکرہ
 شاخین نکالوں سیکڑوں شاخ غزال میں
 ہر مجھ شکستہ بال کو پرواز کی ہوں
 گلبن کو رخ دکھا کے کیا دے سنئے عین
 اوڑ کر مرا غبار پڑے اوسکی آنکھ میں
 بے گنتی اوس قمر کے لیے بوسے رات
 گل ہستے ہستے لوٹ گئے میری قبر پر
 مستی نے تیری دانتوں کی برباد کر دی
 میری طرح جو غیر سے وہ آنکھ پھر لے
 چھو کر حنائی ہاتھ سے اوس گل نے غنیمت
 ہم مر گئے مگر وہی نازک مزاج ہیں
 وحدت اوٹھائے پردہ کثرت جو آنکھ
 دست طمع دراز ابھی شاخ گل کرے
 بولا ہوا کے گھوڑے لب بھی سوار
 برگشتہ نجات وہ ہوں جو دانہ مرا کرے
 ہوں بیدل غ خواب عدم نہ چونک اٹھوں
 وہ فی ہوں تیری وری لب سے فغان

سن لے صداے گرتیہ ابر ہبار کو
 دیکھوں جو تیرے سرمہ ونبالہ دار کو
 مرجاؤں میں صبا تو اوڑانا غبار کو
 منقار عند لب کہوں نوک خار کو
 دیکھے نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو
 دیکھو تو میری آرزو بے شمار کو
 یوں روی شمع دیکھ کے میرے مزار کو
 گرد پیتی گسار آبدار کو
 دون میں دعائیں گردش لیل و شمار کو
 روشن نگ شمع کیا شاخسار کو
 کوہ الم سمجھتے ہیں سنگ مزار کو
 پھر ایک اس چمن میں کہے تو ہزار کو
 دیکھے اگر چمن میں گل کفش یار کو
 دوش صبا پہ دیکھ کے میرے غبار کو
 گردش ہوتا سیا کی طرح کو ہزار کو
 خاموش کر صبا میری شمع مزار کو
 چپ ہوں جو منہ لگائے تو مجھ لنگار کو

<p>خط سنبل میں لکھیں گے راف با ناکلی صفت ای گل خرم جگر تیرا نشانہ کیا ہے جو گیا تیرے مکان میں پھر نہ نکلا عمر بھر پرورش طفلی سے پائی دامن کہ سار گرمیاں وہ غیر سے کرتا ہی میں ہر تین بنا دیا گیا ہی غیر سے مضمون غزال حشم کا ضعف سے مذکور خال لب گر ان ایسا بیقراری دیکھ کر میری کہا ہزاروں</p>	<p>سنبل تر کی سیاہی چاہیے تیرے بلبلوں نے اپنے پر بخشے ہیں اوسکے تیر کو نقش حب کا گھر ہو گیا گھر ترا تسخیر کو کوہ کو لیستان میں سمجھا شیر جیسے شیر کو آگ لگ جائے آگ ہی موت کی تاخیر کو اوس میں اب شاخیں نکالے کدواں ہو کر مہر خاموشی ہو میرے لب آفرین کو چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو</p>
--	---

۱۱۷	<p>شکل ابرو منہ پہ کھاتین یار کی تیغ دی و زہر صورت ثرکان جبکہ آنکھوں میں ہنسی ہے</p>
<p>بے چین ہو یہ دیکھ کے مجھ بے قرار کو رسوا جنوں میں بھی نکر و نگا میں یار کو دل میں جبکہ وہی یار نے مجھ کا سار کو جوٹی میں وہ لپیٹے ہیں پھولوں کے ہار کو حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجھے اوس گلزار سے کہو سر کامی منہ با مانند شمع بس مرے آنسو نکل پڑے</p>	<p>ہو منتظر صبح شب انتظار کو مجھ کی کی طرح تلوے چھپائیں کے خار کو شیشے میں اک پری نے اتارا غبار کو پھولی ہو شام کدو یہ صبح بہار کو گل کر دیا صبا نے چراغ مزار کو پھولوں میں کیوں بسا ہوا ہر مشک تار کو دیکھا جو چھپرا غ کیلے مزار کو</p>

<p>پھول منہ سے جھڑتے ہیں ذرا تقریر کو ہاتھ آتین مچھلیاں گھر بیٹھے ماہی گیر کو اپنے ترکش نے کمان کی طرح پھینکا تیر کو ہم چھپاتے استخوان کی طرح جوئے شیر کو وہ نشانہ ہونے آتے دیکھوں اسکے تیر کو</p>	<p>پستی ہی منہ دی چمن میں دیکھنا افتار یا اپنے شکونکے سبب دریا روان ہر گھر میں ہو آسمان کے پار گذرے دل نے ایسی آہ کی کوہکن تجھے نہ پہان ہو سکا اسرار عشق بہر استقبال جاؤ نہیں کہتی تیر آپ سے</p>
--	--

<p>۱۹</p> <p>بھوکے لاغر تیر کے مانند چھوٹے امی وزیر کیسے اب خانہ کمان کا خانہ زنجیر کو</p>	<p>۱۱۶</p>
--	------------

<p>ہی ٹھہرا شکل اب ترکش میں تیرے تیر کو پاسے خفتہ چاہیے اس خم اب کی تعبیر کو اب کوئی ہم چھوڑتے ہیں لطف کی زنجیر کو شعلہ دوست حنائی میں جلے شمشیر کو دیکھو امی وحشت ہماری خاک دمنگیر کو رور روشن دم میں ڈھکے در شب تصویر کو صورت کشتی بناوون میں خم شمشیر کو مثل پرانہ جلاوے جب چھوے کلگیر کو دام میں لاؤن کھا کر داند زنجیر کو رور محشر سنیو ہر ہر عضو سے تعبیر کو</p>	<p>دیکھو اوناوک فلک جذب دل نچر کو خوہیں دیکھا جانان ہو اٹھ سکے نہیں امی بری تو نے ہمیں وحشی کہا اچھا کیا منوے آتش دیدہ دم میں بال ہو تلو ار کا دام جانان جو چھوٹا دام صحرا لیا گر مرقع میں مے خورشید کی ہو شبیہ روون زری تیغ قاتل اس قدر دریا بہتے انہیں بھوکے سے بھلا امی شمع کیا نسبت تجھے ہاتھ دوس انگلیا کی چڑیا تک اونچ سکتا نہ جرم کیا کیا کر باہو غفلت میں ہو تو</p>
--	---

فوجواؤن سے تھی پایا کنار سپر کو
 ترجمہی نظرون سے ندکیو شاق لگا کر
 مارڈالا ڈھونڈم کر نظام نے ہم بھنچ کر کو
 ہون میں یوانہ مری تصویر سبھی تنگ چنے
 توند بوسے کا لیکن ترے دیوانے
 پڑتی ہر تیرے مکان پر ارجو کالی انگہ
 ہر زبان کی صاف جنبش متعجبہ
 مال اس غفلت کہ کاتما عیان وراست
 پڑ گئے ہیں سیکڑوں چچا جواخو غنچا خلق
 تو وہ ہر قاتل کہ تیرا وصف کر سکے لیے
 ہم وہ ہیں فرہاد ام شیریں اگر کہیں قہر
 دہن اوس گل کا جوا کا چہرے دکھانا ز
 جاکے شہری ستھوان پر جب لگائی تو زنیغ
 ہاتھ میں جوشی نہیں آتا تو اطفال حسین
 پاؤں پر دشمن گرے تو جان فکر میں ہی
 بارہا بجلی گرائی شعلا وارنے

اس کمان میں عمر بھر پہننے نہ لکھا تیر کو
 کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو
 چشم کیا سو فار کے بدلے ملی تھی تیر کو
 کہہ باکے رنگ سے لکھینچو مری رقصیر کو
 سر دیاشمشیر کو اور دست باز پنجیر کو
 کرد اماں نگہ مسنگوا ہی تھی تعمیر کو
 یار خوش آفریر کہتے ہیں مری تحریر کو
 خواب دکھا بعد پہلے سن لیا تعمیر کو
 کسکے خون گرم سے تو نے بھرا شمشیر کو
 منہ مارا خمونگو سیرے اور زبان شمشیر کو
 دودھیا پتھر سے جاری کوہن جھنیر کو
 دے اب ای بلبل دھاتیں خا دھنڈ گیر کو
 کیون نہ ہی قاتل ہا کہیے تر شمشیر کو
 لکھینچتے پھرتے ہیں پتھر پر مری تصویر کو
 مت سمجھو یہ جہاے شمع پرہ گلگیر کو
 لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

۴	غزل فارسی	۱۱۴
<p>کہ از نقش قدم پدیدت چشم انتظار من مگر در چراغ ازدواج دل سبھا تا من معاذ اللہ قدم گریز زمین شست غبار من بہ بیند کہ کسی آئینہ لوح مزار من بپای او رسد ای کاش این شست غبار من صفا با صورت آئینہ می ارد غبار من</p>		<p>بہ چین وقت رفتن حسرت دیدار من نگہ از دیدن و چون پر پروانہ می سوزد فلک اگر از فرط حرارت کورہ آتش بغیر از روی حسرت شکل نگیرد نظر ناید اگر از سستی بخت سہمند او نمے آید سبا و پای کو در لغزش آید کہ قدم نہ</p>
	متفرقات	
<p>موج بوی زلف کی ٹیری ہم پناہی نہیں کشتی محراب بھی لینے کو مے آئی نہیں</p>		<p>کیا ترا ہی غیرت لیلی میں جو آئی نہیں شوق میخوار میں باقی بہ جلا دریاے شک</p>
	ولہ	
<p>دل سے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہیں کہ آمد شد ہی سکی کو چہ منقار بلبل میں پھری چمن کی روش کو چہ گر گل میں جو میرا سنو و نکلے تاروں پیر ستار میں لہر سے اوٹھ کے کہیں ہم سب سو بکر میں ابھی لکھ رہی تھیں نکیسین گفت گو نکر میں</p>	<p>ولہ ولہ ولہ ولہ ولہ</p>	<p>نظرون سے دور رہنے کا پیار گلہ نہیں چلن انفاص کے ہیں اندون کو کچھ گلہ نہیں ہر تک بوی سکر و حی ایسی بلبل میں جدار و شکی لگے اگر سے چٹھیری تو امیر میں نڈا کو مان نہ امی مشور حشر سہو جگا جگا ویا مجھ سے تے میں سید بلغ ہو نہیں</p>

چپ کھرے ہیں بگئے ہیں نقش و لوار ہم
ساقی و مینا و ساغر ایک آتے ہیں نظر
روتے روتے ہجر میں سوچی ہیں حشران
عاشق ابرو ہوں کرنا ویدہ و دستہ قتل
انکھ کے ڈوروں نے تیرے کچھ تو نہیں دھا کر دیے

آؤ وکیور وزن لوار آنکھیں ہو گئیں
بادہ و حد سے کیا شہر آنکھیں ہو گئیں
جسم لاغر ہو گیا طیار آنکھیں ہو گئیں
جو ہر وفسے تجھ میں اتی تلوار آنکھیں ہو گئیں
اے صنم جو بائل نہ تار آنکھیں ہو گئیں

۱۱۳

پھر کیا وہ آ کے اب جا کے تو کیا حاصل فریہ
سو گئے جب بخت تب بیدار آنکھیں ہو گئیں

اوس شہم! ابلق کو کمان پاتی ہیں
جب آنکھ لڑاؤں تو وہ شرتی ہیں
ہوتی ہیں شب وصل ترسی دید کو پیدا
وحشی ہوں دم نزع ہو پتھر او کی حسرت
جاتا ہی طلب کرنے ہر اک لوح و کشتی

کیون کھوٹے قصور کیے ڈوڑتی ہیں
بوسے میں گان میں چھپ جاتی ہیں
تاروں کی طرح صبح کو چھپ جاتی ہیں
اطفال سر شک آؤ کہ تپ جاتی ہیں
دیکھو اگر دیکھ کے لہراتی ہیں

ولہ

میں کیا جہان دنگ ہے اس خلاق میں
شب سے جس کو موے کے خلق کہتی ہے
کیونکر نہ مردان کا ہوشک سکے خال
انگشت سرخ کب مسی آؤ دل پہ یہ

عارض نقاب میں ہو کہ قرآن غلاف میں
بس ایک رو نکلا ہے وہی جسم صاف میں
موے کر بنا ہے قرہ چشم ناف میں
پیدا ہوا ہے مرکز شجر کاف میں

بہ گیتیں بلکین برنگ خم می شکونکے حلقہ
 چشم بدو ورا نکو گردش ہو عجب انداز
 میرے پاؤں کی طرح ہسیات اب گروین ہیں
 عین ناوانی ہوا بفسے جو کھچے چشم شست
 تحت دل یاقوت ہیں آنسو میں قی آبد
 دو تو ہیں چشم سخنگو گرنہیں ہواک دہن
 عشق بہان دیدہ گریان نے ظاہر کر دیا
 ابلق چشم صنم کس ناز سے گردش میں ہو
 ہر کسی نے آنکھ حبیب الی گلوے صاف
 تول لیتے ہیں سد انظر و نہیں جس کو
 ہو تصور رور و شب کسک طلائی رنگ کا
 کہتے ہو سب دیکھتے ہیں تیری آنکھو سے مجھے
 چلیے اب صحرا سے کوہ یار نہیں بھلائیے
 پھول نرس کے بنائے کب ہاں عمارت
 ای خدا شاہد ہمارا تم و جہ اللہ ہر
 آپسا انکو بنایا عشق تیرا رہنے
 پیش تر گس ہاتھ بھیلانے ہیں شاخ و درخت

اتبوظ و غین گل بخیا آنکھیں ہو گیتیں
 امی پری آہوے خوش رفتار آنکھیں ہو گیتیں
 کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکھیں ہو گیتیں
 شکل ٹرکان پھر گیتیں ہزار آنکھیں ہو گیتیں
 آؤ دیکھو جو ہری بازار آنکھیں ہو گیتیں
 چپ نہر ہے قابل گفتار آنکھیں ہو گیتیں
 ہنسے کی جاہ لب اظہار آنکھیں ہو گیتیں
 عجب کاوی ہوئی ہیں ہزار آنکھیں ہو گیتیں
 ہنس کے فرمایا گلے کا ہزار آنکھیں ہو گیتیں
 پلہ میرا مری امی یا آنکھیں ہو گیتیں
 چشم نرگس کھیر ح زرد آنکھیں ہو گیتیں
 سچ کو غبار کی بیکار آنکھیں ہو گیتیں
 آبلوں سے پاؤں میں و چار آنکھیں ہو گیتیں
 یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھیں ہو گیتیں
 جب نگہ کی بت پہنچے چار آنکھیں ہو گیتیں
 ہی تیری تاز نگہ سو فار آنکھیں ہو گیتیں
 اکسکو دیکھنے کو جواب دے کار آنکھیں ہو گیتیں

<p>پانی پانی میں تیرے آگے حسیناں جہان اب بھی کہتا ہوں کچھ لکھا شوقی صہالی چشم جانان کی اگر دشت میں ہم بھولیں بسی آلود نہیں تیرے لب آتش رنگ متصف و وصف تو فسی ہیں ہر روز غار کھینچ کر اسکی قصا ویر کہے صورت گہ لکھ دیا ہوں سیکھنے پہ شہاوت نامہ</p>	<p>دست پاتک عرق شرم سے فوار میں پشت قاصد و لانا مون کے پشمار میں وٹھیلے آنکھوں کے ہمیں آہوں کے مار میں اپنی نظر و عین ہوا ان حار نگار میں پھول خود شبنم میں جلا دینے میں نگار میں یہ کسی مصحف خسار کے سیار میں صنعتیں کہیں ہیں تیرے نہیں بار میں</p>
--	--

۱۱۲	<p>الف چاہ زرخدان میں لایہ غریبوں و زمر روزن مور می نظر میں انداز میں</p>
-----	--

<p>عاشق زلف و رخ دل آرا نکھیں ہوئیں رخ پلکین ہوئیں خوبا نکھیں ہوئیں دیکھ کر محو جمال یار آنکھیں ہوئیں آئو ام و اشک اب بنے لگا ہون گرم لو گتیں تم سے جو نکھیں ہو گئی اکیلا صراح کشتی مولے کے اس قاتی پونج بہر خدا ہو تصور بسکہ آنکھوں میں خط خسار کا ایوب کا فر ہو جس بے عیب ات اللہ کی</p>	<p>بتلا کے کا فر و دنیا آنکھیں ہوئیں دیکھ لو اب خرم و مند ار آنکھیں ہوئیں جامہائے شربت دیدار آنکھیں ہوئیں بھیجیو پانی آتشبار آنکھیں ہو گتیں کیجیے دو تین باتیں جا آنکھیں ہوئیں بے ترے محفل میں دریا بار آنکھیں ہو گتیں آئے کی طرح جو بہر دار آنکھیں ہو گتیں لب ترے عیسیٰ ہو بیار آنکھیں ہوئیں</p>
---	--

خط پہ خطر روز بہا کر اوسے پونچا تو میں
آب جاری کیا اعجاز سے امی بحر کرم
مصحف رخ کو وہ کھلا تیرا گرتیوں
ہاتھ اگر چھوئے سچاں جا پیدہ بنا ہو
رونگے کب ہیں ان آئینوں میں بڑے بال
پشت پر جو سہر خم ہے ہونے کی طرح
روبر و رتی ہے تصویر تصویر شب و رو
و یکسر تجھ کو حسین کٹے ہیں جھوٹے بناؤ

اشک کا ہیکو میں ڈیا اک کی کڑی میں
او گلیاں کجا ہیکو میں لو کے فوارے میں
نئی بھیتی مجھے سو جھی کہوں سیار میں
لعل لب اوس بت کا فر کے وہ نگار میں
ہاتھ انو پہ کبھی ریا نے دے مارے میں
چار بھول اوس کے تمہیں بھونکے پشتار میں
اتوبے منہ خلیق آپ کے نظارے میں
کنگیاں کہے تے نہیں سر پہ وہ ان آر میں

دل پہ جو کد رمی خبر شکون دی کے وزیر

۱۵

لائی خلعت رومال یہ ہر کارے میں

۱۱۱

سب کو خسار محظایہ تیر کیا ہے میں
منہ نظر آتا ہر آئینے وہ خسارے میں
زہر ان کا انہیں ایسا ہے جو دیکھے مر جا
شاد ہوں وصل میں کیا شام کی لو بیت سگر
صورت چشم ہر اک عضو بدن گریاں ہر
آہ میں دکھا غبار شکون میں ہن بخت جگر
منہ چھپائے ہوئے ہیں ناز سے طفلان حسین

بید ہندو کو مسلمان کو سیارے میں
اپنی بھی دیو ہر اورنگے بھی نظارے میں
سیکر ڈن باناتے گے کیسو وچ مارے میں
کوس حلت ہی بس صبح کو نقارے میں
رونگے جسم میں کا ہیکو میں فرارے میں
باد میں خاک ہر اور آب میں انگارے میں
ای معلوم بھی جزو ان میں سیارے میں

پھری ہی فرقت جانان میں چشم و خضر
 ندیکھا نقش قدم کا صد پانہ سنے
 برہنہ رہتی ہی شمشیر ابر و قاتل
 بندھیں وہ ہاتھ حنا سے کیا چرن سے ^{شہید}
 نہ داغ و دوشب فرقت کا دنگو نام نہ
 جگر سے سینے سے دل سے گزر گئی مین
 ستارہ فلک حسن کہیے کم سن ہی
 پھرے طلب میں جو دنیا کی وہ نہیں آ

یہ گردش آنکھ کی ساقی ہو دو عالم نہیں
 سمند عمر سا کوئی سبک خوار نہیں
 مثال تیغ اجل حاجت نیام نہیں
 کچھ اور یار سے منظور انتقام نہیں
 ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہیں
 تری طرح تری تلوار کو قیام نہیں
 ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہیں
 مثال مایہ جو گردش میں ہوا نہیں

نہ خط مصحف عارض کا معقد ہو وزیر

۱۶

حروف جس میں ہوں اللہ کا کلام نہیں

۱۱۰

ہی غلط کرتے دانتوں کو مہوں گے میں
 اپنی ہستی میں تو آنا فنا سارے میں
 کیا ہی ہر جا آئی حسیناں جان سارے میں
 واقعہ ہونٹوں کا بدلے گا نہ مٹی یلے
 بادشاہوں کی طرح پھرتے ہیں ٹنگے دیتے
 چھپ چھپ میں خط شبرنگ سے خسار میں
 ساغر چشم کے سو دینے پڑینگے بوسے

کہ میں مصحف ناطق ہی یہ سیارے میں
 شام کو ذرے ہیں اور صبح کو تارے میں
 یہ وہ آخر ہیں کہ ثابت نہیں سارے میں
 ہونگے یہ قندسیہ تو شکر پارے میں
 خار باجوب ہیں اور بلبلے نقارے میں
 دن ہی کم شام کے آثار عیاں سارے میں
 شیشہ دل ابھی توڑا تو یہ کفارے میں

<p>موشط تو اس بزم میں مدام نہیں چمن میں طائر نکلتا ہیرام نہیں نگین وہ ٹوٹے محبت کا حسین نام نہیں مدام وزیر قیامت کو بھی قیام نہیں تو مرغ جان کے لیے ہر اس سے دام نہیں مگر شراب یہ ہم مشرب حوام نہیں</p>	<p>نہ نفس ولائی کا تج کو غار بادۂ عیش پھنسے نہ قید تعلق میں جو کہ ہر آزاد وہ دل ہو چاک نہیں عشق کا نشان حسین رہے گا ہجر کا دن کب کئی اگر شب وصل بنے جو بال کا پھندا تمھاری تیغ کا بال محو و آتش کفر و دین سے خلق ہر مست</p>
---	---

۱۸	<p>پکارا اپنا گدا کہلے عجب کو امیر شہ حسن فقیر ہوں ترے در کا وزیر نام نہیں</p>	۱۰۹
----	--	-----

<p>مگر یہ حشر کا دن ہو کہ جسکی شام نہیں ہو سحر کی نہیں آرزو شام نہیں نماز ختم ہو جب تلک سلام نہیں مگر یہ عیب ہو چلتی نہیں خبر نام نہیں کیا جو بندے کو آزاد پھر غلام نہیں قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہیں کچھ اسکو گردش ایام سے بھی کام نہیں وہن وہ تنک ہر گنجائش کلام نہیں کہ خوفشان مے دل کا کباب غام نہیں</p>	<p>عذار یار پہ زلف سیاہ غام نہیں فراق یار میں دو لو سے ہو کام نہیں ولاے کتبہ ابر سے منہ کو کیا پھیر وں یہ سیف آپ کی مثل پر سی سحر کہو نہ سرو کو اک زر خرید ہو اپنا نہیں اعادۂ طاعت کو پیشو اور کار کسی طرح شب فرقت بسر نہیں ہوتی جو او سنے بات نکی ہو گیا مجھے اثبات بجھی ہر آب سے کیا تیری تیغ تیز کی آنچ</p>
--	--

<p>ہاتھ میرا می گل ترسو کھل کر کاٹنا ہوا ضعف نے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا دونوں اپنے کام میں ایمان جان بھر دین دوش پر کھا اولٹ کر کسے دامان قبا تھکے آنکھوں میں آنسو آتے ہی پلنے داغ اونکی لفون کی طرح ہر عضو دشمن ہو گیا</p>	<p>نہی ترے دامن کے چھتے جانے راتیں خار و منگیں انروزوں ہر خار آستین روح دامن کے تصدق دل شائستہ ہو گئی دامن کی کلیوں سے بہار آستین دیکھنا کیا کر رہے ہیں انتظار آستین بن گیا ہر آستین میں ہاتھ ہر آستین</p>
--	--

<p>۱۰۸</p>	<p>دامن گلزار ہاتھ آیا ہر اپنے امی وزیر اشک گنگون سے ہر انروزوں بہار آستین</p>	<p>۱۶</p>
------------	--	-----------

<p>جو خاص بندے ہیں وہ بندہ عوام نہیں بجلا ہو کیا دل زار ہیں بغولفت حق گلا ہر چشم سخن گو سے خامشی کا بہین تو آفتاب ہی زلف سیہ نہیں تو نہو عزیز عاشق گننام کا ہر دل اسکو بس ایک ہاتھ میں دھو کر بڑھ دو گاہ عشق یہ سر حجاب کا ناہی منہ پھیرنا ہی بالغ دید وہ مجھ پر نہ لگے جو میرے دیر سے قتل فراق یار میں دست سب لوڑا تو ہیں خا</p>	<p>ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہیں کبھی جلانے کے قابل چراغ غلام نہیں دہن کے ہونے نہ ہونے میں کچھ کلام نہیں چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہیں نگین ہاتھ میں کتنا ہی حسین نام نہیں جو بے ناز ہو وہ قابل سلام نہیں مری ناز میں سجد نہیں سلام نہیں آہی اسکے سوا اور ثقہ نام نہیں یہ گرو باد ہو گروشی میں اپنا جام نہیں</p>
---	---

ای سیاحتی می زلفون کی درازی دیکھ کر
آسمان پر بھی سیہ بختی میں ہی میرا دماغ
کہہ رہی ہو آسمان سے یار کے گھر کی زمین
بٹھنا کیسا اوجھڑا یا اوجھڑا ہی ہوا
اللہ اللہ کیا ہو اوسکے پاؤں کی ٹھوکر کا لطف

کستی ہی عمر خضر میں کیسو کوتاہ ہوں
خال سے مہر ہوں داغ جبیں باہ ہوں
طور ہوں صحرا سے ہیں بون تجلی گاہ ہوں
دن جو ہوں توجہ مختصر ہے جو ہوں کوتاہ ہوں
ہی سیراک بت کی تمنا کا شش سنگ راہ ہوں

روز محشر سے روز یافزون ہر اس کافر کا طول
اب بھی کستی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہوں

۱۰۴

کوہر اشک کے لبر نیر ہی سارا دامن
ای جنون باد بہاری ہی نہیں چن چن میں
وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو رہے
ہما مہ چین نے نہیں یہ بھولا چنے نرس کے
بہت ای دست جنون تنگ نظر آتا رہے
خوب پوچھا دیا ای دست جنون ہاتھوں
آمد آمد مرے اشکو نکی مگر سن لی ہے

آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن
کچھ گریبان سے کرتا ہر اشارا دامن
پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
سیکڑوں آنکھوں سے کرتا ہر نظارا دامن
باندھ دے دامن صحرا سے ہمارا دامن
مل گیا آج گریبان سے سارا دامن
جھاڑ کر گرد جو صحرا نے سنوارا دامن

ولہ

۱۰۵

مثلاً اشک اک روز دل پہ گانہ آستین
ای صبا پوچھا ہے ہاتھوں ہاتھ دست یار

تیر دوستی ہی تر اہر ایک تار آستین
خاک و منگی میری ہو غبار آستین

<p>کیسے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے مرون تو شیشہ ساعت میں ہری خال بھر وہ مست ہیں کہ دم مرگ بھی دعا ہو یہی سواے روزمرے میکے میں ات کہا</p>	<p>شراب سنج پہ ڈالی گلاب شیشے میں فلک دکھائے مجھے انقلاب شیشے میں ہماری روح پہ ہوئے عذاب شیشے میں فلک کی طرح سے ہو آفتاب شیشے میں</p>
--	---

۹

ولہ

۱۰۴

<p>میرے نالو سے تہ وبالا ہوئی اکثر زمین ہو دیا راہ رو کا بس یہی قاصد نشان کس طرف جاؤں کہ ہوان دو بلاؤں سے بچا باری باری یہ مجھے عسپین برنگ آسیا مثل خورشید آسمان جلتا ہوا گرم سے جس جگہ میں دفن قاتل تیرے مکران کے شہید سیکڑوں اس میں گئے محبوبے رشک ہر آتش فرقت سے عالم کو زہ آتش ہوا عشق خال یار نے ایسا کیا زار و نحیف</p>	<p>زیر پا آیا فلک او بار بار ہا سر نہ زمین آسمان مجھ کو فطر آتگی و انکی سر زمین آسمان گھر گھر ہی ہو اور یہی گھر گھر زمین آسمان دن بھر ہے گدو شہین شہین بھر زمین کانپتی ہو ٹھنڈی سانسو کے مری تھر تھر زمین وان عوفن ہر یکے پیدا کرتی ہو نشتر زمین رکتی ہو آغوش میں کیا کیا پری بکیر زمین آسمان ہو دو دم اگلہ زمین اور مجھ زمین بیٹھ رہنے کو مے کافی ہو اب تل بھر زمین</p>
---	--

۸

ولہ

۱۰۵

<p>میں سراپا منظر اسم خدا و اللہ ہوں کس طرف جاؤں دکھا دو یا محمد راہ حق</p>	<p>ہم صغیر و اس حین میں مرغ بسم اللہ ہوں یاں ہر اک گمراہ کتا ہو میں خضر راہ ہوں</p>
---	---

ہونہ فوق میکشی یاساقی کو شراب سے
 آئینہ عارض نہیں یوسف ہر دکھلا تین بہ آب
 خط نہیں انہر قیامت کا ہر کچھ تحریر حال
 کون بھاڑے گا گریبان آئی گرفتار ہوا
 مشورت کچھ قاتلوں میں ہر ہمار قتل کی
 ہر گ تار گریبان سے ہوا جاری امو
 چل رہے ہیں پاؤں کے بچھو بچھو ہنگام قص
 ایک ہو تو کہیں میں سیر کے سب مشتاق قتل
 اپنے یوسف کو مے یوسف سے تو نسبت نہ

شیشے نازک میں بہت زاہد کی تہر اور نگلیاں
 کاٹ ڈالینگے ابھی حضرت سکندر اور نگلیاں
 پاس رکھتے ہیں بیاض صبح محشر اور نگلیاں
 تل ہتیلی کے بنیں امو ضعف گھلکھ اور نگلیاں
 بی طرح اوٹھنے لگیں ہیں جانب سر اور نگلیاں
 کرتی ہیں امو بہت وحشت کا نشتر اور نگلیاں
 کرتی ہیں خنجر نیریاں ہر ہر قدم پر اور نگلیاں
 ہاتھ باز و پاؤں سینہ دل جگر سر اور نگلیاں
 امو زلیخا اسپر کھٹتے ہیں و سپر اور نگلیاں

شعر تر لکھے ہیں وصف ساقی کو شراب میں آج

۱۰

انیوزیر ایتو میں موج آب کو شراب اور نگلیاں

۱۰۳

پری اوتاری ہو اپنے حساب شیشے میں
 ہوا ہر صرف کسوف آفتاب شیشے میں
 بغل میں ماہ ہوا اور آفتاب شیشے میں
 پری کی طرح سے کرتا ہر خواب شیشے میں
 نہان ہوا آٹھ ہر کیوں شراب شیشے میں
 پری کی طرح نہ ہوا مست خواب شیشے میں

بھری ہو تو نے جو ساقی شراب شیشے میں
 نہیں نمود یہ درد شراب شیشے میں
 ہو پاس ساقی مہوش شراب شیشے میں
 سوائے شیش محل وہ کہیں نہیں سوتا
 غروب چاہے پر آفتاب بہت اتر
 گراؤمی ہی نہوزیر آسمان غافل

خط میں لکھتے ہیں شوق دید و زبیر
آج ہم قسمت آزمائے ہیں

قوت بازو ہوئی ہیں اسی سمن براؤنگلیان
پارکدیزین دلکے جب کھدین جگر براؤنگلیان
کیا ہی ورون پر چڑھی ہیں اسی شکر براؤنگلیان
کہ تواضع غم جو ہو نسبت و بلند و ہر کا
لون بلاتین میں تو وہ گل کھل کھلا کر بنس پر
اوجوانی آمدیری کی ہیبت دیکھنا
ہاتھ میں لیجاتن لاغر مانا کے ساتھ
بلے مٹی مٹی ہوتی ہو پسینے کی طرح
دست و شست کیا ٹکڑے گریبان قرار
ہوگا صحبت کا اثر روز و حنا سے رہطاری
جام خالی پر رکھا کیوں بہت گلگون باقیا
طوق قمری گلماں ہوتا ہچکچلون پر تر
رکھ دیے کیا پاؤں گستاخی سے دست پر خ
واہ یا اوستا و کیا لکھا مخمس آپ نے
کہ کسے سمجھیں تھے دست حنائیکے شہید

طاثر نگہنا کہ بنگلین براؤنگلیان
تیر دستی بنگلی ہیں اسی سکر براؤنگلیان
پھیرتی ہیں پنچہ خورشید محشر براؤنگلیان
جب بلین جھاک کر یوں پاؤں براؤنگلیان
گل کھلاتین صورت غنچہ شک براؤنگلیان
کانپتی ہیں کستور عیش سے تھر تھر براؤنگلیان
ڈرنہ اسی قاصد کہ جھبھوتی ہیں اکثر براؤنگلیان
گروں مینا سے اسی ساقی ہیں بہتر براؤنگلیان
جھاٹکے مین کی تھین سے ویسے باہر براؤنگلیان
دل چر الیجا اینگی اب چورنگرا براؤنگلیان
کیا کلابی کی طرح بھرنگی ساغر براؤنگلیان
کیا ہیں اسی شمشاد قد شاخ صنوبر براؤنگلیان
لال ہمدرد کہان تھیں اسی کیوترا براؤنگلیان
دست و پامین پنچ پنچ اک جاننا کہ براؤنگلیان
سب میں نشست شہاد کی براؤنگلیان

دو لوہنگون کا تری شاید پڑا ہی سپیکس	مغربا دم ای پریروبے سبب تے م نہیں
۱۵	۱۰۱ بوئے شمشیر فاتل کی تمنا میں وزیر عمر گزری ہو لب زخم بگر باہم نہیں
<p>دیکھیے پیاس کب بجھاتے ہیں طوق کو ہم گلے لگاتے ہیں عشق کا وہ مزا چکھاتے ہیں آپ کیون بیچ تاب کھاتے ہیں جو ہمیں خاک میں لاتے ہیں مردے قبروں سے نکلتے آتے ہیں چٹکیوں میں اوسے اڑاتے ہیں دیکھنا کیا کنوین جھنکاتے ہیں میرے دل کی لگی بجھاتے ہیں کیون وہ خنجر گلے لگاتے ہیں بلبلوں کے وہ پر لگاتے ہیں لن ترانی کسے سناتے ہیں ہم بھی دست دعا اٹھاتے ہیں اوس پر گل نامہ بر بھی کھاتے ہیں</p>	<p>تیغ وہ آبدار لاتے ہیں پاؤں پڑتی ہی اپنے جب زخیر زخم پر میرے کیون نہ چٹکے نیک زلف پر خرم کو کب جھوٹا میں نے شکل آئینہ اونے صاف ہیں ہم حشر بر پا ہوا خسر ام نگر ہی کبوتر جو نامہ میرا عشق چاہہ دن کیا تو ہر دل خنجر آبدار سے قاتل ہم خریدار تو ہیں فرگان کے گل زخم اب بچیں گے تیر سے کب وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر تو بھی دکھلا دے کعبہ ابرو جو کبوتر گیا ہوا وہ گلی</p>

خاک گرد او سکی رہا کرتی ہو بنگر گرد باد
 دیکھ کر تیرے گل عارض کو ایسے ہیں خجبل
 پر تو افکن ہو جو تیرا خندہ دندان نما
 ہوں وہ مشتاق شہادت ہو گیا کس کے سر
 آتی ہو اوس مہروش کے یہ ہوارنگ جمن
 چہرہ ہو ملک سلیمان سو وہ ہوزیر نگین
 دیکھو اور کس نہیں کستی ہو تیغ خانہ ساز
 جام کو گردش فراق یار میں وشوا دگر
 تیغ رہتی ہو گلے پر فرقت لدا رہین
 دیکھتا ہوں جسکو میں دلیکیر آتا نظر
 وہ گلابی ہو کٹوری جب گل جن ہو چاک
 اہو گلو شادی زیادہ مور داندوہ ہو
 تونہ آیا ہو گتین فرقت میں یاں آنکھیں سفید
 اوسکے گلتلیے کو رکھ دو سینہ مجروح پر
 کانکے پرے میں آواز اوسکی کر چپ کئی
 کشتہ تیغ تبسم ہوں کہو جراح سے
 شرم سے ہر پانی پانی رے گلگون دیکھ

بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہیں
 پانی پانی ہیں گل تراوی پر ہی شبنم نہیں
 ہیں صدق یہ گل نہیں کہ ہیں شبنم نہیں
 تیغ اگر گلگیر ہو تو شمع سے میں کم نہیں
 ہر گل تصویر ہر گل نام کو شبنم نہیں
 اوس پر ہی کا حلقہ گیسو کم از خاتم نہیں
 فرق اصالت میں ہو جو بہر تو اضع خم نہیں
 ساقیا یہ ہو کے قطرے آبلو سے کم نہیں
 جز دم شمشیر زبان اب کوی ہدم نہیں
 گلشن تصویر ہو یہ گلشن عالم نہیں
 دیکھ کر انگیا کی چڑیا بلبلوں میں دم نہیں
 نکلے ہیں آنسو بہت ہنسے سے یہ شبنم نہیں
 صبح تو ظاہر ہو ہی پر غیر غم نہیں
 مرہم کافور کے چاہے سے مجھ کو کم نہیں
 یار سے شرم و حیا کی گفتگو بھی کم نہیں
 میرے رنج و غم کے لیے غیر از نمک مرہم نہیں
 آئینہ بھی رو برو تیرے کم از شبنم نہیں

<p>در نہ کاٹ اوس تیغ میں کم ہی کہ حسین خیمہ مہین سنگ فلاخن نگین کچھ کم نہیں نکلے ہیں جگنو لکڑی بات ایہ دم نہیں گلشن تصویر کو آتش سے کم شبنم نہیں دست نگین کی بھی مچھلی کو قرار کم نہیں آہو و نکو بھی مر صحرایں جا رہیں</p>	<p>رہتی سے میری کیا کیا دلیں کتنی بد ہوں وہ سرگشتہ کہ میرے نام کی تاثیر سے خشک آنسو ہو گئے گرنے لگے سخت جگر ہم کو اس حیرت سرا میں کھنکھایاں ای بوٹی بوٹی ہی پھرتی واہ ری شوخی تری تیری آنکھوں کے تصور کا ہجوم ہلکا ہوا</p>
---	---

۲۸	<p>کھاتے کھاتے غم بھی ہو جائے کاراحت ای و زریہ سم اگر کھانے کی عادت ہو گئی تو سہم نہیں</p>	۱۰۰
----	---	-----

<p>حلقہ تاتم سے ریخ ورن کے حلقے کم نہیں حور تو ہر گلشن فردوس میں آدم نہیں حلقہ کیسو جو دست غیر میں ہو غم نہیں آہو و نکو رو برو تیرے مجال میں نہیں گر یہی ہی پیدا غم دیکھنا پھر ہم نہیں منہ چراغ برق کو روغن سے گہر کم نہیں مہر خاموشی لب ہرگز کم از خام نہیں آگیا ہر عارض گل پر عرق شبنم نہیں بزم میسہ ہجر میں کسکو خیال رہ نہیں</p>	<p>ای مہر پی مرنے کا مجھ جوشی کے کس کو غم نہیں یار تنہا گھر میں ہر افسوس لیکن ہم نہیں کب ہمیشہ دیو کے قبضے میں انگشت رہی گردن شبنم سیہ نے یہ بھلائی چو کڑی شور قتل ساقیا ہی صدا نالہ صور کا آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ چھایا عرق بے زبانی سے میں عوا سے سلیمانی کرو اوس بھجھو کے نے چمن میں کین گہر میا اوڑ چلی ساقی بظاہر سے مین موج شراب</p>
--	--

خواب میں دستِ تصور بھی کبھی مجھ میں
 بیدار ایسا ہوں بزمِ میمن بھی مجھ میں
 ہاتھ میں اب اک پری کے کاکل پر خم ہوں
 ہو چکی تم سے مسیحائی دل بیا ر کی
 او سکی صورت کو سلیمان دیکھ کر کہنے لگا
 کیا کروں گلشتِ گلشنِ عینون فرقت
 ہی مری بزمِ عزامین وہ تباہانِ شریک
 مثل گوہر ہی مہیا آبدانہ غیب کے
 اپنے آگے سرفرازی ہو دلا سرگشتگی
 تب مزاجیو ہر اک زخم پر چھڑکے نمک
 سیل بھی آئے تو آئینہ بنے دیوار کا
 منعونِ صفت کی تعمیر میں عمر عزیز
 گل جو ہستے ہیں تو کیوں تی ہو شبنمِ بزمین
 طور سنگ آستان ہی ہر شرع و برق طور
 آبِ خنجر بھی گوارا ہی پلائے خود جو
 اک پری پکیر کی گردن میں چر رہے ہیں
 دیدہ تر سے ندکیوں سوا اب نہ کی

امی پری عنقا سے کچھ انگلی کی چڑیا کم نہیں
 دو سارے ساقیاد و ران سے کم نہیں
 وہ سلیمان ہوں کہ جس کے قبضے میں خاں نہیں
 دیکھو تو بالے کی مچھلی کو کہ اس میں نہیں
 سچ تو یہ ہوا دی بھی کچھ پیسے کم نہیں
 خار ہر گیل نہیں ہوا بلہ شبنم نہیں
 ہالہ مہتاب ہی یہ حلقہ ماتم نہیں
 میں فضا عتِ پیشہ ہوں کش جان نہیں
 گزرمین پھر نے لگے تو ہما سے کم نہیں
 لطف کیا بھول تو بین قطرہ شبنم نہیں
 گھر مرا معنویت ہی مجھے کچھ غم نہیں
 بہ فسحھے خاندن کی بنا محکم نہیں
 گلشنِ عالم میں گر شادی غم تو ہم نہیں
 لڑائی سے صدارتِ بچہ در کی کم نہیں
 یار قاتل ہو تو زخم ایدل کم از زخم نہیں
 دستِ خم گشتہ زینِ خاں کم سلیمان نہیں
 سامنے مجھ شاک کے قد حرم نہیں

خط عاشق سے جو نفرت تھی کل آیا خط
کو نسا جرم ہی جسکے لیے تعزیر نہیں

برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے فورم

۹۸

وہن زخم مگر قابل تعزیر نہیں

۱۴

بازو اپنے مچھلیوں کے خار میں
اندوٹوں دست جنوں بیکار میں
ابرہن ہسم لیکن آتش بار میں
ہم اگر تیری نظر میں خار میں
ابو منہ پر زخم و اہت دار میں
آپنے جو پشت بردیو ار میں
منظر خار سردیو ار میں
کیا ہی بے پرہیز یہ چار میں
ہم یہ کسکے کشتہ رفتار میں
واہ کیا طالع مرے بیدار میں
ہی بڑی سی آب و ہوا بیمار میں
آستینیں ابرو دریا بار میں
نقشہ ہاسے قامت لدار میں

اس قدر ہم ناتوان و زار میں
چاک چاک اپنا گریبان چو چکا
روتے ہیں اشکوں کے بدلے خون گرم
جاتے ہیں گلشن سے لے او باغبان
آستین سے پوچھیے کا ہے کو شک
دیکھ کر تجھ کو مگر حیران ہوئے
لے اوڑاؤ وحشت کہ اپنے پاؤں کے
آنکھیں ہیں خوشخوار تیری امیج
خود بخود اپنے جنازہ ہیروں
سایہ پنجسہ میں آیا خواب مرگ
ہم ہیں رنجور اپنے اشک آہ
ابو ہی منہ کا برسنے اپنے ہاتھ
سرد و شمشاد و صنوبر باغ میں

ہم جو اپنی زسیت سے سیزار میں

۹۹ کون ہی سیزار ان وزوں زریہ

دل صد چاک سے شانہ کرو نہیں جو سکے گریہ میں	دکھاؤں دیدہ حیران کا اویں خود میں کو تہیہ
کہ بیابانی سے ہر منظر کا عالم ہر اک مٹوین	مرے تار کفن نالان پہنیکے بعد مرنے کے

۱۵	وزیر غموش یانِ فرقت میں بھی خالی نہیں رہتی	۹۷
	نہیں ہر یار اگر تو در وہی مدت سے پہلو میں	

<p>زور دیوانہ ہوں میں لبستہ بجز نہیں طوق کرو نہیں ہر پیر پاؤں میں زنجیر نہیں خطِ تقدیر میری جو شمشیر نہیں کون سے شک میں اویں طفل کے قصور نہیں ہریت وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہیں صورتِ فاختہ یانِ طوق گلو گریہ نہیں نوجوان جو وہ ابھی جانِ جہان پر نہیں پر وہ کہتا ہی میری تیغ تو گلگیر نہیں خاموشی سے کبھی بہتر کوئی تقریر نہیں صاحبِ فوج نہیں صاحبِ شمشیر نہیں وہن غنچہ گل قابلِ تفسیر نہیں اپنا ہر مصرع ہر جہستہ کم از تیر نہیں ایک کماندار ہا ہی یہ ترا تیر نہیں</p>	<p>ہاتھ میں سلسلہ زلف گرہ گیر نہیں ناختہ کی تے دیوانوں میں تو تیر نہیں قتل ہو گا میں تری تیغ سے لکھا ہی دیکھ اسی چشم مرے نقشِ تصور کا اثر وہن یار کو دیکھا ہی ہے کس سے کہوں ہوں وہ دیوانہ گردنِ مثلِ کریبان کے سیکڑوں سلسلہ زلف میں جن جسکی مرید قتل کو شمعِ صفت میں ہوں ہر ابا گردن گالیاں دیکھ وہ قاتل ہے میں جب پہا سامنا کیا کرے دل اس مژہ وابر وکا تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تھے منہ بلبل کو نسا طائرِ مضمون ہو نہیں ہر جہت استخوانِ کل مرے چوکا نہ نشانہ اک بار</p>
--	--

بغل میں یار و دو عالم مجھ بھر کے پیئے ہیں
 میں ہوں شہت پیاز کر میرا کرے کوئی
 سمجھ کر وہ ام ترپے کیون نہ چھلی میرے بازو
 تو وہ خوشن چشم و طفلی میں تیرا دل بھائے کو
 تسلسل اشک کا ہو جائے تسبیح سلیمانی
 اگر کعبہ بھی تم ہوئے کبھی سجد کرے تم
 جو خال چشم جانان دیدہ انصاف سے دیکھے
 صفائی جہت قدر اسمیں ہو تنہیچ میں اور سیر
 جبین الفجر و اللیل کیسویں معجز ہو
 تلین اعمال جسم امی خدا ہم بت پرستو
 یہ سمجھا ہر نجم برج میزان میں تسلیم آیا
 میں ہوں آبلہ پار و خوش بختی خواہش از
 زمین جو میں نکالوں آسمان سمجھ میں آوے
 تری پاؤں گلشت چمن کو ہی صنم جائے
 چھری پھولوں کی تلواریں سے دست گلگونے
 کہیں بکتوب میرا اوس بت غرور تک کو
 جو میں خوش چشم انھیں کیا احتیاج دینے نہ

ہمارے ہاتھ میں ہوا کتاب و راہ پہلو میں
 پیرین کانٹے زبا میں آبلے پر جائیں بالو میں
 کئی میں بال لہ یار کے تعویذ بازو میں
 کیا کرتی تھی اکثر قصبتی چشم آہ میں
 اگر وہ دن میں یاد سر چشم پر رو میں
 بتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنے قابو میں
 ندامت کشت ہو پھٹے نہ تلی چشم آہ میں
 پھسل کر تیرے چہرے نگہ پختی کسب میں
 خط رخ سوزہ یوسف ہر آنکھ مصحف میں
 برائے وزن ہوں سنگ صنم اک سو ترازو میں
 جو تل کیواسطے بیٹھا کبھی تیرے ترازو میں
 مرے اعمال کانٹے میں تل میں سبکے ترازو میں
 کہیں باہ نو مصرع کہوں کہ صفت پر میں
 کہ تیری کفش کے گل پہن جو نو سے خوشبو میں
 ہر گل سے زیادہ میں سپر کے پھول خوشبو میں
 خدا کا نام لیکر نامہ باندھا بال ہا ہو میں
 کوئی سر گاتا ہا ہی بھلاک چشم آہ میں

کسی پری کی جدائی میں ہون کیلئے سیاہ کاروہ میں مثل خامہ چلتے ہیں جب جو کہے جاتے ہیں تجا نے سے کبھی ٹھکر لکھیں سمجھ کے گناہوں کو کاتب اعمال ذرا ہماری وفا وں پہ بیوفا تو نہ بھول	کہ لوگ شہنہ مروم کیا کرتے ہیں زمین کو نقش قدم سے سیاہ کرتے ہیں تو سنگسار میں سنگ اہ کرتے ہیں بشر تو کیا ہیں فرشتے گناہ کرتے ہیں کہ ہفتہ دوست دودن کی چاہ کرتے ہیں
--	---

بجائے تاج تو رکھ اپنے سر پہ داغ جنوں
وزیر آج تجھے بادشاہ کرتے ہیں

۴۳

۹۶

تاشادیکھنا ہی وہ اثر او چشم جاوین اسیر نکے لیے دانے تو نہیں گیسو میں بجا ہی رہتے ہیں تیور سے بل جھوکی ابرو میں وضو کرنا ہی ممکن آج آب تیغ بران سے تجھے کیا طعن سے زارہ یہ اپنی اپنی ہمت نہ سمجھو ماہ نومضمون نیا جو ہاتھ آتا ہے او بھٹنے سے مرے تو چٹیا باتانہ کھایا حنائی ہاتھ سے شانہ نیچے پیچ ہر اس میں تجھے جب دیکھتے تھے شانہ بین چھٹپن میں کہتے گرے قدموں پہ ہندی اور کھائی شبنم آئینہ	اشارے کرے گی تھوئی تکی چشم اسو میں ارے بیدا کر گھوٹ بھی ہی تیغ ابرو میں ہی چشم کھول کر بل نہو میں شاخ ہوں میں کو نہ گا سجدے اسو قاتل تر محراب ابرو میں کوئی سجدے کرے محراب اور کوئی ابرو میں میں نے میں کہا کرتا ہوں مصرع صفت و کروں کیا دل مرا او بھٹا ہوں ہی سے گیسو میں کف نگین کی مچھلی کھنپن بجائے دم گیسو میں دل صد جاک ہو گیا شانہ اس کے گیسو میں کرے کنگھی حرم سے لیکے سنبل سے گیسو میں
---	--

وہاں خرم سے ہم واہ واہ کرتے ہیں
 گندار باغ سے روزن کی راہ کرتے ہیں
 مژہ پہ فوج کا سب شہتہاہ کرتے ہیں
 مگر وہ روزن در سے نگاہ کرتے ہیں
 چمن کا غنچے پہ سب شہتہاہ کرتے ہیں
 ملو ویانہ ملو ہم نباہ کرتے ہیں
 جو تل نکلتے ہیں مہرین گواہ کرتے ہیں
 کہ ایک گام میں ہم قطع راہ کرتے ہیں
 مدام راہ زنی سنگ راہ کرتے ہیں
 چٹک کے غنچہ گل آہ آہ کرتے ہیں
 قبول اپنی شہادت گواہ کرتے ہیں
 ترے فراق میں گلشن بھی آہ کرتے ہیں
 کنوین میں آج تلک چاہ چاہ کرتے ہیں
 ستم جو کرتے ہیں یہ شکاہ کرتے ہیں
 یہ آدمی ہیں کہ کیا کیا گناہ کرتے ہیں
 مژہ کے خار کو اب فرش آہ کرتے ہیں
 کہ بھول چھڑتے ہیں جبوقت آہ کرتے ہیں

دکھانا ہر جہمیں کا ٹتیخ قاتل کا
 بنایا مثل صبا ہر کوننا توانی نے
 نکیون ہو سرے پہ گرو سپاہ کا دھوکا
 چمک رہا ہر ستارہ سا کیا یہ اسی دربان
 یہ کسکے منہ سے جھڑے پھول باتیں نہیں
 نہ آؤ خوش رہو جب جا رہو مرے صبا
 لکھی حسن نے فارغ غلطی یہ خط نہ سمجھ
 بزمک اشک نہیں خج و دوری منزل
 دلا دلا کے کسی بت کی یا د کرتے ہیں
 وہ عندلیب ہوں فریاد میری سن سن
 ہمارے خون کی گواہی کو جاتے ہیں وہاں
 جو دیکھے سرو تو ای گل ہوا مجھے ثابت
 مزا شتون سے پوچھ آدمی کے چاہنے کا
 نہیں ہی تجھے میں کچھ بھی امی فلک شکوہ
 ذرا سے جرم پہ جھانکے کنوین فرشتوں نے
 جنوں ہی سینے سے انگوٹھیں آمد آمد
 وہ عندلیب میں گلشن قفس کو ہم کر دین

<p>رو سے روشن سرخ رو بہ زلف پیاں و سیاہ شہدہ ای بلبل کہ آہو نہیا ہو صیاد بہار پھر تے ہیں مستی میں میکش گرد و انوکھی طرح ہو جواب تخت سلیمان تختہ تابوت ہر جس میں پیاؤں کھون وہ میں شجر ہو یار کی جانب جو دیکھیں یہ صیت ہر صبا دیکھ لے گلزار عالم میں ہی ظالم کو عیش کرو یا زندان کو گلشن میں وہ ہوں نگین اپنے پاؤں کے بھی ہم امی ضعف شرمندہ</p>	<p>منہ پہ کندن فرق جو ہو کافر و ویندار میں بچہ گئے گلدارم صبح بو کے گل گلزار میں ہر خم و شمع روشن خائے خستار میں سو رہا ہوں اک پری کے سایہ دلوار میں مثل خامہ نقش پائیرے یلین اشعار میں خاک میری ال دنیا دیدہ غبار میں پھول کتنے ہیں ہر پھل ایک پھل تلوار میں آشیان بلبل نے باز ہمار وزن دلوار میں جب خود رفتہ ہوے جا پونچھے کوئے پائیں</p>
--	---

۲۹

وہ پریر و حور سے بہتر کہیں ہی و زیر
 نازمین انداز میں رفتار میں گفتار میں

۹۵

<p>اٹھا اٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہیں لہاب جانکے زاہد گناہ کرتے ہیں تو وہ ہر گل کہ جو تجرنگاہ کرتے ہیں حسین غسل میں جسد م نگاہ کرتے ہیں اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتے ہیں لگا کے سرمہ وہ جسد م نگاہ کرتے ہیں</p>	<p>ہمارے دلین وہ پردہ راہ کرتے ہیں ہی دل بھی کہ ہم اسکو سیاہ کرتے ہیں شکست رنگ گل راہ واہ کرتے ہیں نہرا کی داغ کو ماہی کے ماہ کرتے ہیں تجھی کو یاد ہم اسی گلاہ کرتے ہیں فلک پر برق کو ابر سیاہ کرتے ہیں</p>
--	--

پاؤں پر بندھی کرے اگر تو کرے جانیکا دم
 خوبرو سقید سو جاتین اگر ہوں ہرزہ گرد
 اوس دروازہ کیا تھا بند اگر ای تیرا
 سلسلہ رکھتا ہی میرا کفر کچھ اسلام سے
 یا دین اک بے جب بنے گا دیر وراثت
 ای ضمیر کوین ہونہ زاہد کو گمان تسبیح کا
 ہاتھ نہ پرکھ کو وہ بت کھل کھلا کر سنسٹا
 اور قاصد نہ خط مجھ دل جلے کا جا کا
 شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہو گئی
 رات تو ہوتی ہی بھاری مردم بہار کو
 جو ہر دن اپوسکے ہو جاتا ہی موج نکالما
 کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیرا ہی لب سے
 چشم کی گردش میں ہر بشت پیمائی کا رخ
 کیونین ٹانگو فصل گل میں ٹوٹیں ایو حشمت
 چہچہ گیا کاٹا فلک کے ماہ نو سکونہ جان
 غیر کے دلیں بھی اب سننے لگی ہی یاد دوست
 میری گردنیں گریبان طوق قمری نگیا

گل کرینا لے شکست رنگ سے گلزار میں
 پھول دو کوڑیکے ہوں جاتین اگر بازار میں
 سیکڑوں وزن بنانے تھے تجھے دیوار میں
 ہیں کتنی تسبیح کے دانے مری زنا رہیں
 موج کا عالم نظر آیا مری ناز میں
 دین میں سو گریں جنوں نے تو کر زنا رہیں
 مل گئے موتی سے نذران جو تیا کے ہار میں
 نایاب نہ دھائیں بال مرغ آتشخوار میں
 کس قدر اسی جان گرمی ہی تری فتار میں
 کیون سبک ہو نہیں سیتے ہی چشم یار میں
 کس قدر ہر آب ای قاتل تری تلوار میں
 عشق بچاں نگہی کنگھی سے گلزار میں
 اشک کو یا آبلے ہیں ہر مرثیہ کے خار میں
 جیب کے تاروے نخیہ خم دہندار میں
 یہ بھی ساتھ اپنے پھر تھا واوی خاں میں
 کیون نہ کھاؤں خاں میں ہر حکمت گل خار میں
 سر جھکا یا ہی جو یاد سرو خوش فتار میں

<p>آسیا ہی ہمیں وہ گردش چشم جستجو میں تری او صید فکین صدقے ہونے کو تری ابرو کے نقد و دل دے کے لڑتے ہیں ہم آنکھ سب اونچین کہتے ہیں رشک ادب کوئی زنا رہنے نہیں ہم سکے بیتین مری ہوتا ہی جنون ذکر یوسف جو کروں تو وہ کہے کسی دل سوختہ کو ٹھکرایا رشک ہی بات نہ قائل ہے کہے</p>	<p>یہی ہم اوسپہا کرتے ہیں طاثر رنگ اوڑا کرتے ہیں صورت چشم ہم پر کرتے ہیں تقے یوں مول لیا کرتے ہیں تیرے کپڑے جو سیا کرتے ہیں بت عبث دھاگے دیا کرتے ہیں نکتہ چین تنکے چنا کرتے ہیں ایسے ہم مول لیا کرتے ہیں کہتے ہوتلوے جلا کرتے ہیں وہن خرم سیا کرتے ہیں</p>
---	---

دیکھنے پاتے نہ تھے جلو وزیر

۳۴

اب وہ آنکھوں میں ہا کرتے ہیں

۹۴

<p>کستہ رفرقی یوسف میں اور اپنے یار میں آنکھ اوٹھا کر جس نے دیکھا مجھ کو وہ بالان ہوا تجھ ہی پاؤں رخ تو خط میں بھی میں لکھیں سنگ طفلان کھا چکے لیل سو صحران عشق کلرویان ہمیں بلبل نہیں ہر غرضی</p>	<p>گھر خریدار اسکے آئینہ بکے بازار میں تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کے تار میں خط سنبل میں کئی سطر میں کئی کلزار میں سیکڑوں تھپڑے ہیں امن کسار میں ہر خط نقد پر بھی لکھا خط کلزار میں</p>
--	---

<p>ہم فقیرانہ صد کرتے ہیں نظرون میں تول لیا کرتے ہیں ذکر قمری جو کیا کرتے ہیں نامہ برقتل ہوا کرتے ہیں پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہیں مشاک کہتے ہیں خطا کرتے ہیں چاہ یوسف میں رہا کرتے ہیں میرے زخمون کو ہرا کرتے ہیں ٹوٹے ہاتھوں کے اوڑا کرتے ہیں مشرقی جس میں بجا کرتے ہیں مند تراویکھ لیا کرتے ہیں</p>	<p>قطعہ</p>	<p>ہو غنی بوست لب وے ڈالو جنس دل جانچ کے لیتے ہیں یہ شوخ عاشق اوس سرو کے ہیں کیا صوفی کوئے قاتل کا یہ قاصد ہی بتا پڑے رہتے ہیں خطوں کے پرے تیری زلفون سے اوسے کشنیت نامہ برہین جو کبوتر اور اسکے مرہم سبز لگاتے ہیں جو وہ اوس کا خط دیکھتے ہیں جب صبا ہو وہ بازار مرے یوسف کا صبح کو ہم عوخل آتے ہیں</p>
---	-------------	--

کشتہ تیغ بسم ہون و زیر
وہن خرم ہنساکرتے ہیں

۱۵

۹۳

<p>ستم ایجا و کیا کرتے ہیں پاؤں ہم چوم لیا کرتے ہیں صفت زلف دوتا کرتے ہیں ہم بلا تین جو لیا کرتے ہیں</p>	<p>ستم ایجا و جفا کرتے ہیں جو ترے کوچے سے آجاتا ہے دو زبانوں سے سدا مارسیا زلف کو کالی بلا کہتے ہیں یہ</p>
---	---

بس ولا ضبط فغان کر کہ بہت رنج دیے
اپنے جانے سے ہون باہر محوش کر دیے
ہند میں ہونے نہ برباد مرشت غبا
ایو فلک اتو شب وصل کا ہونا معلوم
استخوان کا مرے سو فار بنایا اوس نے
کیا ہی برگشتہ وہ بہت مجھے ہی اللہ
کیون ہوا ہون تین سے ہاتھ مل کر لڑے
کیا اک بات تین تسخیر پر یزادون کو

کوئی دم شاو کن خاطر یاران ہون میں
یہ ہو مجھے کہ منت کش و امان ہون میں
ای خدا خاک و شاہ شہیدان ہون میں
صبح محشر طرح چاک گریبان ہون میں
جا کے گئے ہو کہ اس طرح سے خندان
اتنی تقصیر ہوئی ہو کہ مسلمان ہون میں
نہ تو وہ میں میں قاتل نہ گریبان ہون میں
زیب و تیا ہی کہوں آج سلیمان ہون میں

۱۹

میرے شاگرد ملک صاحب دیوان ہیں فریہ
کیا ہو پروا نہ اگر صاحب دیوان ہون میں

۹۲

وصف اک گل کا کیا کرتے ہیں
فج کرنا تو ہمیں امی صیاد
اپنے گلزار محبت میں صبا
کھول دیا ہی تصور دریا
یہ ترے عہد میں ہی ظلم کی رسم
سن لین کافی ہو ہون گوش
کبھی ہوتی ہو جو اون سے بخش
منہ سے یان پھول جھڑا کرتے ہیں
یہ نکمہ کہ رہا کرتے ہیں
ہوش بلبیل کے اوڑا کرتے ہیں
آنکھ جب بند کیا کرتے ہیں
نیچے خون میں بچھا کرتے ہیں
سارے بت حمد خدا کرتے ہیں
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہیں

کتنے ہیں لامکان جسے ہر فنا نے ڈالتا	دونوں جہان میں حلقہ زلف دو بیکول
راحت گنتی اگر تو کیا رنج نے گنذر	
خالی رہے و زمرہ مہاشیر لے دل	
جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہر غارتگر گل	ہو کے غش کرنے لگے خاک پہن گل
۹۱	روپٹ لون
	۲۱

<p>امی بتو شیفتہ کا کل پچاں ہوں میں میں جو کافر ہوا تو ضد سے مسلمان ہوا جلدیار بکھین پھر جاے گلے پر خنجر کیا محبت ہو جو چھپڑے اسے ضد ہو مجھے وہ سرے تعمیرے تلوار کا پانی دینا نا توانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ کیا خالق نے قد عاشق و معشوقین فرق کب یہ کہتا ہوں کہ گل کے پور ہوں گلشن میں شکل سو فارجد الب سے ہے لب پار شور محشر ہوا بد نام فغان میں نے کی چاہیے تھا یہی یوسف سے زلیخا کہتی آدمیت تری دیکھے تو ٹپک جائے دم</p>	<p>آج سر حلقہ زنار پرستان ہوں میں اب تو کافر ہو تو پھر ضد سے مسلمان ہوں میں ویر سے منتظر جنبش مرگان ہوں میں وان جو ہولف میں گنگا تو پریشان ہوں میں ہر گل زخم سے قاتل چمنستان ہوں میں ایرا جل اک لب گور سے نالان ہوں میں یا رہی سرور وان سر و چراغان ہوں میں کاش خار سر و یو ار گلستان ہوں میں پاؤں لغزیر جدائی میں جمع خندان ہوں میں باعث برہمی بزم خوشان ہوں میں تو رہا قید سے ہوا قابل ندان ہوں میں تیمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہوں میں</p>
---	---

پہلو میں میرے دیکھے جو پیکان بچاؤں
 ہر عضو تن کو در محبت بنائے دل
 اور حور اپنا جذب جو بجا دکھائے دل
 اپنے نگاہ یار پھسلتا ہر بار بار
 دکھلا رہی ہو شعلہ آواز برق طو
 جو بن ہو آج کر لو جگہ دل میں کہتے ہیں
 کیونکر کہوں نہ قبلہ حاجت روا اس کو
 یہ سات آسمان جو دن ات پھرتے ہیں
 جانا ہر سہل کو چھ کیسویے یار میں
 اک تار آستین میں یہ نہ طلسم سپر
 گلشن میں یہ ہوا دل بلبل کی بندھ گئی
 ساتی یہ جام آپ چلے سوئے میکہ
 بہنے لگے ہیں چشم دل مضطرب شک
 بتیا بیوں سے رات پھر جو ادھر ادھر
 آنکھیں لبوہا میں جو ساغر سے مگرے
 کشتے کو میری تیغ کے لائی ہو گیمات
 پیسی اب اس قدر نہ رہی گردا ستخون

میری طرح کہے لب سو فارہائے دل
 وہ فی ہون بند بند سے آئے صد اول
 جنت سے چار باغ عنایت میں لاؤں
 پیدا کرے نہ کر دکھ ورت صف اول
 کیا لمن ترانیوں پہی بانگ در اول
 کل ٹھونڈتے پھر ٹکے کدھر ہی سر اول
 کعبے کا ہون غلاف جو او ترے قباؤں
 مہن کرو باد وادی بے انتہائے دل
 دست دعا عاشق مضطر ہر پاؤں
 و اماں جھر ساریہ جیب قبا سے دل
 آئی شکست زک حجب سے صد اول
 دست سب کو بیڑ حصے پیدا ہو پائے دل
 دانے اوکل ہی ہر میری تپا سے دل
 داغ درون سینہ بنے نقش پا پائے دل
 شیشہ جو گر پٹے تو مر آٹھ تپا سے دل
 امی و ستو ہر باد مخالف ہوا سے دل
 گردش فلک کی سی گئی تپا سے دل

<p>مقصد برے میاں سے لی تیغ یار نے آتی ہر ونکے کو چہ کیسو سے یہ صدا جز یاد و دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا بوہو کے گل میں کیا دل بلبل سا گیا جانا پری خون میں بلا کا ہی سامنا مانند ریگ شیشہ ساعت عیان ہو چکا دنیا کو چھوڑ دے سنگ و نیا کیو سٹے بنکر پیالہ ہو لب میگون سے آشنا چکر میں ایک آہ سے ہر گرو با جسم رہتے ہیں گرد او نکلے ہوا دار کے قریب امی جان جسکو نقطہ موہوم کہتے ہیں میں ہنر نجات دل کے تڑپنے سے مر گیا کاہیدہ ہو ریاضت باطن جسے جسم اگر</p>	<p>او ترا غلاف کعبۂ حاجت رو کو دل آؤ مسافر و کہ یہاں ہر سراے دل وسعت شمار تجھ پہ ہوا ترنگناے دل توڑا کسینے پھول تو آئی صدائے دل قاصد ٹھہر کہ ساتھ کرو نہیں دے دل آئے غبار اگر نہ چھپائے صفاے دل یہ ستھوان پسند کرے کب ہمارے دل ساقی ملا کے خاکین دیکھے صفا دل اللہ سے زور شور سے امی ہو آ دل اب شمع زندگی کو بجھا دے ہولے دل تیرا وہاں تنگ ہر یاتنگناے دل چھاتی پہ مونگنے لگی آسیاے دل لیجاسے سوے غلدا ڈوڑا کر ہولے دل</p>
--	--

غرلت پسند کیوں نہوصائب صفت وزیر
با خلق آشنا نشود آشناے دل

۲۱

۹۰

اللہ سے رتبہ حرم کبریاے دل
خونبار ہی جو نالہ درو آشناے دل

ہر عرش آستانہ دولتسرے دل
بھگتا ہو کیا کباب کے مانند ہا دل

<p>ہون جو شاعر دل گم کشتہ کا یون جاکر کہا نغمہ عاشق سے ہر گلزار میں بھولونکی بوض دل میں ہر عشق ترا یاد تری غم ستم ترا قصہ بے مل پہ پتھر چک جاتا ہی تلو اور کام کسی کو روٹ کسی پہلو نہیں دیتا مجھے چین جو ہر تمنی کی زنجیر ہو تو پہنا دے کھینچے نادار تو ہو جا سٹہ و خندان جو سہرے سینے میں اور ترے بکرے دین پاؤں کر خانہ زنجیر سے باہر رکھون کب پتھر کتنا تھا ترا دست خانی ایسا چار آئینہ عناصر کا اوتارون بھیکار یہ پیالہ ہو بنا کر دوسب کو وحی سے</p>	<p>پڑھ دیا آگے تھے مصرع بیرل قاتل توڑے گا غنچہ منتظر سنا دل قاتل رہنروں سے ہو ہی آباد یہ منزل قاتل ڈھال سے آتی ہو آواز جلاجل قاتل دشمن جان ہی تری طرح جا کر دل قاتل بٹیریاں پاؤں کی کٹائی یہ سلاسل قاتل تیغ خم کشتہ ہلائی سہ کامل قاتل تیری تلوار کرے قطع منازل قاتل رگ پابنکے لپٹ جائے سلاسل قاتل طاؤر زنگ خنابو گیا بھل قاتل زخم کھانا مجھے ہو جا گیا مشکل قاتل دشمن شیر سے اوڑھ جائے مراد دل قاتل</p>
--	---

۱۷	<p>زار ایسا غم بتیابی دل سے ہر وزیر بنگیا ہر نگہ دیدہ بے سلاسل قاتل</p>	۸۹
----	--	----

<p>نالان فراق دل میں ہر ماتم سدا دل ایسا کیا ہو تذکرہ نالہاے دل حاضر ہر لمحے یہ اگر کام آئے دل</p>	<p>سینے سے آرہی ہر صدہا ہائے دل آنے لگی زبان سے ہماری صدہا دل کچھ اور پاس ہم نہیں کھینچتے سدا دل</p>
--	--

جان دین کیونش مرن عاشق جاننازان پر
 ضعت ہو جائیگی کیا خون کی چھینٹیں اوڑھ کر
 پاؤں رکھا جو خنائی تو یہ تھو کے گالہو
 پھیر دے گردن عشاق مقہر میں چھری
 تو نے زلفِ عرق آلود کھائی جو مجھے
 جا کے کوچے میں گل گل ہی پھینک دیتی
 اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلی
 دانت پر تو نے لگائی نہیں تیغ پر آب
 پی کیا میں دہن زخم سے پانی ایسا
 کیا تری تیغ نے جو ہر کا چمن کھلایا
 سخت جان ہوں مری گردن چھری پھر اگر
 نیک ساعی چلی تھی یہ تری تیغ دوسر

تیغ خون ریز پر ہی حور شائل قاتل
 استین کا ہوتی کوں نہیں منزل قاتل
 دہن زخم بنے گالہ ساحل قاتل
 قصہ سہل ہی کے قابل ہی یہ محفل قاتل
 مارا بی نظیر آئی یہ سلاسل قاتل
 ناؤ کو نہیں بوجھ پر پائے عنادل قاتل
 خاک ہو جاے شکر تو بنے گل قاتل
 آب میں کھول دیا زہر ہلاہل قاتل
 ہزربان تیغ کے مثل لب ساحل قاتل
 آشیانوں سے نکل آئے عنادل قاتل
 تیز کرنے کے لیے خوب ہی یہ سل قاتل
 سرتک آئی مے پونجی ہر منزل قاتل

بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہر روز یہ

۱۶

دہن زخم سے ہم کہتے ہیں قاتل قاتل

۸۸

آب شمشیر عناصر میں ہو داخل قاتل
 خون لگالے تو شید و خنیں ہو داخل قاتل
 آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

دل ترا قتل پہ کیونکر ہو مائل قاتل
 ہو بہت سہل شہیدانِ وفا سے ملنا
 عید قربان ہی یہی دن تو ہر قربانی کا

کیا ہم سن چاہ گلستان سے بندھے تھے
 بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
 ہوتے ہیں خجالت سے سفید آپ کے آگے
 کیا دیکھوں بہار شفق شام غریبان
 برسوں گل خورشید و گل ماہ کو دیکھا
 ببل کے لبھانے کو نیارا گل میں لائے
 کہ جے میں گِ گل کے کرو شوقِ گلگشت
 چوتھی کو سو سمجھیں اگر بھول انھیں یاد
 پیار ہو سبک دزن میں قیمت میں گران ہو
 ہیں صبح شہادت کی زبان کی طرح چاک
 ارباب تعلق کا تعلق نہیں جاتا

جب فصل بہا آتی ہو مژدخم رسن بھول
 پتے ہیں اگر برگ تو ہیں بھول کڑن بھول
 چاندی ہوئے جاتے ہیں نیکی کرن بھول
 یہ غنچہ دل ہو گاہ بے صبح وطن بھول
 تازہ کوئی کھلا ہی نہیں چرخ کمن بھول
 لورام کلی گلے لگے بنکے دہن بھول
 بالیدہ ہیں ایسے کہ فضا میں ہیں چمن بھول
 مرجاتین مگر بہنیں نہ دو لہانہ دو لہن بھول
 نظر و بین تھیں تول لیا ہی یہ بدن بھول
 کیا مانا کہ لائے ہیں شہید نگار کفن بھول
 مرنے پہ بھی درکاری کا فور کفن بھول

گلر نیر کیا کلک وزیر اب دم تیرے

۸۷

پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن بھول

۱۷

نہ کیا فرج کیا چھوڑ کے بسمل قاتل
 کیوں نہ نکشت شہادت سے ہونے قاتل
 دست نازک کی نزاکت جو سیر نے کھی
 جی میں آتا تری تیغ کو دل میں کھلو

دہن زخم پکارا کیے قاتل قاتل
 تیرو تھی ہیں نہیں تیرے انا مل قاتل
 ایسی سمٹی کہ ہتھیلی کا بنی تل قاتل
 ایسی لیلی کہ یہی چاہیے محل قاتل

کیونکہ جہڑین منہ سے تے قوت بخج بھول
 مستانہ بارائی ہر لامشفق من بھول
 نظرون سے کروں میں وہ کچھو منراوٹھا
 پڑتی ہر تری چشم سے باغ میں گل پر
 شاخوں سے گلستان میں ہیں کیا پاؤں نکالے
 آئے جو صبا کو چہ کیسو سے چین میں
 پر تو سے گل رخ کے ہوا رغن گل تیل
 کیا پڑکتی تھی آنکھ کسی گل پہ تمھاری
 دیکھا ہر جو بلبل نے ترے نقش قدم کو
 پھبتی ہر نئی رخ کو کہوں بھولوں کی ڈالی
 جس طرح کنوین میں کوئی گز کیا کرے غم
 سوکے نے ترے لف کے کس چھین ڈالا
 آہو اگر آنکھیں ہیں تو کیوں کہتے ہو گیس
 آتی ہر جنون خیر و لا فصل ہباری
 گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
 پڑ جائے ترے روع غلط کا اگر عکس
 اوجہ وطن کہتے ہیں غربت میں یہ کہ

چپ رہنے میں غنچہ تو ہنسے میں ہن بھول
 ساتی ہیں گلابی کی طرح تو بشکن بھول
 کیا صحت سے مثل گل بازی ہر بدن بھول
 توڑے گا مگر آنکھ کے ڈھیلے سے ہر بھول
 جلدین کہیں کو دے دیوار چین بھول
 بن جائیں ابھی نافہ آہوئے ختن بھول
 جھڑتے ہیں چراغوں سے جی سکوڑن میں بھول
 کیوں سو گھٹے میں باغ میں آ کے ہر بھول
 نظروں سے کرے جاتے ہیں امیشک چین بھول
 گل عارض گلگون ہر دہن بھول فن بھول
 یوں دیکھتے ہیں بایر سو چاہ و فن بھول
 دھاگے سے چھٹے تو ہوئے مشتاق بھول
 کیا سحر سے بناتے ہیں اوجان ہر بھول
 اب شبت میں شاخوں سے نکالینگے ہر بھول
 جلتے دل بلبل کی طرح سیکڑن میں بھول
 پیدا کرے میں مثل گل خورشید کرن بھول
 نظر و نمین ہیں خار چمنستان وطن بھول

سیلا ہوا نگاہ سے تیرے بدن کا رنگ
 کون آفتاب چہرہ ہی محفل میں جلوہ گر
 آسیب سے نگاہ کے اندر سے ناز کی
 ہوتا ہی یہ سفید کبھی بروضعف سے
 جلتا ہوں بعد مرگ جو خورشید کی طرح
 پوشیدہ آفتاب ردائے شفیق میں
 ہوئے خنائی رکھے برہنہ جو کوی پاؤں
 کن حسرتوں سے دیکھتے ہیں ہم سبیل کو
 اگل جو او سکی قبر پر ہی شور بلبلاں
 چہرے پتیرے آنکھیں تری کیوں نہوں سپاہ
 اوترانہ زہرا فعی گیسو سے عنبرین

ایسا لطیف کب ہو گل یا سمن کا رنگ
 کا فور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ
 نیا و فری ہو اوں صنم گلبدن کا رنگ
 لاتا ہی رنگ روزگار سے بدن کا رنگ
 کیا ہی ہر ایک تار کفن میں کرین کا رنگ
 یا ہی حجاب تن تیرے پر ہر بدن کا رنگ
 فصل ہار میں ہی یہ خاک چین کا رنگ
 آتا ہی یاد جبکہ کسی کے ذوق کا رنگ
 گلگون تج سے شید کے کیا ہر کفن کا رنگ
 ہوتا ہی آفتاب سے کالا ہر کا رنگ
 نیلا ہی گور میں جو مری خاک تن کا رنگ

غنا کا رنگ کیا میں بتاؤں بھلا و زیمہ
 وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنے دہن کا رنگ

دیکھ لے باوہ کیا ہی اپنا رنگ
 زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ
 ہو گئے ضعف سے سبک ایسے

رحم ای آسمان مینا رنگ
 واہ وا ای جہان رنگا رنگ
 لے اوڑا ہوا بھی ہمارا رنگ

روایت لام

وہ دل لگا کے سنیں داستانِ کیموت وزیرِ تخمِ محبت کو دل میں بولے	بیان کیجیے اس حسن سے فسانہ عشق زمین وہ شورِ جہیں اوج کے نہ عاشق
---	--

روایف کاف عربی

۱۰

۸۴

پیش عاشقِ چشم گریانِ لب خندان ہر ایک دیکھنے دیتا نہیں اوسکو حجابِ عشق ہا نالوائی سے ترے بیمار کے خسار پر پیرہنِ مین یون بدنِ جھپٹتے نہیں روح ماہ سے تشبیہ بھرتی ہو کیونکر دیکھے آپ سے ہمت کے آگے خود نمائی ہر زبون چاہیے ہنس کر چٹھہ کنا اے لبِ جانانیک عاشقوں کے آگے مشرکِ اہیت بیکتا نہیں سیکڑوں طوطی بان میں بایں سیرِ دم غم ایک ہی یہ نورِ ہر دلمین ہر اک کے جلوہ گر	جل گیا نخل کو سکو برقی و رباران ہر ایک ہر نمینِ محرومِ حوصلہ و ہجران ہر ایک سیلی سبتِ ستم اور سایہِ شرکان ہر ایک چشمِ بد دورِ لطافتِ مینِ چشمِ جان ہر ایک چاندنی اور سایہ تیرا اسی مہ تابان ہر ایک رو بروے ہمراہ و ابر بے باران ہر ایک آتشِ غم سے کبابِ دل سوزان ہر ایک گر کہو نہیں حسنِ مین تو اور کہنے ان ہر ایک خاتہِ صیاد اور گیند گردان ہر ایک شیشے میں لاکھوں پر ہی شبنمِ دلے نہاں ہر ایک
---	--

ولہ

گزارِ فلک کے پار گیا لامکانِ تلک	او تیرا آہ بے ادبی اب کہاں تلک
----------------------------------	--------------------------------

روایف کاف فارسی

۱۳

۸۵

ظاہر ترے گلے سے ہر رنگین سخن کا رنگ	کیا صاحبِ ہرن سے عیان ہر بدن کا رنگ
-------------------------------------	-------------------------------------

بس ایک ہاتھ دین ہو کے مین میں بہ کر
 ہر ایک کام پہ دل پستیا ہر ابلق چشم
 جلایا طور کو اکدم میں صاعقہ بگر
 ہو خانہ صدف دل نہ کس طرح پر نور
 تو خدا نے کہا فی السمار زر تکم آپ
 یہ سچ مثل ہی ہو تو سب کا ہی خدا رزاق
 جو حال بنے خطر رخ میں دل سے
 صدائے ماتم دل سنکے خوش ہوئے ہیں
 جو شوق دید ہر موسیٰ کی طرح ایک ہیں
 نقاب او دھروہ اوٹھائیں مہر پر کرو
 جو تویے اسے کونین کی ترازو میں
 فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی
 خیال کو ہر دندان میں ہم جو رہے ہیں
 ہی میرے دل کی طرح اس سے یہ نشان حال
 چڑھا جو دار پہ عاشق کا سحر اثر
 خدا کا گھر ہو جو ٹوٹے جہا نفس سے دل
 کیسی ابرو پر خم کا دھمیان ہوتا ہے

قضا جو آئی ادا ہو گیا دو گانہ عشق
 مگر ہی سر سے کا دنبالہ تازیانہ عشق
 شرفشان جو ہو اسنگ آستانہ عشق
 کہ آپ ہی گھر چرخ سراغ دانہ عشق
 ملا ہی مج کو یہ ہفت آسیا سے دانہ عشق
 نصیب طائر دل ہزارل سے دانہ عشق
 کہو نہیں خرمن مہ میں ملایا دانہ عشق
 نوا سے سینہ زنی ہی کہ شادیاں عشق
 کہ لن ترانی محبوب ہی ترانہ عشق
 سمند حسن پہ پڑ جائے تازیانہ عشق
 گران ہو وزن میں نہ آسیا سے انہ عشق
 حباب حسن بنے ہیں حیران خانہ عشق
 سرشک دیدہ تر ہو در بگاہ عشق
 ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانہ عشق
 جد ہی خانہ عالم کے کارخانہ عشق
 خراب ہو تو بنے لامکان خیالہ عشق
 ہمارا کعبہ دل ہی سیاہ خانہ عشق

<p>ہم بھی لپٹے جاتے ہیں دامن سے مثل گدوارہ بعدِ رون ہر صیت بس یہی امی و ستو آئیو دامن اوٹھائے مدفن عشاق پر میری جانب یونہی کرتا ہر حاکم نگاہ سبزہ بگیا نہ مین پاتے ہیں کچھ اپنا حال دیکھنا تاثیر گر یہ کرو یا لب ز آب ہو اگر منظور لطف برق باران دیکھنا غمرہ جیسے کنوین مین گنریا کھتا ہونم ہو کے غافل اہل سب ہم سوئے امروزی</p>	<p>ناز سے دیکھا تو ہوتا پھر کے دامن کی طرف قبر میں منہ پھیر دینا کوئی جانان کی طرف ہاتھ لیجائے نہ کوئی تیرے دامن کی طرف کوئی ہندو جس طرح دیکھے مسلمان کی طرف آنکھ تھیں جو اسی بلبل گلستان کی طرف رو کے جب دیکھا کسی جاہ زرخندان کی طرف دیکھے منہ نہیں کسی میر چشم گریان کی طرف دیکھتا ہوں یون مین اور جاہ زرخندان کی طرف پاؤں ہو جاتیں اپنے کو چلی جانان کی طرف</p>
--	---

رویف قاف

۲۶

۸۳

<p>خدا ناما ہر بت سنگ آستانہ عشق نہ کم ہوں سکے داغ دل گیارہ عشق جبین قیس بنے سنگ آستانہ عشق دام دل میں ہے داغ الفت ساقی یہ محفل طرب حسن ہر نہیں مقبل یہ کہکے پھرتی ہوں رات آسما فلک ہو آفتاب پیالہ فرشتہ خوش ساقی</p>	<p>چلو نکا پائے نگہ بن کے سو خانہ عشق بھرا پرار ہے یارب سدا خانہ عشق جنون ہو خیمہ لیلی سیاہ خانہ عشق نہ ہجر داغ ہو یارب شراب خانہ عشق صدا گلوے بریدہ کی ہر ترانہ عشق ملے تو خرمن مہ وے کے لون میں انہ عشق خم فلک ہو سب سے شراب خانہ عشق</p>
---	---

<p>تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی سوز غم سے یکسی کی دل جلا چالیس دن زہر نشان کا خم ابرو میں رکھتا ہی فروغ ازدہا تہی ہی شعلہ ہر دم آتش نشان کرمیاں کرتا ہی پروانہ جسے حب و شمع و حلقہ کیسیہ افشان رخ کی دیکھی روز و تم جب بے پردہ دکھا کے غدار نشین اوس لب شیر نیلے تل کا تھا مجھے جالسور</p>	<p>چاہ میں خسار یوسف کے ہوا روشن چراغ ہم غم یونکی لحد پر یون ہوا روشن چراغ طاق کعبہ میں نظر آتا ہی پار و روشن چراغ کنجہ مارسیہ فرقت میں ہوا روشن چراغ مثل شعلہ شاک سے دھتے ہیں روشن چراغ دنکو ملک شام میں آئے نظر روشن چراغ پردہ فالوس میں چھپ چکا روشن چراغ ہوں سر دفن بھی مٹی میں تل سے روشن چراغ</p>
--	--

<p>سوز عشق شمع رو سے جل گیا ہوں امی وزیر اس سے میرے سر میں کرتے ہیں بر روشن چراغ</p>	<p>بھولوں سے تیرے ہجر میں ہر غدار باغ ہر داغ و آبلہ سے یہ رشک ہزار باغ تیغ و سر دکھاؤ اگر ابرو وون کی تم</p>
---	--

۸۲	روایف و	۱۳
دیکھو اب اگر کو غریبان کی طرف دونوں ہاتھ اپنے نہیں بکرا ہوت جنوں قید یوسف کو کیا پر تھار لیا کو نہ چین		قبلہ وین پاؤں سر کو حی بان کی طرف ایک دامن کی طرف ہر اک گریبان کی طرف نالے کرتی تھی وہ جا جا کے زندان کی طرف

<p>کیا فروغ عارض پر نور ہر نام خدا وانت مسمیٰ ملنے میں چمکے وہاں تنگ سے کیا حرارت ہر تے مجروح میں اہو شعلہ کو چہ زخم سیہ بختان میں کھاتا ٹھوکرین کیا ترقی پر فروغ حسن ہوا ہو شعلہ و لائی ہر پروانہ ولسخوست کی کیا خبر یوں مے مے سپید بریں میں دین غ جو گوشہ گیری شمع جانی سے دیتی ہر نجات گرم وصف شعلہ ویاں ہوجن بعد کبھی ہو تجلی طور کی شعلے میں اسکے اکلال عشق لطف خانہ برباد آیا کھینچون آہ گرم سبزہ خط میں نہان ہر وہ عذارا قشتین چھپ کیا جب پھول تو نہیں کوئی اور عند لب</p>	<p>دماغ چھپکے بنے میں ماریت پر فن چراغ یا شبستان عدم میں ہو گئے روشن چراغ زخم کی ہتی بنی ہر شعلہ زخم تن چراغ جو ہرون سے گزیر کھتا خنجر آہن چراغ جل بجھے غریب گریہ دیکھے ترا جو بن چراغ کیون حساب کی آتے ہی کرنے لگا شیون چراغ چاندنی میں طرح بے نور ہوں روشن چراغ خوف صحر کا نہیں گریہ تہ دامن چراغ بنگیا ہوا ہر اک خستہ مدفن چراغ گہ بنا تو لیکے خاک واوی امین چراغ کالی آندھی آگہی جلدی کون روشن چراغ یا لیے ہیں خضر پیغمبر تہ دامن چراغ ہم یہ سمجھے ہر حفاظت کو تہ دامن چراغ</p>
---	---

دماغ عشق شعلہ ویاں بچونک دگیا اسی و زریہ
اک نہ اک دن ہو گا قصرتن میں آتش زن چراغ

۱۱

۸۱

<p>چار دیوار عناصر میں ہیں ماریت پر فن چراغ جسم فانوس خالی ہر دل روشن چراغ</p>	<p>اشتعال آتش غم سے ہیں دماغ تن چراغ دیکھتا ہوں سارے عالم کا تماشا آپ میں</p>
--	---

ثابت قدم ہر بسک رہ سوز عشق میں ز نہار بزم میں نہ ٹھہرتی ترے حضور دیکھے اگر وہ روشنی نقش پائے یا کچھ ساق یار سے جو کرے ہمسری تو دو شب غدر لنگ کر کے نہ اوں بزم سے ہر گرم وصف پائے نگارین جو بزم میں پروانہ رات مر کے لگن میں عجز کیا زلف دراز چلنے میں لٹپی ہر ساق سے ثابت قدم وہ ہوں کہ لکھا ہے جو وصف پا	سب عاشقوں میں چاہیے تو قیر پائے شمع ہو تانہ شمع دال جو زنجیر پائے شمع کرنے لگے تنگ بھی تھیر پائے شمع ہر لطمہ صبا سے ہو زنجیر پائے شمع اللہ ری عقل و فطرت ترویر پائے شمع منظور کیا ہی یار کو تحقیر پائے شمع لوح مزار نگیا گلگیر پائے شمع ایماہ یا کہ شب ہو ی زنجیر پائے شمع ہر سطر میں ہو عالم تصویر پائے شمع
---	--

ولہ

روبر و تیرے کمانہ روز خیار شمع
ہو گئی کا فور اسی مہ گرمی بازار شمع

۱۹

روایت غین مجرب

۸۰

سورغم سے یان جلا کر تے میں رغوں چراغ
یاد عارض میں ہو ہر جان کا دشمن چراغ
چین کیسوی نمایاں لوں ہر عارض کا فروغ
کیا سیہ خانہ مرا پر پول و آفت خیز تر
ہو جنوں دیکھے جو اسکے تیشیں خاک و فروغ
بنکے میں موفتیہ و اغما سے تن چراغ
آنکھ دکھلاتا ہی شب بھر صورت زہن چراغ
شام کو بسطرح سے کر دے کوئی شبنم چراغ
افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ
چاک کر ڈالے حریر شعلہ کا دامن چراغ

شام سے روتا رہا تا صبح میں دلننگ شمع روئے شب کو دیکھ کر فانوس ہنارنگ و شمع نالہ و سخت دل سوزان برنگ ننگ و شمع وصل کی وہ رات یاد آتی ہر اور وہ جنگ و شمع	تھا ہم مذکو جو سوز و گداز عشق کا جامہ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا ہجر کی شب کا روان شک کے ہمراہ لڑکے ہاتھ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا
--	---

کھینچتا تصویر اگر مجھ دل جلے کی ای و زیر سوز میں پھر ایک ہوتا خامہ از رنگ و شمع	۷۹
--	----

اون پاؤں کے نڈاگے ہو تو قیر پاے شمع جو موج اشک نگہی ز بخیر پاے شمع کب ہو سکے تنگ سے قہر پاے شمع پروا و انہیں ہو جیسے کہ تو قیر پاے شمع ایر اشک شمع کھینچو تدبیر پاے شمع رکتے ہیں اپنے پاؤں تھی تیر پاے شمع سہ کو نہ کاٹ چاہیے تغیر پاے شمع بہتر ہو اپنے پاؤں سے تقدیر پاے شمع کچھ کہتے ہم تنگ سے قہر پاے شمع لے سیکھ شمع دان سے تسخیر پاے شمع کھینچی ہو سوز عشق نے تصویر پاے شمع	ہو مثل شمع طور جو تنویر پاے شمع ثابت ہوئی ہو کون سی تقصیر پاے شمع کیونکہ ہوتیری ساق بلوریں کا حصے و رتبہ ہو گئے شمع کون پاے یا کا پونہ پا ہی ایتو شعلہ سر اوسکے پاؤں تک اغزش قدم کو کچھ نہوی سر کٹا دیا رکھنا قدم جو بزم میں تیری گناہ ہر ہم تو قدم نہ رکھ سکے اور وہ ہو بزم میں یہ آرزو ہو پاؤں ترا کر کے رو برو دیا ہو اپنی جان عیش جگے ای تنگ دل جلتے جلتے سینے میں کچھ نہ بھر جا جو ہر
--	--

بے تے پڑے نبھا کین مرغ چشمی کلیم
 اوین بھیہو کے کو اگر دیکھے قباہنے ہوئے
 دلو کو خالی خدا تا بخشے اپنا داغ عشق
 مثل فانوس خالی وہ بھی گردش میں ہے
 ہوں کی چشم مست درویشوں کا شہید
 کیون نہ میں دیوانہ ہوں اسکی نفاست دیکھ کر
 اسی تاریکی شب فرقت کی ہر ملتائیں
 گزرتی موج اشک کی زنجیر سے پابند ہو

گو دکھائے آنسو سے اپنے آب و اندھ
 جا نہ فانوس بھاڑے صورت دیوانہ شمع
 جب نہ کوئی جلائے آہ صاحب خانہ شمع
 ہوں وہ سرگردان سیر اگر افسانہ شمع
 میری تربت پر چڑھانا چاہیے پیمانہ شمع
 جاے مشعل نہ میں کھتا ہر سگ جانہ شمع
 ڈھونڈتی پھرتی ہر کاشانہ مرا کو انہ شمع
 بے تے محفل سے بھاگے صورت دیوانہ شمع

آتش غم بعد مردن اپنے کام آئے وزیر
 استخوان میرے جلائے جان کر جانانہ شمع

۱۲

۷۸

ایکدن چھاتی ہر اور بالین ہر اور ہر سنگ شمع
 قبر پر بہر نشان کھنا گل و رنگ شمع
 اتنا کھیاں ہو وہ آئینہ زنگ شمع
 رات بجا تھا جو وہ آتش عند ارشاد شمع
 گریہ پوز عشق کیساں جو نہیں لنگ شمع
 ہجر میں ساقی جہین جام شراب جنگ شمع
 ہر مشابہ اور کجا روئے آتش رنگ شمع

ہر دوون بزم ساقی مہرب جنگ شمع
 ہوں کسی نقد و ساعد کا میں بار شہید
 روشنی خط سے ہوئی زائل نہ روکار کی
 شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ
 اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہیں کیا ضبط ہر
 چشم بچوں دل نالان داغ یاس میں
 مثل پروانہ جلیں کیوں نہ اہل جہنم

چھکروں میں گل کے مین مٹنچ جانا نہ شمع
 ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہر
 کس بجھو کے فراوٹھائی رخ محفل میں بقاء
 ہر مین جوان ہمارو سکی لفین ہر سانچے میں بھلا
 رنگی شعلے سے گل ہونے میں قاتل کی صدا
 اک تہے آنے سے ایسا قی ہر نرم آراستہ
 جلوہ گرد ہر پار بزم آشنا وغیر میں
 بزم میں گردے روشن سے اوٹھائی تو نقاب
 بینی پر نور چشم ست ساقی دیکھ کر
 کاٹتا ہر سر کو کیوں اولیٰ بیان تعزیر
 کٹ گیا سر بزم میں لیکن یہی تاب قدم
 ہو فلک پیدا ہو میں شعلے سے آفتاب
 کرتی ہر تیار بالش فکر خواب صبح ہر
 اور جون سیوز غم کا ہر اثر مرنے کے بعد
 گو کہ جسم ہر نام پر ہو کیا اوسکا کوئی
 ہو گیا روشن جسم کوئی نہیں بنیا و ظلم
 تہا یہ جاب و سنل یاب ہر خدائی ہاتھ میں

باغ بزم یار میں ہر سبزہ بیکانہ شمع
 ہر ہر اکسے سراپا ہر قد جانا نہ شمع
 گرد پی ہر برق کی صورت جو بتیا بانہ شمع
 پنجہ گلگون ہر شعلہ ساعد جانا نہ شمع
 پھونک کر نہ سے ہر بجائیگا جو وہ مستانہ شمع
 ہیں گل و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع
 ایک سے روشن ہر میان کعبہ بتانہ شمع
 شرم سے چھپنے لگے زیر پر پروانہ شمع
 کہتے ہیں ہم جلتی ہر پیش درمیانہ شمع
 تیری محفل میں قدم کھتی ہر گستاخانہ شمع
 ہر تو زن کھتی ہر لیکن بہت مردانہ شمع
 آتش رخ سے اگر روشن کرے جانا نہ شمع
 بھرتی ہر فالوس میں شب بھر پروانہ شمع
 جانا ہر ہر یون کو ہر ساک دیوانہ شمع
 کب کرے روشن بھلا زبور کا کاشانہ شمع
 گرد نور نور امی شمع ہو پیدا نہ شمع
 ہو کے روشن بن گیا گنگھی کا ہر زندانہ شمع

دے کو خط حال زبانی کہے اوں کو خط رکے کہتے ہیں لب گوہر ہم حسن پرست یا دیستان چمکھے کرتی ہر دیوانہ فوریہ	جائے طوطی سخن گو جو کہ بوتہ کے عوین آئینہ لوح کو درکار ہر پتھر کے عوین سنگترے پر پڑتے ہیں گلزار میں تپھر کے عوین
--	--

روایت طائے معجمہ

۱۰

چلے تجھ نے لوح خدا حافظ
تیرے کوچے سپیچ اٹھا کے چلے
دم عیسیٰ سے بھی شفا نہوی
ہر بہت زور و رنج دل میرا
اوس صنم کو خدا کہوں نہ کہوں
دل کو بتخانہ کر کے کعبے چلے
ہر فرنگن کے گورے ہاتھ میں دل
دیر سے مثل نالہ ناتواں
بات بھی کی تو یہ کہا شب وصل
شہ خوبان کے غم میں جان چلی

تم بھی زاہد کہو خدا حافظ
کیسویں مشکبوح خدا حافظ
لو بس ای ہمدرد خدا حافظ
یا زہر تندرخت خدا حافظ
ہر سخن گو گو خدا حافظ
زاہد و راہد و خدا حافظ
جان کا صاحبو خدا حافظ
جاتے ہیں ای بتو خدا حافظ
جائیں ہم تم کہو خدا حافظ
ای نہ میرا پ کہو خدا حافظ

روایت عین مہملہ

۲۸

شعلہ خمار اگر دیکھیں پروانہ شمع
آتش رخ سے اگر روشن کر دیں جانانہ شمع
دو دسان بھرنے لگے گرد و سر جانانہ شمع
اک ایک شبتاب سان بنجا ہر پروانہ شمع

مر گئے ہم تو یہ اوس بسٹ کہا در بٹے	گئے اللہ کے گھر آج مے گم کے عوں
مجمو موسیٰ کیا فرعون بنایا اوسکو	زر تو نگہ کو دیا حدیث مجھے زر کے عوں

۷۵	جنکو بے بستر کل نیند نہ آتی تھی وزیر سوئے میں خاک پہ وہ بھولوں کے بستر کے عوں	۱۶
----	--	----

<p>ساقیا آب جو مانگوں مرا حمر کے عوں سر مرا کاٹ کے تلوار گلے پر کھدی تیغ ابرو کی شکایت ورتی دل کھی ناتوان بہن جو اوٹھے التویاں آٹھے فارغ البال کیا مجھ کو پریشانی نے زر کو لکھے کوی اولٹا تو وہ زریو جہاں میرے نالو سے شب ہر زریں کا بن اٹھی ابرو پار پہ قطرے یہ پسینے کے نین باد کا رگل نو خیر خزان میں ہی سی کچھ کھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا شک کا تا ساقیا مژدہ کہ انہی ہی مستانہ بہار آج سو سٹے روتے ہیں طفل نادان خوش اسباب کی بس عالم اسباب میں تھی</p>	<p>کالائے عمر کو بھر دیکھو ساغر کے عوں دی ہی شمشیر و سیرا نے اک کے عوں اوچھنے رخنوں کے جو خط پڑ گئے مسطر عوں دی جگر روزن لوار نے لودر کے عوں رہتی ہی پیش نظر زلف معبر کے عوں زر ملے طالع و اثر و کلی سبب کے عوں آسمان ٹوٹ پڑے آج نہ اختر کے عوں گوہر اس تیغ میں پیدا ہو جو ہر کے عوں شاخ گل میں لبلبل ہو گل تر کے عوں عیب پوش تن عریان ہوا جاو کے عوں شاخ میں اب تو گلابی ہو گل تر کے عوں دامن خاک ہو گل من مامور کے عوں سور ہے بعد فنا خاک پستہ کے عوں</p>
--	---

جلوہ افروز ہوا سیٹھ سوار عارض	رم کرے جلد یہ آسوسے سیاہ شب بھر
۱۷	۷۴ خط شبنم وہ آغوش زلف سیاہی و زہر یوسف روز سے افروز ہو قار عارض
<p>بہر دو قبضے کی کٹوری کبھی ساغر کے عین سیپ میں آب گہر تہہ گویہر کے عین رگ گل فصد کو درکار ہر نشتر کے عین تیر کے پرے بازو میں ہر کیا پر کے عین خم لگا دے مرے منہ سے کو سی ساغر کے عین بچول کیون مجھ کو لگائے نہیں تیر کے عین سک سرمہ جو لگاؤ انھیں تیر کے عین مرغ دل نامہ لیا کے کبوتر کے عین سلطنت آئینہ کرتا ہی سکند کے عین غنیہ گل جو انکھ میں ہوں غلہ کے عین لگے راہ میں ہرن بہن رہبر کے عین آبلے سیپ میں پیدا ہو گوہر کے عین کاش ہوتا میری گردن سپو سر کے عین مرغ یا قوت پر آئے گا کبوتر کے عین</p>	<p>آب شمشیر ملا دوسے حمر کے عین آبلے بھوٹ بڑے لکے بھڑکین گھیر دست نازک جو تراویکھے تو فصا و کہے جانبلا غ کمان کیون میں اڑا جاتا ہوں ساقیا بھول گیا کیاری دریا نو سہی گل خسار کا دیوانہ ہوں نازک ہر مزج جوشی چشم سیہ عین عنایت سمجھیں رشک کی جانہیں بھر کچھ مجھے سوہن کشور حسن ملا پر تورخ سے تیرے مثل شبنم عرق آجائے رخ گلگون سنگ ہو گئے بت کہے چلے تھے خمضر سوے دریا نلکہ گرم سے دیکھا کس نے وخر زر عین روح بدن میں ہوتی اوسنے خط دست حنائی سے لکھا ہر مجھ کو</p>

<p>پاے نظارہ نراکت سے ہر بار عارض دیکھ ڈالے ہیں بہت لیل و نہار عارض</p>	<p>کیونکر ارمی حسرت دیدار تجھے سمجھاؤں نازیبا نکرے خط سیہ رنگ صبیح</p>
<p>۱۵</p>	<p>۷۳</p> <p>کیا تجھے دے وہ بھلا نصرت نظارہ وزیر رنگ خسار نراکت سے ہر بار عارض</p>
<p>کہ نگہ بیٹھ رہے جا کے کنار عارض گھر گیا مورچہ خط سے حصار عارض نہ بٹھک جائے کہیں اور بھی نار عارض دیکھیے آپ ذرا گرمی نار عارض رنگ بدلا کیا وہ شعلہ نار عارض نخل گل ہو جو بڑھے شعلہ نار عارض اڑ گیا تھا جو خط یار غبار عارض رات گل تکیے سے لیتے رہے کار عارض گرد و امان نگہ ہو نہ غبار عارض تھا فقط ایک نہ میں عاشق نار عارض کہیں میں نہیں کسی جا ہو مزار عارض عاشق چشم ہوں اور عاشق نار عارض کیجیے سایہ گلبن میں مزار عارض</p>	<p>کیا ہی دیکھ پ ہر ای بار بار عارض تیغ ابرو چنچنی تیر مژدہ بھی نخل آتی ہو کوچہ کیسو سے پریشان ہوا آیا پیشانی گردون پستار و نسو رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر خال خسار دکھائے تمھیں عجاظلیل کوچہ زلف سے کیا آئی صفا بیز ہوا یاو خسار میں پو سے لیے منہ کھٹک شست شوا شکون سے کروں ٹھہر ارمی حسرت اونکے ہر عضو شیدا تھا ملی و سی سزا ٹکڑے ہو ہو کے گڑے ہاتھ کہیں باک میں گر جا کرتے ہو ہر عضو صیت بھی سنو نخل نرگس کے تلے آنکھیں مری دفن کرو</p>

کیونکہ وہ بلین سمے جب اتنے ہون انداز
قامت سوز نسے کیون ہر شے سوزن دراز
جور و ستم و ناز واد اشور و شر انداز
بدنام ہوتا ہر قد سے ہو جو پیراہن دراز

روایف ضاد و حجبہ

۱۷

۷۲

خض آرا دہو نام دیار عارض
خط شبرنگ جی ہر شب تار عارض
صبح ہو جائے گی اک دن شب تار عارض
عارضی ہر چمن رخ میں بہار عارض
غازہ عارضی ہر احوال سے غبار عارض
پھول سے گالو میں چھبے جائیں گے خار عارض
زلف اوسیم بدن کیون نہو مار عارض
پھر طلب ہو مرے اللہ تار عارض
ساتیہ زلف نہر کیسے ہر بار عارض
رونگے بھوسے میں عارضی شر عارض
عند لیب لالان ہر شکار عارض
اپنا خسار ہر یہ عاشق زار عارض
وا ابھی شکل میں نہ ہو کنار عارض
بھڑیا پھولو نسے دامان بہار عارض

سبز خط سے بڑھا اور وقار عارض
نہا حسن گیتی صبح بہار عارض
اوجوان خط سیہ ہو گایہ پیری میں سفید
ہر گلو کرتے ہو کیا حسن و روزہ پر غور
دولت حسن یہ یہ خاک اور رکھی ہر
اوس رخ صاف کیا روع خط رکھو
دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا
صاف ہو آئینہ سان بھر خط مشکین جا
ہر کہاں خط سیہ دے سے اسکے ہو کیود
ہر تری لہ سیہ و درخ آتش رنگ
سو جہ نکمت گل ہی پے بلبل گلام
گال پر گال فرار رکھ کے تماشا دیکھو
کرے قالب کو تہی شوق ہم غوشی میں
گل کھلاتے ہیں پسینے نے رخ رنگین

قطعہ

<p> موٹگانی سے ہر فرسودہ مرانا خن فلک پائے نازک میں نظر آتے ہیں بوسنکشا ساقیا ہمنے شب وصل میں پی تھی شراب ہم تو اس شرم رہائی سے ہیں پانی پانی دیکھ کر حیرت بہتے ہیں ہاؤ کو شک یار کی گرمی فتار نے عجا کر لیا </p>	<p> نہ کھلا عفت یہ کمر کا گرہ ہو ہو کر آتے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہو کر روزِ فرقت نکل آتی ہر وہ آنسو ہو کر دیدہ چاکِ قفس سے چلے آنسو ہو کر پانی سوچ کو دیا کرتے ہیں ہندو ہو کر اور گئی فندقِ یارات کو جگنو ہو کر </p>
--	---

<p> ہوں وہ عمدہ گر انظر و نسے اک پل میں وریر کی جبکہ بھی جو کسی آنکھ میں آنسو ہو کر </p>	۵
---	---

<p> قبر کا ساتھ پس مرگ نہ چھوڑے تھیر قبر میں بھی سروریدہ کو بھوڑے تھیر لائے اب تیشہ فرہاد عوضِ شتر کے ابلی کچھ فصل ہاری میں یہ چوڑش جنوں ابو عاشق ہوئے تم تجبہ لگا جو چاہے </p>	<p> ہم انسا نسے فاقہ میں ہیں وڑے تھیر قل کے ڈھیلو کی عوض چاہیں وڑے تھیر کمد جراح سے یان سر کے بھون وڑے تھیر سز کا لے جو شتر شاخ سے پھوڑے تھیر تیر تلوار تیر بر چھیان کو وڑے تھیر </p>
---	---

ولہ

<p>منہ سے نظر صاف وہ ہر یار کی تلوار</p>	<p>آئینے کا آئینہ ہی تلوار کی تلوار</p>
--	---

<p>روایف زائے مجھ</p>	
-----------------------	--

<p>جائے نہیں دیتا مجھے دربان در انداز</p>	<p>ہاں لہجہ یو ای اشک مرے خانہ بر انداز</p>
---	---

عاشق زار ہون میں صبح ہو ہی تو نڈرو
 شیشہ دلمین تے تیغ اوتر آے کہیں
 شوق سے حکم کرے سجد کا پیغمبر حسن
 ہم بھی تجا نے سے جا کلیں کہہ ہی مڑوا
 ساغر چشم کی ہم فکر میں یہ محو ہو
 اس قدر پس گئی تجہ کہ نظر آئے نہیں
 نالوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید
 جسم سے روح نکل آئے پے استقبال
 جان پڑ جاتی ہوز لور میں بہتے سے تر
 چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازے کا
 جنس دل جانچ بھی لے توں بھی لے خضر
 ناک بھون ایسی چڑھائی کہ ہوانا موزوں
 آدمیت یہ خدا داد ہی اللہ اللہ
 رشک سنبھل ہو ہی بلبل کی لہان نظری
 ٹھہرا ہر چو شش گر یہ کہ کلاکت جائے
 نہ ہٹی باغ سے آد جو مرے گل کی سنی
 تم نہا کر جو چلے غم سے ہم شکر دریا

چھپ ہو گا گل قالین میں ابھی لو ہو کر
 میان سے نکلی ہو محبوب پر پرو ہو کر
 آتین سجد کی نازل ہون ابرو ہو کر
 حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہو کر
 سر بھی زانو پہ رہا کا سہ زانو ہو کر
 اب تو گلزار میں گل رہنے لگے لو ہو کر
 کیا بہانہ ہو جو بہ جائے اب آنسو ہو کر
 چلتے ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہو کر
 کہیں اور جاے نہ جگنی ترمی جگنو ہو کر
 نجد میں قیس کو دیکھ آتی سحتی آہو ہو کر
 رہ گیا سینے میں کیون تیر ترازو ہو کر
 یار موزوں یہ ترا مطلع ابرو ہو کر
 انس انسان سے کرتے ہو پرو پرو ہو کر
 زمیت چہرہ گل ہو گئی کیسو ہو کر
 آب شمشیر نکل جائے نہ اچھو ہو کر
 رہ گئی صبح بہار ہی گل شبو ہو کر
 آگیا دیدہ گرداب میں آنسو ہو کر

یہی سمجھ کے گلے کا ٹوسخت جانوں کے
 نٹور پاؤں سے میناے مڑکوا مڑا ہر
 گاموری کھاؤ کہ ہو جائیں سرخ و سفید
 نثار کرتے ہیں آؤ کچھ جان نثار کر پاس
 نمود خط پہ وہی ہو صفائی عارضیار
 بنا ہو خواب اجل انکو نام سونے کا
 لگے گامو فیون کے ہاتھ مال فومی کا
 لڑین نہ بہر خدا مجھے منکر دیدار
 حباب وار ہر آمادہ فنا دریا
 نہ پوچھو جشیون کیوں کھلی ہو فصد
 تمھارے قصہ صفا کی اہ کیا ہو صفا
 نیاز نامہ چلا لیکے ناز پروردہ
 زمین پہ دوڑ کے آنا بھی آدمی چلے
 لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگے تیغ

ہم اپنی تیغ کو کرتے ہیں تیز چھپر پہ
 فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہر کاسہ سر پہ
 دکھاؤ آتش یا قوت آب گوہر پہ
 گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پہ
 غبار آئینہ ہر خاطر سلکت در پہ
 ہمیشہ طالب ز جان بیتے ہیں ز رہ پہ
 کہ سانپ بیٹھتے ہیں دولت تو نگر پہ
 یہ فیصلہ تو ہو موقوف روز محشر پہ
 صدف کو ناز عبث ہو طلسم گوہر پہ
 یہ خون چکان ہو حکایت زبان نشتر پہ
 پھسل کے سایہ دیوار گہرا در پہ
 کہ مفتون کی ہو چوٹی سر کبوتر پہ
 یہ شوخیان نہیں اچھی ہیں شاد در پہ
 خضر نے ناؤ چرھائی ہر آب گوہر پہ

وَریر بعد نبی مرتضیٰ نبی ہوتے

نہو تی خستہ نبوت اگر ہمیں پہ

روح میری گل عارض مدین سے لوہو

ہوں وہ بلبل جو کرے فوج خفا تو ہو

وہاں رحم گلو سے اگر ذرا چوسوں
 فقیر خانے میں جو آئے بس بہین بیٹھے
 تمہارے یوسف خسار کو اگر دیکھے
 ادھر او دھر ہے گھر سے ترے کبھی
 پری کی طرح جو شیشے سے نکلی دختر
 وہ کرم خون ہی میرا اگر ذرا بھر جائے
 جو آیا جانے کا ہی یہ گھر ترا دھسپ
 کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے
 خطاب شاہ شہیدان عطا کر و ظالم
 کسی نے نگہیں بھجائی ہیں کیا تمہارے
 تری مژدہ کی صفت لکھ کے خط میں بھجیا
 وہ بگجان ہوں کہ خط دیکے بندین یز
 اوٹھی جو موج و م خندہ آب دندان
 عیان جبین گل ہوشل جبین
 غضب ہوا کہ بت سنگدل دل آیا
 نگاہ قہر ہی اسی جان نامہ بر یہ کرد
 خدا پرست سے کہد و ہو ہیں سنگ پرست

سمٹ کے آب ہو قطرہ زبان خنجر پر
 گلیم سایہ دیوار ہی بچھی مری پر
 درو آئینہ پرٹھنے لگے سمیر پر
 برنگ سایہ بین دیوار پر کبھی در پر
 گمان بد سے رکھا ہاتھ چشم ساغر پر
 پسینا بن کے نکل آئے آب خنجر پر
 پڑی ہی سائے کے مانند چاندنی در پر
 کہ اپنے پاؤں کو جادی ہی انکھوں پر
 ہمارے تیغ کا سایہ پڑا مرے سر پر
 گمان از نگہ ہو جو تار بستر پر
 پھری اہل کی چھری گردن کبوتر پر
 پنہاں باز کی ٹوپی سے کبوتر پر
 بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر
 جو پاؤں کھو تم ہو جان جان گل پر
 خدا بچاے کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر
 کبھی تو باز کو چھوڑ دے کبوتر پر
 نشان پا پے بنی پڑ گئے ہیں پتھر پر

بناوٹ فریگار باتین سہو اتین خموشی نے
 کھلے کارا الفت گرہ چسپے کے چرچہ میں
 نہیں ہو کر دین باتین کر دہشتم سنگھو سے
 دغلطان نکل آیا صدف سر عشق و نہا
 یہی کہ کہکے شب بھریا کو پیش نظر کھا
 وہاں جلقہ در سے مکان یا کہتا ہر
 جہازی تیغ قاتل کی جو کشتی نیکو آلوچی
 نہ توڑے پھول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بہار
 سفر میں میری آنکھوں سے یوسف کو کایا
 رخ گلگون کا نقشہ اور کردی بیت ابرو کی
 تری آنکھوں کے نظار کا سودا لیا ہو جا
 وہ پیاسا ہوں لگا کر تیغ پر آب سنبھلی
 زمین نقش با سے خط پہ خط تر یوں صاف
 لب بام آگے گر دیکھو تماشا تھک دھلاؤں

نپو چھوٹے کیا ہی منہ کی کھاتی نیریا ہو کر
 گرہ کی محکرو سوامیری خاموشی بیان ہو کر
 مسیحا ہوتے ہو مشہور ابھی معجز بیان ہو کر
 لگرہ دیتی لے چلی رگب وان ہو کر
 دکھاتین گی تماشا تھک دھلاؤں نکھین بتیان ہو کر
 نکالوں تجکو آدم کی طرح باغ جنان ہو کر
 اوڑالائی لگرہ باد مخالف بادبان ہو کر
 پھر کا طائر رنگ چمن بے آشیان ہو کر
 عباد میں نظارہ گرد کاروان ہو کر
 بہار نظم دکھلائے گلستان بوستان ہو کر
 رہیں پانگہ میں انکے حلقے پیریاں ہو کر
 نکل آئی وہاں خم سے سوکھی زبان ہو کر
 جو تو پوچھتا ہے نامہ صورت خار وان ہو کر
 کند آسا چڑھوں تازنگہ پر ناتوان ہو کر

۴۴

۶۹	کہیں گزندہ در گورای و ز میرابہ تو زیبا ہر کیا ہر مینے پیداسنگ مرقد سخت جان ہو کر	۳۳
وصال میں تو کرو رحم جسے لاغر پر	کہو تو لیٹ رہوں ایک تار لیٹر پر	

کمان ابرو کی ایسی نرم سی آئینکا جو ناوک
چھوڑاتی چوسکر مینے مٹی تو کیا ہنسی مایا
فلک میری طرح آخر تجھے بھی سپا لیکھا
ہمارے ہو کر اپن اہر سگ جانان تو کھائے
جہان چاہیے ویسے بند کھلائی نریگی
ستم کو او سکے بد کہیے تو خونریزی تالی
نہانے چین لہراتی ہر لطف پار دریا میں
ادا سے جھک کے ملتے ہوں گے قتل کرتے ہو
اوٹھا تکی جو بیکو حوش دل یار کے در سے
کہا جو سنے جا ہا صفت یاں لب نہیں ملتے
اثر باقی رہا بل بے شب فرقت کی تاریکی
خط نوخیز میں عارضِ تیرے چھپتے جاتے ہیں
گرا قد مون چید ناتوان تھا ہاتھ سے جھٹکے
ترے وحشی کو برسوں ای پری کنبہ آئی

رہیگا استخوان میں اپنے مغز استخوان ہو کر
لباوس محبو کا چھپنے لگا منہ میں باہو کر
اوڑیگا ای ہاک روز گزرتا استخوان ہو کر
لام استخوان ہو جائیں مغز استخوان ہو کر
بصر آنکھوں میں گویا زبا نہیں دلدین جا ہو کر
کرے سنگ لامست نیز خنجر کو فسان ہو کر
ترپنے لگتی ہیں پانی موج میں جھیلیاں ہو کر
ستم ایجا دہوناوک لکاتے ہو کمان ہو کر
گرنگے پاتریے پاؤں پہ اپنے پیریاں ہو کر
سبک کر دیتے ہیں حر و سخن باکران ہو کر
چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دھوان ہو کر
پری بن جائینگے اس سر شیشے میں نہاں ہو کر
جلکہ دے ہونے نقش مایہ صیاد آشیان ہو کر
اگر خواب گراں آیا بھی تو سنگ گراں ہو کر

وزیرِ یار و سکا ہوں میں شاگرد جسکو کہتے ہیں منصف

۱۶

لیا ملک معافی پادشاہ شاعران ہو

۶۸

اگر دے چار دیو ار عناصر لامکان ہو کر

گدجا عالم امکان ایدل نور جان ہو کر

<p>سرخ و ستار جو تم باندھے ہو جانان سر پر کرو و آزاد کہ ہو شور اسیران سر پر ای جنون یونہی اٹھا لو غمین بیاں سر پر صورتِ چتر ہو یہ گنبد گردان سر پر چہم کر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر</p>	<p>صاف ہو مثل حنارنگ کفن پاسو عیاں دل عشاق بہت گیسو و غمین نالان ہیں جس طرح ٹوکری مٹی کی اٹھالے غیرت تختِ ہر دم خاک نشین و نکور ہیں دامنِ دشت میں جب پھاڑ پھیکا</p>
---	---

<p>۲۵</p>	<p>ناتوانی نے حمیدہ یہ کیا محسوس کر زیر پا چاک گریبان ہو تو دامن سر پر</p>	<p>۶۷</p>
-----------	---	-----------

<p>نہیں کو مچ جانان رنج کی آسان ہو کر ہو گئے گل پانی پانی بچلا آب و آن ہو کر اکیلے پھر رہے ہو یوسف کے کاروان ہو کر گیا یا نسے کو تروانسے آیا مرغ جان ہو کر لباس تنگ ہو او تر گیا آخر و جھیاں ہو کر صدمہ جنش لب و تیہ صدمہ فغان ہو کر رولاٹیکا شعلہ میری آنکھوں کو دھواں ہو کر کہ زیر خاک ہوں کرونگہ سے ناتوان ہو کر اجل بھی دستِ آئی نصیبِ شمنان ہو کر عزیز و یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر</p>	<p>چلا ہوا دلِ احت طلب کیا شاوآن ہو کر کیا ویرانِ حنین کو آئے ہو کیا تاج ہو کر اہی خاطر قتلِ عاشقان سے منع کر دیتے جواب نامہ کیا لایا تنہا جان میں جان آئی غضبِ ہر دم سے ہر جامہ تن کا جدا ہونا اگر آہستہ بولوں ناتوانی کہتی ہوں پس غدار آتشیں خط سیہ اکدن نکالے گا کدھر رہو اگر لو محبو کاڑ و اسطرف دیکھو کیا غیر و نکو قتل اونہو موی شہ کے مار پھر صدمہ چاک ہو کر کو چہ کامل سے لایا</p>
--	---

<p>روز لائی تہی ہلا زلف پریشان سر پہ ہاتھ ڈرائیو پونچا ہر گریبان سر پہ شعلہ خسار و صوان گل کل بچان سر پہ لے لے صدا و قسم کھدے گلستان سر پہ لیچلا بار غم فرت یاران سر پہ</p>	<p>بال بال اپنا گرفتار ہلا رہتا ہوں سب بیدار کل امی جوشن جنون بٹھا ہوں قد ترا صاف ہر سانچے میں چلا سمع آئینے وقت خزان چھوڑے آئی ہوں ہا ہوں وہ مزدور کہ مگر نہ ہوا چٹکارا</p>
---	--

۱۶

یاد ابرو میں ہوا سر گریبان جو فیر
آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پہ

۴۴

<p>تیر پر تیر لگے بنکے شرکان سر پہ سچ کہو یا ہر چڑھا خون شہیدان سر پہ حشر کو ہونیکے جب بیڈہ انسان سر پہ اٹھ سکے تو یوں ٹھالوں ابھی ندان سر پہ بوستان پر قدم نہ تو گلستان سر پہ روز پڑھ جاتے ہیں کہ لطف سے قرآن سر پہ صاف ہو گا ہر کہ میں تا گریبان سر پہ بچتر نی لاف ہوئی سلسلہ جنبان سر پہ گل کے سوا بار کرتے تھختہ زندان سر پہ ہاتھ یوں رکھے نہ بیٹھا کرو جانان سر پہ</p>	<p>داغ سودا سے ہوئی چشم نہایان سر پہ سرخ و تار ہوا قاتل و مران سر پہ سر جھکا کر تجھے امی شکست دی کھینکے قید یوسف تھا جان جا کے زلیخا نے کہا گل جو ہر کفش میں تو بچول ہیں پی تری ذکر رخ کرتے ہیں آکر سر بالین مزار ای جنون نغمہ چین سپرین کیون سے چرخوں ہو گا ہمیں ہنسنیکے خبر بخیرین مرت قید اسیران کہن کیا کہیے دوم کا کل میں مچھلی کف نکین کی کھنسی</p>
---	---

کانڈھے پہ او سکے زلف شبہاہ بنگیتی مشہور ہو نہ یار کمین یوسف اسیر قاتل مرے گلے پہ تو رکھ دیجو او وہ مجھ کو قتل کر کے ہوئے ایسے بھروس	پر تو گلن ہر رخ کی جو تنویر دوش پر رہنے لگی ہر زلف کی زنجیر دوش پر گریز کی سے بارہو شمشیر دوش پر ترکش میں تیغ رکھنے لگے تیر دوش پر
--	---

۱۷

کانڈھا دیا جنازے کو قاتل نے امرو زیر
اکیا میری لاش کی ہوئی تو قیہ دوش پر

۶۵

تین رکھ دی مرے قاتل نے جو عیان سر پر ہر جو ٹوپی کے ستاروں کے چرغان سر پر جائے ہو باغ کو پہنے ہو گلابی ٹوپی رات صبا دے یہ کلمے سرافر کیا ناوک غم سے ہر غرابل مرا کاسہ سر اوی جون نالے کروں شیت تہ وبالا ہو جا کے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر نہو گری شمع سر گور غریبان تو نہو اک پر می کے اثر نقش قدم سے بھاگی ہم تھے پانون پر رکھنے نہ پائیں ہر گوشت بخت کی تاثیر اسے کہتے ہیں	جو ہرن کے ہوئے پید اچھستان سر پر نظر آتی ہر دھوان کا کلن بچان سر پر بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ایجان سر پر رہیں لٹکے قفس مرغ خوش الحان سر پر خاک چھانوں جو پڑے گرد بیابان سر پر زیر پا ہر ابھی آ جاے بیابان سر پر کو چہ زلف ہر یا بھول بھلیان سر پر ہر ہر اک رات ستاروں کے چرغان سر پر آگئی تھی جو بلا سے شب ہجران سر پر دین جگہ قمر یون کو سر و گلستان سر پر سر کی دستار ہوئی گنبد گردان سر پر
--	---

ایماہ ہیہ زلف گر گیر دوش پر
قاتل نے کب یہ بھی شمشیر دوش پر
آئے گی بڑھ کے پاؤں تلک کا کل آ
طفلی کی باتیں آتی ہیں سر پین ہکویا
بان تک کھنچا ہر ضعف کہ ہاتھ کو گر
قاتل نے میرے بعد کیے تیرا پر ظلم
ساتی مرا بنامی مکان تو ہر ایک مست
تمشیل دون جو یار کی زلف سے
دوش سحر پہ آئے نظر آفتاب حشر
تاخیر میرے قتل میں ہوتی نہ اس قدر
کیا سر چڑھا کے اسکو گار اسی یار
اوس شمع رو کی زلف سید فام و بھیر
تو ہاتھ سے چھوے تو ابھی شمع بزم
جائینگے اور کے تیری طرف ہند ہیں
گھر کر کیسے دل میں نہ بیوہ خاچھا
بل کر ہی ہی زلف جدا تیغ جدا
اس شک سے کیا نہ کبھی بین ذکر یار

یا مجھ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر
ہی ابر و خمیدہ کی تصویر دوش پر
رہنے نہ دے گی اب اس قدر دوش پر
کیا دن تھے وہ جو کرتے تھے تصویر دوش پر
پھر تاہون رکھ لے یار کی تصویر دوش پر
خنجر نہ ہی کر میں نہ شمشیر دوش پر
لیجاے خشت خم پر تعمیر دوش پر
چڑھ جاے میراؤں کی بجز دوش پر
اوس طفل کو چڑھاے اگر پیر دوش پر
کر تی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر
بل کر ہی ہی زلف گر گیر دوش پر
پھپھتی کہون ہی کہ ہی گلگیر دوش پر
رکھے اوٹھا کے پاؤں سر گلگیر دوش پر
پر بن گیا جو آ کے لگا تیر دوش پر
مٹی اوٹھا نہ تو بے تعمیر دوش پر
ہوتی ہی میرے قتل کی تدبیر دوش پر
کر لین کہیں فرشتے نہ تحریر دوش پر

کرتی ہر گنہ خلق خدا کچھ نہیں کہتا وقف ہر گنہ نازک ہر بہت غومی محمدؐ

روایت رائے محلہ

۱۳

۴۳

کو ہی دم اور بھی ایسے دم و نسا کر
صبا کہد بچو کچھ خاک اوڑا کر
چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر
تو کیا کہتا ہر کچھ اپنی دوا کر
اجل پھر جائے گی بالین تک آ کر
قیامت کی ہر کیا قامت کھا کر
تو کیا رونے لگے ہم منہ چھپا کر
جو گر پڑتی ہر بجبلی تلبلا کر
کیے سجدے کئی سکر جو جھکا کر
کہ ہم بیٹھے ہیں سر سے ہاتھ اوٹھا کر
بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر
لگا جب کو سنے وہ ہاتھ اوٹھا کر

فرا تو دیکھ لے وہ ہسکو اگر
اگر پوچھے وہ برباد ہی ہماری
ہزاروں ہو گئے ٹکڑے کریا
جو کہتا ہوں ترا بیمار ہوں میں
میں وہ بیمار ہوں برگشتہ طالع
گریبان صبح محشر نے کیا چاک
جو وان کا چھپ کے جانا یاد آیا
یہ یاد آتی ہر کسکی اچھلاہٹ
جو یاد آنا خیم محراب ابرو
نہیں اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے
ترا گیسو بہت بل کر رہا ہی
میں یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجھ کو

و نہ میرا بے تاب سایہ بت پرستی

۲۳

۴۴

کسی دن تو بھلا یاد خدا کر

سیکھنے زبان تیغ نہ تقریر دوش پہ

کرتے ہو باتیں رکھ لے جو شمشیر دوش پہ

<p>نہیں کو بھی نہیں آجاتی ہے ہجر میں کہتے ہیں سونا اسے چونکا نہ روزِ شکر کیا غلط سمجھے وہ آئینا پھر کتنی ہے جو نکمہ فرقت دلدار میں جو رات بھر آتی نہ تھی منظر کھتی ہو غم کے کرتی ہر آتی نہیں کوئی جانے جو اٹھتا ہو تو سو جاتا ہے گرمی سوزِ بگر بیتاب کر دیتی ہے جب تیغ کا پھل کھایا آبِ تیغ پی کر سو رہے صورتِ زاہد نہ جاگو حضرتِ دل سوز اس مری دیوانگی پر اچھوٹ چھڑیں واہ ری تاثیر الفت بل بے فراطحا سوئے ہو تو چشمِ بد دور کھینچتی ہیں</p>	<p>چھوڑ کر عیوبِ مجھ کو آپ سو جاتی ہیں اس سارے بختِ خفستہ کی قسم کھاتی ہیں آنکھ میں خوفِ شبِ فرقت سے تھرتی ہیں وصلِ یمن آتے ہوئے آنکھوں میں شرما رہی ہیں اوبتِ سرتا تری فرقت میں تساتی ہیں وقفہ آنکھوں سے پاؤں میں اتر آتی ہیں ٹھنڈی سانسیں ایسی بھرتا ہوں کہ آجاتی ہیں کثرتِ آبِ فدا سے اٹھی آتی ہیں قبلہ میں کعبہ مقصود کھلاتی ہیں آنکھ کے ڈھیلے لگاتا ہوں اگر آتی ہیں غشِ غش آتے ہیں مجھ کو جب نہیں آتی ہیں فتنہ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہیں</p>
<p>ہجر میں سونے کی ایسی ہر تمنا امی و زمر دیکھتا ہوں او سکھو جس سے آتی ہیں</p>	
<p>اللہ رحمت حسن رخ نیکو محمد نظر و نین شفاعتِ نعلِ لیمین بخشش میں وہ مصروفِ سیرِ گرمِ شفا</p>	<p>ہی چشمِ خداوندِ جہان سوئے محمد پلے پہ ہر امت کی ترازوئے محمد اللہ سے ملتی ہوئی ہے خوشی محمد</p>

<p>یا دین اک ماہ کے وقت تو چٹکی چاڑنی پھاڑ کے پھینکے میں وحشت گریبان اسقدر دیدہ خونبار سے دیکھوں اگر اثر شک گل بزم میں اپنی وہ گل آیا ہر مہریشی ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دم شگفت دیدہ سوزان میں دیکھو شکہا می گرم کو دید کا مانع ہوا ہر پر تو حسن صبح</p>	<p>بہر کی شب کا ہوا اشکو سے منہ کالا سفید صورت جیب سحر ہر دامن صحرا سفید سرخ ہو جاتے ترے دالان کا پردہ سفید پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشہ سفید گل چراو سکے آگے خجالت ہو سارا سفید ہر یہ وہ مجھ کہ جسکا ہر ہر انکارا سفید ٹپک لیا آنکھوں پہ او محبوب اک پردہ سفید</p>
---	---

کی وزیر اشکون نے یونین سحر میں کشت و

۲۱

دہن شب صورت جیب سحر ہو گا سفید

۲۲

<p>آج کل انکھیلیوں سے نکھو نہیں آتی ہر نیند صورت مرغ نگاہ آنکھوں سے اڑ جاتی ہر نیند آنکھ سے باہر ہی باہر کے پھر جاتی ہر نیند اہل غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہر نیند کس طرح ان خوشگاہاں آ جاتی ہر نیند آج کل باہر نگاہ کی ٹھوکرین کھاتی ہر نیند تپس میں کوئی مہلبل کو آ جاتی ہر نیند عاشقوں میں اب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہر نیند</p>	<p>وصل میں قیام مشوقانہ کھلاتی ہر نیند یا چشم سرگدین میں شکوہ آتی ہر نیند فرقت دلدارین سہوا اگر آتی ہر نیند عین بہوشی ہر ہشیاری سمجھا جا سیکے کروٹیں لے لیکے کہتے ہیں شب فرقت میں ہم اونکی فرقت میں نوجھو سر گذشت خواب چشم سبز خوابیدہ گلشن کا جبا تا ہر دم فرقت دلدارین ہو نیو مونا کہتے ہیں</p>
---	--

<p>ہو گئیں زلفیں سفید اب نازیا چھوڑے میکشتی منظور ہر اب اک گل عنا کے ساتھ</p>	<p>صورت کا فور غیر ہو گیا سارا سفید ساقیا ہو سبر سا غریخ می شیشا سفید</p>
<p>۶۱</p>	<p>تار بستر ہو گیا میرا تن لاغیر و زخم یا نظر آتا ہی بستر پر کوئی دھاگا سفید</p>
<p>ہر ہمارا کہ یہ بھی گریو خط سبز و سفید ضعف سے اپنا تن لاغیر ہوا ایسا سفید ترجہ کہتے ہو نہ ہو گا خط سبز اپنا سفید کیا چمکتا ہی پیا لا ماہ تابان کا سفید چاند کی صورت ہوا پس مہر کا نقش پیا سفید شکل مرجان سرخ موتی سے تولد سے ہوا چشم اشک آلود پر اس نے لکھ کر کہتے ہیں اشک کیا دہن سے بوجھے لگایا لبوں خاں سرخ عارض ایسے ہیں گل جنکے گے ہیں سیاہ آگنی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشتو رو برو علی کے ادنیٰ کو نہیں بوج تا فروغ سرخ ہو مثل قبا ہی گل بدن کے رنگ سے وہ جو انکا نہیں پری میں ہوتا رنگ روپ</p>	<p>خوشنما ہوتا ہی کیا گرد قمر ہا لا سفید بستر غم پر پڑا ہی ایک ہو گیا سفید واہ سچ کہیے کہیے دیکھا نہیں طبع طا سفید لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید چاندنی کی طرح آتا ہی نظر ساقیا سفید مثل گوہرند ان سے ہوا مونگا سفید کیون بچا دوں تیرے طفل اشک کو کرتا سفید برہنہ تھا طفل اشک اسکو دیا کرتا سفید کیا سیہ جو چشم جسکے آگے ہر سرا سفید ہو گئیں آنکھیں بن گئیں پنیہ مینا سفید مہر کے آگے ہر مد اک ابر کا ٹکڑا سفید سینے شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید ہو کے خاکستر دلا ہوتا ہی انکار سفید</p>

خیال قدیمین ہر قد قامت الصلوۃ فغان	قطعه	غشی نماز ہر تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو میں ہر خم قامت		سجود سر کا پٹکنا ہر اور اذان فریاد

۱۷

ولہ

۸۰

خط نہ شبکون ہر نہ مثل صبح ہر چہرہ سفید	ہیں طلسم حسن سے موجیں سیہ دریا سفید
نا توانی سے ہر ای قاتل لہو میرا سفید	نیمچہ ہو جائے گا بھر کر بلال آسا سفید
کیا لکائی ہر گلوری گورے گورے ہاتھ سے	ہو گیا چونے کی صورت بانہیں کتھا سفید
یہ چل مرتخ زہرہ میں فلک تو حسن کا	نشامی سے ہر آنکھ سرخ اور تل سمکھ آ سفید
گورے گورے اپنے گالوں کو اگر چھو لیجیے	ہو جنائی ہاتھ بھی مثل مدیضا سفید
گوشن دہو جائے گروہ شہرہ حسن صبیح	ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردہ سفید
تیری پیشانی سے اومہ وعق ٹپکان	آسمان حسن سے ٹوٹا کوئی تار سفید
واہ کیا ہی جلد لگے تو بھی امیر صبح وصال	ہو گیا میں ہر پرور زلف شب بید سفید
تیرہ بختوں کو نہو کچھ فائدہ غم سے بھی	جسم اگر چاندی کا پتر نہو ہوسایا سفید
رنگ بے لے تھا جو خط میں ضعف خط و زور	ہو گیا اکثر کبوتر بھی ہر انیلا سفید
ناز کی سے خاک پر گرے ہوا ہر کبود	ورنہ تھا مہتاب بھی بار کا سایا سفید
رو برو خورشید کے ہو جاتے ہیں کالے ہر	تو اگر لکھیں دیکھائے ہو ہر کالہ سفید
دہن اوں مکہ چھوے یارب جو غیر تو	استین کی طرح او سکا ہاتھ ہر سیا سفید
پرورش منظر ہو اگر نکھوے طفل شک کی	شیر بن جائے لہو انہو ضعف ہوا سیا سفید

گھٹا اگر مے اس دود آہ کی جھائی
 عدو جوبلاش پہ آئے نہ رنج ہو پس مرگ
 میں آنجمن میں ہوں پرانہ باغ میں بلبل
 چھپی ہر کانکے پردے میں ہر کم مار کے
 خیال لہت و رخ آتش میں نالان ہوں
 کہیں خوشی سے زیادہ ہر غم اشتات
 جفا میں انکی بیان کیجیے وفا و نکستہ
 صدای پاسبی اس سرو کی جو قوت خرام
 بس اک گھڑی میں بنا دیجیے نچڑ پال
 برنگ غنچہ سوسن دہن کبود ہوا
 فروں ہر نالوں کے باعث قیمت بلبل
 نہ امی اپنی نفس تک صدا خندہ گل
 بلکوش دل سنے بلبل تو دم بھڑک جائے
 سنا ہی کرتے ہیں وہ درگوش کا شکوہ
 ترے خیال گلستان میں ہم طفل
 پھٹے میں کانکے پردے دم آیا نیوٹان
 زبان پر آتی ہوا بے صدا بیک نفس

کر گیا صورت طاؤس آسمان فریاد
 چراغ مردہ کرے آپ کہاں فریاد
 کہیں جلوں کہیں کرتا پھر فغان فریاد
 جو بے اثر کبھی آتی ہر تازبان فریاد
 عجب نہیں ہر زبان شعلہ ہو صوان فریاد
 ہنسی سے پیشتر آتی ہر تازبان فریاد
 ہنسی بھی لب پہ آتی جو تازبان فریاد
 گمان ہوا مجھے کہ فی میں قہریان فریاد
 وہ کیجے آہ کریں ساتوں آسمان فریاد
 لبوں پر آج جو یاد سی میں یان فریاد
 زیادہ کیوں کرے قدر عاشقان فریاد
 ہزار بار کہی تا بگلستان فریاد
 ہر موج نکست گل اپنی باغبان فریاد
 پونج گئی دل پر در کی ماں فریاد
 جسم میں کرتے ہیں پڑھ پڑھ کر کوشان فریاد
 و بال گوش ہر نالہ بلا سے جان فریاد
 ہوی ہر سو نہیں اپنی مزاجدان فریاد

ہمارے ساتھ کر کے کیونچ آسمان فریاد
 ٹٹھہر کے آتی ہو ہر استخوان پہلو پہ
 میان ارض سما یون ہوں آہین نالا
 مثال فی ہوسے سوراخ ناوک غم سے
 دکھایا پھول سارخ کسے اور سر و سا
 بہا ہی آئے سگ یا اگر نہیں آتا
 کوئی بھی دیر و حرم میں داد کو پونچا
 تمہارے دل میں خراجا نے ہوا اثر کہ نہو
 کہے فلک وقنار تہنا عذاب النّار
 جو ایک رات نہ دیکھے ہلال ابرویا
 چمن میں غنچے چٹاک کہ جو پھول نہ ہیں
 ترے جلے بھنے کب ہو غم سے نالاں ہو
 زبان تک نہیں سکتا ہر ایک حرف بھٹی
 شب حوال کے ساتھ ایسی فراق کی صبح
 جو روون ویدہ روز سچ روئیں اورین
 ہر میرے قفقے کے ساتھ ساتھ نالا بھی
 زمین پہ ہر دم رقص و نکلے گھنکر و فکی صدا

سدا نکلتی ہو گنبد میں تو آمان فریاد
 ہو ہی ہو ضعف سے محتاج زبان فریاد
 کہ جسطرح سے ہو دلب کے دریاں فریاد
 تمام جسم کے کرتی ہیں استخوان فریاد
 کہ نالے بلبلین کرتی ہیں قمران فریاد
 کہان ملک کرتی ہیں شیت استخوان فریاد
 دعائیں مانگین بہت کی ہیں ہاں فریاد
 بتو کہ تو کروں بہر امتحان فریاد
 وہ دل جلا ہوں کروں جب شے فشان فریاد
 کہے زبان مہ نیر سے آسمان فریاد
 زیادہ کرتی ہو کیا حسن گلرخان فریاد
 کہا خاتم کرے آگ پر فغان فریاد
 ہو ہی ہو اپنے دلب پہ پاسبان فریاد
 کہ یکا شام سے مرغ سحر بیان فریاد
 کہے فغان لب بام سے مکان فریاد
 صدائے خندہ سے تہی ہو تو امان فریاد
 کہ تار کے کرتے ہیں الائے آسمان فریاد

جہاں میں شور ہو سہتے ہیں کان کے پردے
 فغان ہونے کے مری ہستے ہستے لوہے کے
 نہورہ گل آؤ دل اغدار نالان ہو
 ہوا اونہیں دم خصمت جو رنج تنہائی
 دلا قسم تجھے زافون کی دوہر تو جو چپ
 تمہاری تیغ نے کیا کیا زبان رازی کی
 لہو پیستگی نہ جہت تک مرنے کی کیا
 دکھائے گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
 جو ابر زلف مرانا لہ گوش زد کروے
 جو آتش گل سے سستی ہو می بلبل
 خموش کی کی طرح ہوں میں مری کے
 نہ رات دن تجھے دیکھیں تو پھر جلاجل سا
 کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
 برنگ نرہ سے روزن جو خاچہ چھپکے
 ادا سے میری نہیں انکلیاں وہ جھکا

ابھی تو آئی ہو سینے سے تاز زبان فریاد
 نکل کے تیرے ہی شاخ و عنبران فریاد
 کرے برائے گلستان یوستان فریاد
 تو میرے ساتھ کیے در غم فغان فریاد
 کہ آؤی راستہ سے کرتے ہیں پاسبان فریاد
 نکیون کریں وہ بن خم کشتگان فریاد
 کریں گین یار کے بالے کی مچھلیاں فریاد
 کیا کریں مے باز کی مچھلیاں فریاد
 برنگ برق کریں اونکی بجلیاں فریاد
 کر گیا صورت ناقوس آشیان فریاد
 جو منہ لگا تو سن لو مری فغان فریاد
 کریں ہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد
 زبان تک آئے ہونے لپ نہاں فریاد
 کینگی اب مے پاؤں کی اونکلیاں فریاد
 یونکے ہاتھوں کرتی ہیں اونکلیاں فریاد

وزیرِ نالے صدائے شکستِ ناک سے کہ

وہ بیہن ہو کر اب تو بھی بے زبان فریاد

دون جو تشبیہ نہیں لکھو نہ چین جی چھاپی
 بگاڑنک سے پیدا ہو تعجب کیسا ہر
 مدہ نو تج کو یہ دیتا ہو دعا پیر ہو تو
 ہم اسیران کی طبیعت میں ہی یہ رنگینی
 کچھ تعجب یہ نہیں میری سنیختی سے
 اس قدر ضعف ترقی یہ ہر انزوفن میں

ساق گلزنک تھی شمع کا اندام سفید
 سایہ ہوتا ہر سیاہ گوہن و بام سفید
 ہو مری طرح سے ابڑے فیہم سفید
 کرین گلزنک لہو سے ہو اگر دام سفید
 ہون نہ پیری میں اگر موعے فیہم سفید
 لکھین سحر خی سے تو ہو جا کر نام سفید

۵۸

چشم مخمور صنم دیکھے تو روئے یہ وزیر
 چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید

۲۵

وہن کی طرح کرین کوش سا معان فریاد
 فلک سے گذری گئی تباہ لامکان فریاد
 کروں میں پیر دم خصمت جوان فریاد
 شب فراق میں کیا کیا ملے نہیں مجھے
 فغان کروں کہ ہر سید فتن پہ طوطی خط
 گئی زمین سے فلک تک فلک سے غزل
 دکھائے پار کر امت تو میں کروں اعجاز
 چھپا ہر کیسٹو کین میں رخ کروں نا
 کیسے کو چہ کاکل میں دل ہر یون نالان

بتو خدا نکرے آئے تازبان فریاد
 پوچھ گئی ہر کہاں سے مری کہاں فریاد
 چلے جو تیر تو کمرے لگی کمان فریاد
 رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد
 شمر بچانے کو کرتے ہیں باغبان فریاد
 پھری تلاش لڑتیں کہاں کہاں فریاد
 وہ بید ہن کسے باتیں میں بربان فریاد
 ہو ہی ہر رات کرے کیون پاسبان فریاد
 تمام رات کرے جیسے پاسبان فریاد

رولف خانے معجمہ

ہر اتخوان بھی ہو مانند شاخ مر جان ہر رخ
حلب سفید ختن ہو سیہ خنشان ہر رخ
قباسے گل کھلیرح ہو گیا گریبان ہر رخ

فقط اہو سے ہو کیا پیکر شہیدان سرخ
نذار و گیسو مشکین و لعل لب و کچھو
ہوں نہ تجریب جو یا و عذار نگین

۱۹

رولف وال حملہ

۵۷

ہو گئی دیکھ کے یہ سارے کلام سفید
ہو کر مہو کے کمر اتری بہت خود کام سفید
جوش باران سے ہو ابر سیہ فام سفید
رنگ لک کام تھپاز و تو اک کام سفید
سبز عینا ہو فلک ماہ ہر اک جام سفید
چہرہ کفر سیہ ہر رخ اسلام سفید
پوست کھینچا جو گیا ہو گئے بادام سفید
صبح ہو زرد پیالہ تو سر شام سفید
نظر آتے ہیں سیہ محکود و پام سفید
شاخ بادام میں جیسے گل بادام سفید
پیش تاریکی کیسیو سیہ شام سفید
چھوڑ غفلت کہ ہوئے سو سیہ فام سفید

بے سبب شمع کا اگل نہیں اندام سفید
ابھی ہر چند نہیں زلف سیہ فام سفید
ہو گئے رونے سے اچھڑا نہ کام سفید
کس خرابی سے رہ عشق لبر کی ضعف
زاہد امین ہوں و میکیش کہ مری مغفلین
زلف و خسرانم دیکھ کے معلوم ہوا
چشم میگون بہت دعویٰ تھپشی تھا
میکشی جام مد و مہر سے کرتا ہوں نام
ہجر میں حلقہ ماتم ہر مجھے حلقہ نرم
جلوہ کروین ہر عرق سرے کو تالے پر
روبر و روشنی رخ کی ہو کر صبح سیاہ
ہو چکی رات ہوئی صبح بس امی غافل چو

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہر لطف طہی
 خوب و یوں کو ضرر پہنچا سکے کیا انقلاب
 آج سے روح الامین تھکو کہوں پیغامبر
 اوں سچ کا فر کو بیتابی میں کیا کیا کچھ لکھا
 کیا ساکان جسم ہر اپنے نکین کا شیفتہ
 ایسے ہم قاتل ہر مرتے میں کہ بے تائید و
 شیشہ تن سے پری آئی نظر کی طرح
 لو خرا حافظ کہ اوں نہجا ہر عشق کفر زنا
 کیوں غم نہیب میں گئے ہر دم رکھتے ہو قبضے پہ تہا
 بوسہ لب کو دیا اک حسین سبزہ رنگ
 سنکے ہم حور بے دیکھے ہوئے مرنے لگے
 تمھی میر عرش یا اب ہر امیر شہت خا
 پنہ گوش جوانی گزرا ای پری ہو تو
 کھنچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یا کا
 الامان امی عرب پری امی جوانی الغیا
 چار دیو ار عناصر گر ٹپٹی ہے یہ ہم
 جانکی کس کو خبر دل ہی نہیں ہوا ہر

نقد دل و فکر ہوں قاصد یہ ہر انعام روح
 حور نہ ہو جاتے جو لکھے کو ہی اولثا نام روح
 سیری روح اللہ تک پہنچا دیا پیغام روح
 دین و ایمان احث لجان عالم روح
 پھر رہا ہر ساتھ قصر بے دروبے بام روح
 کھینچ لیتا ہر نیا جسم سے صمصام روح
 دختر زہو گیا مشہور ساقی نام روح
 بھاک جاتے دل بغل میں اکبر اسلام روح
 لو نکل آئی نیا جسم سے صمصام روح
 خضر آب زندگانی سے بھر گیا جام روح
 اولیٰ سیفی بنکے نکلا منہ سے اولثا نام روح
 واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح
 قامت پر خم دہن بنکر کہے پیغام روح
 کاغذ تصویر پر مانی نے لکھا نام روح
 پڑ گیا عرشہ بدین کانسپ اوٹھا اندام روح
 رفتہ رفتہ بن گیا چوراہا قصر خام روح
 ہو گیا کم وہ نگین سر کھدا تھا نام روح

<p>جسم سے نکلی تو پونجی کو مقصد تک وہی دشمن لوجوانی رنگ پیری لنگی حیرے رہنے کے لیے جان کیا تالبتی جو بی ہر جان پر کروں اشاروں بیان لوتن خاکی کو آب خشکے ترک دیا بلبل گلزار حنبت ہو رہا کب دیکھے سوز غم سے آب خاک با دینش مرزا طائر جان صاف مرغ رشتہ برپا ہو گیا جسم سے حیرت پیدائی کجی کی راہ کوئی تو جان جہان سراسر دلمین ہو ہو بکڑنا ان جسمینان جہان کا اک بناؤ حد نہ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہو اب کہاں وہ سیر حنبت وہ فلک وازیا</p>	<p>۲۰ جہان جہان</p>	<p>بے لباسی نگہی ہر جائیداد حرام روح اسی جہان جسم کدن صبح ہوگی شام روح ہر رنگ سایہ جہنم سے اندام روح بے دھن سے لڑ زبان ہو کر کوئی بنام روح گر پڑا تلوار کے پانی سے قضا روح موج بوہل گلی ہوئی اس باغین نام روح چار عنقریب بنا جو مکھہ چراغ خام روح جسم فوط لاغری سے بن گیا ہر نام روح اب تو شد رہی سر اسید زبانی نام روح دہم دم پونچا تے ہیں بکشتہ بنام روح بیچ و تاب روح ہو کیسوی عنبر فام روح کیون یہ کر دے سکر وحی بنایا جام روح پاگل ہو جسم خاکی سے دیکھے کیا کام روح</p>
---	----------------------------------	--

<p>۵۶</p>	<p>مثلاً دل سینے سے میرے وہ لپٹ کر کہتے ہیں اسی وزیر اب تو نہیں در دجگر آلام روح</p>	<p>۱۹</p>
<p>پھر کتنی تیری جو چشم مست آلام روح پھر غم وقت ہو ہی باعث آلام روح</p>	<p>جام سان کین دشمن ہر آنست نا فرجام روح بیقرار می ل کی پھر کھوئی لگی آرام روح</p>	

<p>رنگ لٹا جاتا ہے کیوں روشتاب کا آج بچوں کچھ تو بتا کیا ہے سبب پیار کا آج پیش خمیہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج لے اوڑا حسن مگر شاہ کلزار کا آج خواب مشتاق ہوا دیدہ بیدار کا آج کیوں اوڑتا نہیں سیامری یوار کا آج ملک دل پر موقوفہ تری تلوار کا آج</p>	<p>آمد آمد ہر سرے رشک قمر کی شاید بیڑیاں پاؤں پیرین طوق گلے سے لٹا باغ کو جائیے گا ابر سیست اوٹھا مین جوانان حنین باغ کی دیوار پر صاف ہم تار گئے وصل کی ٹھہری کی شب فرقت کے تو آنے کا کہیں ہو سکے ہنر خم بنا دسم دل پر ہر ترک</p>
---	---

۲۳

روایت حامی مہملہ

۵۵

<p>بنگیا ہر قالب خشت بجد اندام روح اب نہیں رہے دل درو جگر الام روح میٹھی پوچی چل رہا ہوں خوش کام روح ہر عیان شیری لباس جسم و اندام روح ہر نیام آستین پار میں جسم صام روح چار جوہر اکاب ہو کر ننگے جسم صام روح جسم ہی کر لے گا عیا و پیدا دم روح یہ تن پرداغ اپنا بنگیا گلدام روح دیکھو و سفاک پخو را بنایہ جام روح</p>	<p>زندہ درگور اتو ہر بے تیر اور ام روح کیا ہی صین آیا ترے آنے سے اور ام روح کس کے سے جاتی ہو یا دلشیرین جان یہ صفائی لطافت ہر کہاں آئینے میں غیرا عجب کو کہتے ہیں ہر عاشق کی جان جسم انسان ہونا آفت ملک مئے لگے رشتے کا آزار ہو گا اگر اسیر کا ہر ذوق اب خط صیا و کیوں کھلا رہا ہر باغ سبز ہو کتنی بے آب جب نے لگا فی دل یہ تیغ</p>
--	---

جو کچھ ہوتا ہے فردا سے قیامت
 وہاں زخم کو سینا نہ تھا ہاے
 مرین ہم پار کے جانے سے پہلے
 گلے کاٹے ہزاروں عاشقوں نے
 جدائی ہو گئی اور دوست تجھے
 پونہچ جائے مرا سپرے ختم تک
 تڑپتا ہوں میں دردِ استخوان سے
 تجھے دیکھا ہوئے گل پانی پانی
 یہ کس کافر نے ابرو کو دکھایا
 خنائی پاؤں سے کس گل نے نوا
 زبان تیغ سے پوچھا تو ہوتا
 نہ کیوں گا جو فردا سے قیامت
 ترے کوپے کی شاید راہ بھولی
 او سے اسی بچو دی کل ڈھونڈ لینگے

دکھائے دو قدم بس چلکے تو آج
 ہوئی قاتل سے قطع گفتگو آج
 اجل رکھ لے ہماری آبرو آج
 ہوئے نادم دکھا کر وہ گلو آج
 برائی دشمنوں کی آرزو آج
 ذرا کراستگیری اسی سبب آج
 خبر لینا سنگ دلدار تو آج
 گلستان میں ہر طرف آہ بجا آج
 نہیں قبلہ خاتک قبلہ و آج
 ہی اپنی خاک میں مہندی کی بوجھ
 زیادہ کل سے ہر درد گلو آج
 دکھاتی ہر شب فرقت وہ تو آج
 صبا پھرتی ہو مضطر کو بکو آج
 پڑی ہو ہر سکو اپنی جستجو آج

وزیر ایسے ہو کیوں خاموش بیٹھ
 ہوئی موقوف کس سے گفتگو آج

۵۴

دل اوٹھاتا ہر مزہ دیدل بیا کا آج
 نشا ہر اسکو موشربا دیدار کا آج

یار کیا تیغ بکف پھر تارہی
 یان تو پیغام اجل آپونہی
 کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے
 بوسہ حنا ل ذوق مانگا تھا
 کیا پڑھایا اوسے کچھ غیر دے
 عشق میں کیوں ہر مجھے ننگے ہا
 کھل گئے ہنسنے میں کیا دہت اوسے
 سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے
 اجنبون ہشت میں کانٹوں نے مجھے
 کسکو اب پیسے کا نظرون میں
 جب کیے مالے زمین کانپ اٹھی

سرمہ اچھٹنے لگا کیا باعث
 وان سے قاصد نہ پھر کیا باعث
 دن شب تار ہوا کیا باعث
 داغ دل تو نے دیا کیا باعث
 خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث
 اوٹھ گئی شرم و حیا کیا باعث
 گر پڑی برق بلا کیا باعث
 پھر میں نظرون سے گر گیا باعث
 پاؤں پڑ پڑ کے رکھا کیا باعث
 سرمہ آنکھوں میں دیا کیا باعث
 آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

روایف خیم عربی

۲۰

کہ خون آلود ہوا ای اشک تو آج
 کروں زخم دہن کو میں رفو آج
 خدا رکھے ہمارے آبرو آج
 شمر لایا ہر غسل آرزو آج
 لیا کیون نام قاتل بے ضور آج

۵۳

ہوا کیا دل میں خون آرزو آج
 ہوئی قاتل سے بیڈھب گفتگو آج
 بتوں کو آستان اپنا ہر منظور
 مرا سردار میں لٹکا کے خوش ہر
 لہو میں اشک خون شملار ہر

بنی غریب بہر بازی طفلان مری گل کی مردا و کاروان ہوش گم ہوں مثل یوسف نہیں ذوق گلو گیری کیریاں بھٹ چکا	فلک نے خاک چھنوائی نہ مری پچھوئی ہی نہ نہیں دیتی ہر محکوا یکدم بھی جھوٹی مری ہوئی بیکار بہت جنوں کو ہو گئی مری
--	--

۵۱	ولہ	۵
تنگی دہن سے ہو اڑی بات کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہر مطلب پر اگر زبان دو تم دل شیشہ ساعت اپنا بن جا ہین پیٹ کے بلکہ وہ صد سا		چھوٹا سا ہر منہ ترا بڑی بات لب تک آکر پھسل پڑی بات ہو منہ سے ابھی نکل کھڑی بات ساقی نکرے جو دو گھڑی بات موتی کی طرح نکل پڑی بات

فصل لے اپنی ہزار ہا کسو سو داؤد بہشت جاؤں دو رخو نہ لون احسان دربان بہشت	ولہ	ہم بربک باغ دے ڈالیں ہاتھ آؤ بہشت کچھ جہنم کا نہیں مالک ہر ضوان بہشت
---	-----	---

۵۲	رولیت شامی مثلثہ	۱۴
بھولے تم حرف وفا کیا باعث زلف کو مشک کہا کیا باعث کس مسلمان کو بتو قتل کیا ہو خدا تو رک جان سے بھی قریب	ہاے خط بھی نہ لکھا کیا باعث ہو می ہمسے یہ خط کیا باعث کرتے ہو شکر خدا کیا باعث کیون وہ بت دور رہا کیا باعث	

۱۳	روایت نامی فوقانی	۴۹
<p> گویں قدیموں پہ سایہ ار درخت اپنے پھل سے ہیں بربار درخت ہیں شگوفوں سے داغدار درخت دیکھوں گے مثل قدیار درخت گل کھلا کر نہ لایا بار درخت تاکہوں ہر یہ مشکب ار درخت سیکڑوں جب پہ ہوں نثار درخت نخل تا تم سرور درخت ہجر میں ہیں مثال ار درخت ام جنوں کیا ہوں باردار درخت دیکھیں اب کون ہوں نثار درخت ہر وقت دیار میوہ دار درخت جلیں دیکھیں جو قدیار درخت </p>	<p> دیکھیں گے سرور قدیار درخت سنگ کھاتے ہیں بار بار درخت کب ہیں مانند قدیار درخت عشق چپان کی طرح لپٹوئیں داغ کھا کر نہ ہم نے پھل پایا زلف مشکین کو کھول دے اور وہ شجر ہر ترے نگینے میں وہ غمیں ہوں کہ لب درمک بنے پھل جو ہر جگہ پھل ہر جگہ کا کیوں یہ پتھر لگاتے ہیں لڑکے سرو صدقے میں ہو گیا آزاد چشم بد وور نہ لکھیں ہیں بادام شاخ شعلہ ہو پھول انکارے </p>	
۵	ولہ	۵
<p> ہجوم بوسہ ہے ندی اک باتلی صحبت پس مروج دیتی ناتوانی امی پر صحبت </p>	<p> زبان کو جیل کی شب گفتگو کی کب ملی صحبت قدام تری تعظیم کرتی اوڑکے خال اپنی </p>	

روایت بای فارسی

۱۳

۳۸

ہو ہوا ہوا تھمہ امیری استین کا سانپ
 سفید ہو گیا ایجان یا سمین کا سانپ
 صدای فریاد آئے ہو میں کا سانپ
 پیہ کا شیر میرے حسین کا سانپ
 یہ وں چٹنے نکلا ہر ملک حسین کا سانپ
 ہوا استین کا ہر اک تارا استین کا سانپ
 حلب میں رہنے لگا اب تو ملک حسین کا سانپ
 اگل رہا ہری میں زلف عنین کا سانپ
 ابھی ہو چلی میں جعد عنین کا سانپ
 بجای شیر یہ عادی ہو نگین کا سانپ
 تو موج خندہ لب کے نہیں کا سانپ
 چڑھا دو شاخ گل تر یہ یا سمین کا سانپ
 طلسم بنا دو زمین نہیں کا سانپ

عبت چھوڑ کے گیسوی عنین کا سانپ
 چمن میں دیکھ کے زلف سیہ ہوانام
 دل فگار جونا کے کرے کھای و لہن
 کرگی پرورش زلف صبح عارض یار
 نہیں ہو روی عرفناک پر مشکین زلف
 خیال زلف میں و کر و شک لے چہرین
 تمہارے آئینہ زلف مشکین ہر
 کہو گا دیکھ کے میں چہر زلف میں گروش
 جو کھل گیا کبھی ہو باق تہر آئے گا
 دبا کے ہونٹوں میں گیسو ناز و بول
 کہا جونسکے نہیں وں کا بوستہ کامل
 اوٹھا کے اگل عارض سے زلف ہاتھ
 تمہارا گیسو انکار بڑھ کے فنی ہو

وزیرین کو نکی صحبت بد بھی ہوتے ہیں نیک

کسی کو کاٹے نہ نہ سارا یا سمین کا سانپ

آئینہ لیکے دیکھیے میری نظر سے آپ

افزون کہیں ہیں جس میں شمس و قمر آپ

تا مرتے دم بھی حسرت دیدار ہی ہی
دل پار سے لگاتے ہی نظر فوس کر گئے
بھولی نہیں جل کسی عاشق کو پھرین

کرتا ہر بند آنکھوں کو جلا دیا نصیب
کیا اپنے عشق کی ہر یہ افتاد یا نصیب
پراو سکو اک بہین ہے یاد یا نصیب

واقف کی طرح ہجر میں ٹپے نہ کیوں فریر
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب

۹

۴۷

کسکی شمع رخ سہر روشن چراغ آفتاب
گر کہوں میں رات کو کسجا بلو کے تو کہے
شمع رو دیار سے اوٹھے جو فانوس نقاب
ہوں وہ میکش ساقی گرد و فوس لیتا ہوں ام
چہن گیسو فراد کھلا دوسر عارض کی چمک
سیر کرتا ہر دل پڑا غ کی وہ شک نہ
دانت تارے بہین مہی ہر ت پیشانی ہر
خط کے بتور سے کل آہو بہین لوین خسار

اندون کچھ آسمان پر ہر دماغ آفتاب
ہر وہ ناواں شکو جو لوچھے سرخ آفتاب
مثل شمع صبح بچھ جائے سرخ آفتاب
ساغر مہ آکو دن کو ایا غ آفتاب
یہ وہ شب ہر جہین روشن چراغ آفتاب
ہر بجا کیے اگر اب سکو باغ آفتاب
قد ہر شمع ماہتاب رنج چراغ آفتاب
ہو گہن کی قیہ جیسے فرخ آفتاب

آسمان کو بھی ہر کیا عشق رخ جانان فریر
دلکے دغون کی طرح روشن ہر دماغ آفتاب

تمنا وصل کی اور اس قدر خواب
مری آنکھوں سے لے پائی نظر خواب

کر گیا دید سے قطع نظر خواب
شب فرقت کرے عزم سفر خواب

<p>آج مجھ سے بات اگر کرتے نہیں بے دین وہ تو مین ہوں بیزبان کہلے اک مصرع نہ نورہ کیسا بات سیدھی کی جو تھانڈ کو رقد کھینچے کیا بات اس کج طبع سے باتیں کرتا ہوں پر وہ چھوڑ کر آگیا ای وای پیغام اجل</p>	<p>دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب یار کی صورت ہوں میں بھی لا جواب ہو سکا کلب بہت ابرو کا جواب ذکر ابرو میں دیا ٹیڑھا جواب دیگا چرخ وارگون اولٹا جواب مچکو دیتا ہوں وہ درپردہ جواب پر نہ قاصد لیکے کچھ آیا جواب</p>
--	--

۴۶	<p>سنے بیتین میری جاسد چپ ہے ای وزیر اپنا سخن ہر لا جواب</p>	۱۲
----	---	----

<p>آئے ہو ہم پہ کربے کو بیدار یا نصیب کتنے اسیر فوج ہوئے کتنے چھٹ گئے تصویر بھی نہ کھینچ سکی مجھ نہ توانکی ٹپٹپین چین میں بہتو کسی سرو کے بغیر قسمت یہ اپنی اپنی تجھے خندہ کیا ایزائین وقت فوج بھی کیا کیا نہیں دیکھا جو تجکو کہتے ہیں جس سے خبر ہو باقی رہا تھا حیب سو کرٹے اورادیا</p>	<p>بھولے ہو ونگو یو نہیں کہا یا نصیب ہم سے رہا تھا غافل صیا و یا نصیب گر گر ٹپٹاپہ خامہ ہزار یا نصیب دیکھیں وصال قمری شمشاد یا نصیب ہم کو عطا کیے لب فرما یا نصیب رک رک گیا ہر خنجر فولا یا نصیب ہم آؤں ہوں اور یہ پرزور یا نصیب دست جنوں نے خوب کی امداد یا نصیب</p>
---	--

ولہ

سنگ بھی قالب تہی کر کے سبوت ہو جامی گا
 زخم چاک حبیب کو مرہم رفو ہو جامی گا
 ہر وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا
 سلامت ہو اگر سایہ ہمارے دامن ترکا
 پیشتر گئے فسرے اسکے کیون میں بے مل گرا
 دشمن جان نے کیا حجاب کیا
 کوچ کی ٹھہری پا تراب کیا
 گرہ پڑ جاتی ہے جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا
 دھوان سا آج جو بلبل کے ہنسیاں سے اٹھا

میکشی پر مستعد امیرت جو تو ہو جامی گا
 ویشو کنے زخم کا جراح کیا جانے علاج
 حسن یوسف سے فروغ ہو رسول اللہ کا
 نہیں غم زہدان خشک کو خوشید محشر کا
 خون میرا دیکھتے ہی سہم کر قاتل گرا
 چھپ گیا دوستی کے پردے میں
 جا لگے گور کے کنارے ہم
 ہوا جب لاشکستہ چھ صفائی غیر ممکن ہو
 جلا دیا نہو گلشن میں آتش گل نے

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

رویف باہی موحده

۱۳

۴۵

ہم یہ سمجھے وہ دہن ہو لاجواب
 ورنہ ہم دیتے او سے کیا کیا جواب
 کون سی شے ہو نہیں جسکا جواب
 وان سے آیا بھی تو صاف آیا جواب
 غیب سے ملتا مجھے اسکا جواب
 میں وہاں زخم سے دیتا جواب

بات کا اپنی نہ جب پایا جواب
 باتیں سنوائیں لب خاموش نے
 بے نشان ہو وہ کمر شکل دہن
 سادہ کاغذ بھیجانا مے کی عوض
 پوچھتا اگر اوس کمر کا میں نشان
 تم جو کچھ کہتے زبان تیغ سے

۵	ای روز مرید نکادہن ہر چشمہ آب حیات موج آب زندگانی نام ہر مسواک کا	۴۴
<p>نہان رہے جو ہوا آفتاب بگیا تو لوگ کہنے لگے آفتاب بگیا کہ خیمہ فلک کے طنائے بگیا کہ میں پسینے میں رہا ہوں بگیا تارے آئے نکل آفتاب بگیا</p> <p>ای بنجیری آپ میں آنا نہیں اچھا مافی سے کہو پاؤں بنانا نہیں اچھا قلقل کی صدا بگوانا نہیں اچھا تم نیک سہی راز مانا نہیں اچھا ہو خداوند و عالم رتبہ دان مصطفیٰ گر کرے زندہ لب مغز بیان مصطفیٰ سجدہ گاہ قدسیان ہر آستان مصطفیٰ</p>	<p>ولہ</p> <p>ولہ</p>	<p>یہ روی بزم عین جام شراب بگیا لگایا غوطہ جواوں مہروش نے دریا بڑھایا بارش بر مرہ سے سیل شک تمھاری آتش خسار نے یہ گرمی کی چھپایا جام جو ساقی نے گڑھے میں شک صد مہ شب فرقت کا اٹھانا نہیں اچھا وحشی ہوں نہ تصویر بھی لے راہ بیان آما وہ نہوں پھر کہیں تو بہ شکنی پر تعریف پہ شیریں کی عبت ہوئی تو کو کو فہم کیا اور اک کا سمجھے جو شان مصطفیٰ خضر و عیسیٰ کو ابھی مر جانے کا ہوش تیا ہر سحر جا رہے تیا ہی رہوں ہی جبریل</p>
<p>وہ نخل ہوں کہ خزان میں کیا پیرا ہوا ہوں طائر بسمل کے زیر پر پیرا</p>	<p>ولہ</p>	<p>برنگ شمع ہوا کٹ کے میرا پیرا پلا ہوں دامن صحرا میں بقیرا پیرا</p>

کب دیا انگور نے شیشہ شراب پال کا
 ظلم ابھی تو دیکھنا سر گردش افلاک کا
 قتل کو کافی ہر خون نہ خن سفاک کا
 کب گوارا ہی پہنا لگی پوشاک کا
 دور ہوں سے الم اس لگی پوشاک کا
 اپنی خاطر شیشہ انگور سے شکر شراب
 آبِ جلت میں نہاتے دیکھ کر تجھ کو حسیں
 آفتاب جام میں نکلا تو اس کے لیے
 یہ قبا ہاتھ آئے تو کر دیکھے ترک لباس
 کون ساقی ہر مرغم سے جو ہوتا ہر سرو
 غیر سے ہنس کر جھکا یا اے زنجلی سے
 دہن زین سے لپٹ کر بنے وفاداری کی
 کہ بابت کر گیا جذب میرا رنگ زرد
 پوچھ لیتے راہ حشری کو چہ بخیر کی
 جسم کو جنبش نہیں ہوتی ہر حرکت کی روح
 زیر کھاتین گل چمن میں خال جانان دیکھ کر

نام ہر دھوکے کی ٹہنی و اربست تاک کا
 منتظر ہی شیشہ ساعت ہر خیال کا
 جسم لاغر ہر مریس ایک چٹکی خاک کا
 ہو کے ڈھیلہ ضعف اور مری جا خاک کا
 خوب ہو جاتی سفید ام ضعف جا خاک کا
 چاہیے بوتل بنے سایہ مٹ کر تاک کا
 ہاتھ میں دستا نہ کیسبہ نگیا دلاک کا
 بنگیا سو بچ لکھی ہر ایک پتہ تاک کا
 عیب پوشی سے کہیں تیرے کم پوشاک کا
 ہاتھ میں کس کے ہر ساغر گردش افلاک کا
 زیر خندہ نے اثر پیدا کیا تر پاک کا
 ہو گیا ٹکڑے گریبان حلقہ قرآک کا
 دیکھیے وان کس طرح ٹھہر گیا تنکا ناک کا
 ہر گولہ خضر ہر صحرا میں حشر تاک کا
 پاؤں سے رکبے چلتا ہی یہ کب خاک کا
 داغ میں لے کر پیدا ہوا اثر تر پاک کا

جوشکو خواب میں دیکھا رخ قیامت ز
 نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مراد دل مسست
 خدا فی جسم نکو جانین عطا جو کین اہریت
 جلایا طور کو جس نے وہی گری بکلی
 دے میں چرخ نے چکر کہ چرخ پوجا
 نہ بہکوا ہاتھ میں دل لومرا پھر آنکھ کھا
 نہای خون میں ہم ہاتھ جان سے دھو

۴۲ برہنہ جو بھی کفر تازہ تازہ ہر

خط سیہ کی کانٹوں کا اک ڈھیر ہو گیا
 وہ چشم مجکو مار کے خونخوار بن گئی
 زلفوں کو لگو چھین لیا رخ کی دیدین
 بیٹھ جائی گی جفا بھی ہوا جوان و طفل
 یہ کتر آستین سے پونہا ہو کس تک
 انشوکل نکل کے جو مرگان پھم رہے
 جھک کر ملے جو رہے تو مرنے لگا جان
 بیل چمن میں گل کی روشن پس خوشہ

درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا

سحر کو آتش نہ شروہ ہو آیا
 پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سب ہو آیا
 بجایا وح ہمارے بدین تو آیا
 کدھر سے شعلہ آواز گفتگو آیا
 تاشادیکھنے میں سدا و ماہ روا آیا
 منہ سین ہوا اگر جام بے سب ہو آیا
 یہ غسل آیا ہمیں اور یہ وضو آیا

وزیر میرتا در تہ خانہ قبلہ روا آیا ۹

غزہ نیچے سیب فتن ہیر ہو گیا
 آہو شکار کر کے مجھے شیر ہو گیا
 لوٹا ہر دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا
 نیمچہ ستم ہوا شمشیر ہو گیا
 اوشاک کو سن بھر کا تجھے پھر ہو گیا
 دریا کنارے موتیوں کا ڈھیر ہو گیا
 قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا
 مجھہ بنو فقیر کا یا ان ڈھیر ہو گیا

آئین نہ وزیر اور سکو نظر چشم دل زار
ہنجائے اگر آنکھ بھی تیز اب کا پھا ہا

جو ہر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا
بیان ابر و قاتل سو منہ کیا فی تیغ
ہمیشہ گریہ وزاری رہی کہ خونباری
نماز شکر پڑھی کبھی کو سلام کیا
اگر زمین کی پوچھی خاک کی اونٹو کی
سما گئی مرے سینے میں مثل دل شیشی
وہال پوچھو ہین میں خموش ہوں نہ منع
زبان کٹ گئی و انتوں سے ملگتی تعزیر
گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ ہین نکلا
پلا کے شیر سلائی ہر طفل کو داتا
غضب سے دیکھا جو پھیلا آئینے پیاسہ ہوا
جفا تین کسی فی فاؤن کے ذکر پر کبرے
ہین احتیاج میں بے محتاج عالی قدر
ہو مر دختونین گلبرگ ساری پتے سبز
سفید ضعف سے کیا ہو گیا تن پر گرد

بڑھایہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا
جو پٹیمہ پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا
جو اشک تھم گئے تو آنکھ سے لہو آیا
جو حکم جسد کا شوق کو چار سو آیا
یہ اونکا آدمی اچھا و شستہ خواہا
تمھارے محتسب ہوا تھہ کیا کدو آیا
زبان جو بند ہوئی وقت گفتگو آیا
کبھی جو لب پرے حرف آرزو آیا
جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہر آیا
ولیل خواب اجل ہو سفید رمل آیا
خدا نک جانب آغوش آرزو آیا
غضب ہوا کہ عتاب ہوا نہ جو آیا
کہ چاک جیب سے کب پئے رو آیا
چمن میں جب وہ گلستان لگ و آیا
ہوا لباس جو میل تو خست شو آیا

جا آئیں کہیں ہو میں زخم جدائی ہوا اچھا
 خورشید قیامت بھی مشہور ہو کر
 چھپ چھپ کیا خورشید گریبان سحرین
 دکھلاتا ہر رہی چمک داغ جل کر
 تیغ کیا ظالم نے در زخم جگر کو
 داغ دل سوزان ہو چراغ شب بھرا
 اوتری جو میرے زخم سے تو لو اور بھی زل
 دیکھا تھا یہ خواب و سکی نگر نے کیا جی
 حسرت ہے کہ پھر طالع بیدار سلا دے
 گلنکے کو اونکے دل مجروح کھدو
 ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے
 تیار ہوا سینہ مجسروح کا محضر
 کیا زخم کے کوچے میں یہی نقش قدم
 مجروح ہوا ہون طلب لوح سہبتین
 زخم دل جوشی یہ گریبان کی طرح سے
 قاتل ترے مجروح کی غنید اور اوڑھی
 جا پونچے اگر سہینہ کروں یہ پڑ پکر

قطعہ

پردہ ہو میان دیدہ احباب کا بچا ہا
 اوتر ہوا داغ دل بیتاب کا بچا ہا
 جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا بچا ہا
 ہمتا بھر کیا کرک شبتاب کا بچا ہا
 جراح نے رکھا نہیں تیزاب کا بچا ہا
 رکھ دو پر پروانہ بیتاب کا بچا ہا
 ہر رنگ ہو برگ گل شاداب کا بچا ہا
 اور حلقہ ہوا گیسو پر تاب کا بچا ہا
 پہن زخم لگے پھر وہ ملے خواب کا بچا ہا
 خورشید فرج بھیجا مجھے ہمتا ب کا بچا ہا
 اب جھانک کے کھد بھیجے جلباب کا بچا ہا
 لو تم شہادت ہو اتیزاب کا بچا ہا
 اٹھتا نہیں جراح سے تیزاب کا بچا ہا
 رکھ دو کوئی برگ گل عناب کا بچا ہا
 سو ٹکڑی ہو ارکھتی ہی تیزاب کا بچا ہا
 پڑا تھا لکڑی دیدہ بیخواب کا بچا ہا
 ستارہ ہو داغ دل بیتاب کا بچا ہا

<p>کان کی لو تری زلفون میں نہیں گرمی رخ سے عرق ریز ہزار دل مرے سینے میں ہو محو مرہ</p>	<p>۴۰</p>
<p>گروش میں ہر داغ دل بتیاں کچھا ہا چھٹ جاتا ہر زخم دل بتیاں کچھا ہا تا بندہ ہر داغ دل بتیاں کچھا ہا بتیاں ہر داغ دل بتیاں کچھا ہا چکر میں ہر زخم دل بتیاں کچھا ہا خورشید جہاں سوز قیامت نکل آیا گلکاریاں کی ہیں زرد داغ جنوں نے پر تو ترے عارض کا چمن میں گلگشت قاتل کی صفت کرتی رہینگے دہن زخم او چرخ ستمگر ہر بڑا داغ جدائی پھوٹے کی طرح پھوٹ بہیں در بھی پھوٹیں ساقی تو مرے زخم کے انگو پھل وہ زخم لگا ہو کہ دکھائی نہیں دیتا</p>	<p>۴۱</p>
<p>ہو چراغ تہ دامان بلا ہو گہر بار یہ نیسان بلا ہو یہی شیر نیستان بلا</p>	<p>۴۲</p>

<p> دیکھی گزرک جو مستون کی زاہد بہک گیا اوس گل نے منہ لگایا تو بوسہ کیوڑا کیا کیا غبار لیکے چلے سو کی حبہ ہم آنسو جو پی گیا تری آنکھوں کی لادین دل ہو تو اونکو دورین بیٹھے ہیں گو قریب دلو کیا گداز محبت کی آگ نے پیر سین او جوان ہوئی مہینہ بد قطع چلتی ہو کفر و دین کی شراب و آتش سیکھ آب و نار و خاک و ہوا ہوا تپ </p>	<p> پانی بھر آیا منہ میں مری آ شام ہو گیا شکل وہاں غنچہ لب جام ہو گیا اک گرد پوش جامہ احرام ہو گیا لذت میں صاف شیر بادام ہو گیا جو رو برو سخن ہوا پیغام ہو گیا پختہ ہوا سب جو مرا خام ہو گیا تازگاہ ٹوٹ چلا نام ہو گیا کیا جانے کون سا قی گلام ہو گیا اک دل جو چار ہو گئے اندام ہو گیا </p>
---	---

۳۹	<p> یا شاہ انبیاء در کافقہ ہون مشہور گو وزیر مرزا نام ہو گیا </p>	۹
----	--	---

<p> نہیں کشتا ہی یہ میدان بلا مستعد زلف مری رنج پہر مر گیا گیسو پر پیچ میں دل ہار پھولونکے ہیں چوٹی میں عیا بولے بکھرا کے وہ زلفین اپنی اونچی چوٹی ہو غضب امیر حسن </p>	<p> مدد امی خضر بیا بان بلا ہی مہیسا سرو سامان بلا چھٹ گیا قیدی زندان بلا کیا ہی پھولا ہر گلستان بلا ہم ہوئے سلسلہ جنباں بلا کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا </p>
--	---

گناہ میں ہوا جو مجھے آپ نے دین
راہ خدا میں ترک تعلق نہ ہو سکا

کم اس نگین کے ساتھ مرا نام ہو گیا
درکار اب بھی جائے احرام ہو گیا

کیا جلد آیا جب میں دون نقد جان نہ میر
پیک اجل تو قابل الغام ہو گیا

۳۸

۳۳

سو دے عشق باوہ کلام ہو گیا
موقوف دور گردش ایام ہو گیا
جہت جو مجھ کو دی تو ہوا نیک نام یا
مژگان پہ آگئے ہیں مگر اشک نام کریم
ساتی نے دی شراب تو کو تاہی سونکی
طاعت مری سبب ہوا طاعت کا یا کی
آنسو بہا تو رشتہ بیامرغ دل ہوا
صیا و اوڑھ سکے گا نہ اب عندلیب حسن
دور و فراق نے ہمیں مارا تو کہتے ہیں
رتبہ بڑھایا آپ کے قصر بلند کا
ہنر یان تپ فراق سے بکنے لگا قریب
دل شاد تر می عرق آلودہ میں
اچھ روح دیکھ صنعت پروردگار کو

گردن میں طوق عکس خط جام ہو گیا
روز سیاہ زلف شام ہو گیا
آرام دل بنا تو دل آرام ہو گیا
خسنا نہ چشم ترکا جو حشام ہو گیا
شکل وہاں شمشید لب جام ہو گیا
میں اسکو لپچتا ہوں جیت رام ہو گیا
وانے نے کی جو نشوونما دام ہو گیا
خط بھول سے عذار پہ گلدام ہو گیا
کیا ہو گیا وصال جو آرام ہو گیا
جھمکے فلک کلاہ سر بام ہو گیا
نکلام راخا راو سے سر سام ہو گیا
مچھلی کو موج آب مگردام ہو گیا
مشت غبار جا ستہ اندام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہو گیا
 گردش میں چشم یار کا اب جام ہو گیا
 کیا بنگیا بگر کے مرا خانہ خراب
 شیشہ کہاں ہر دل کا جو پتھر اوکرتے ہو
 ہوا بے خاک و نار و ہوا میں بھی تفرقہ
 پونچا یا تا بہ کعبہ مقصود فقر نے
 بتورہائی ناخن خنجر کے ہاتھ ہر
 پتلا ہوا یہ حال اون آنکھوں کو عشق میں
 سا غریہ کسے گردن میں نہ رکھ دیا
 دکھلایا جذب عشق نے کیا حسن القلاب
 کیا بے نقط سناتا ہر تیرا وہاں تنگ
 کرتا ہر مچھلیوں کی عوض میں تیرا قصید
 سچ کہتے ہو کہ میں گل جانے قریب ہو
 طفلی میں بھی لکھی تھی شرب کی
 کب بین حریص بحر توکل کے آشنا
 جب ہاتھ خالی آیا وہ صیاد نے ہم
 سمجھا اشارہ آنکھ کا زار ہر پیون شراب

زنا بڑھ کے جامتہ احرام ہو گیا
 دور پیا لنگل باد ام ہو گیا
 اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہو گیا
 مدت سے نذر خستی ایام ہو گیا
 اس درجہ اضطراب میں اندام ہو گیا
 ترک لباس جامتہ احرام ہو گیا
 لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہو گیا
 بادام گھل کے روغن بادام ہو گیا
 طوق گلوے شیشہ خط جام ہو گیا
 لکھا کیا نام ترانہ نام ہو گیا
 گویا یہ میم کلمہ دشنام ہو گیا
 دھاکا ترمی خلال کا بھی ام ہو گیا
 تم روح بن گئے تو میں اندام ہو گیا
 ابجد مرے سبق کو خط جام ہو گیا
 موتی کا ایک قطرے ہی میں ہو گیا
 کچھ ایسا تار اشک بڑھا دام ہو گیا
 شیشہ نگاہ کم سے ترمی جام ہو گیا

چاہیے نقل مکان کرنا بہت ہیاریوں
 حسرت اور پیری کہ اب چلنے کی تیار بیوی
 قد قیامت کا الف ہریم محشر ہر دین
 بڑھتے بڑھتے ماہ لہو بستر جہنم جاتا ہر
 بلبلیں نے آنکھ ڈالی ہر گ گل جانکر
 دوسری باتو نہیں کہ وہ دوسری زبان
 پیا کر سکو تیری آنکھوں پہ پھلا آنا نہیں
 ہر روان ہر ایک عنصر اپنے مرکز کی طرف
 خندہ و دندان سے دو دہلال کے قطر
 تجھے لڑ کر ہم جو آئے باغین امی جنگجو
 اب کوئی سنا جھٹکتے ہیں ہم امی خضر حل
 کرتے ہیں ہر روز گلگشت ریاض کو یا
 تنگنا و دہر نے تاثیر سی تاثیر کی
 جب پڑا چشت میں عکس گوہر ہر آبلہ

سے پاؤں ابست و افشان

قبر کو کھدنے لگی تیار گھر ہونے لگا
 جسم خالی روح کو گرد سفر ہونے لگا
 اک جہان دو دھرتی زیر و زبر ہونے لگا
 نیمچہ پونجی ست قاتل میں ہونے لگا
 چکا بلبلی چشم کا زب کمر ہونے لگا
 قصہ کو تہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا
 سرے کا ذبا لہ اغوش نظر ہونے لگا
 پہلی منزل میں جد ابھر سفر ہونے لگا
 رات مجھ کو شبہ شق القمر ہونے لگا
 شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونے لگا
 جاوہ راہ عدم موکے کمر ہونے لگا
 جیتے جی فردوس میں اپنا گھر ہونے لگا
 روزن دیوار سے کوتاہ گھر ہونے لگا
 ہر قدم نقش قدم جگہ ہونے لگا

۲۳

ہو گئے تیمور پائے حرص جب توڑا وزیر

ہاتھ اوٹھا یا جاہ سے سر پر چنور ہونے لگا

۳۷

ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

ساقی سے آج نامہ و پیغام ہو گیا

سخت جانی سی جھڑن چپکایاں ہنگام فرج
 وصل کی شب کچھ لنگیا کی چڑیا ڈگتے
 کیوں نہ ایشمشاد قد کہیے چمن اراں
 کانکر سیر سے قاتل کو ہوئی فرصت کہا
 زور عریان ہوں اگر دیکھے کوئی عریان
 دیکھہ امیبت کیا دیا اللہ نے نعم البدل
 خاکمین ملو لگا دریا جو آنسو تھم گئے
 وصف کرنا ہو چمن کسکے طلائی رنگ کا
 چشم و ابرو اشارے کیسے اسی ساقی کیے
 بیڑہ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلف کا ذکر

سنگ فہن ملگتے پیدا شتر ہونے لگا
 صاف ہکو شہ مرغ سحر ہونے لگا
 ساقی سے ہر ہر قدم پیدا شجر ہونے لگا
 خون کا قطرہ جو نکلا بڑھ کے سر ہونے لگا
 لاغری سے پیر ہن تار نظر ہونے لگا
 گھر سے باہر تو جو نکلا دلبین گھر ہونے لگا
 سو کھل کر بیٹی گھر ہونے لگا
 کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونے لگا
 نیچہ دست سبوساغر سپر ہونے لگا
 آج کل درس مطول مختصر ہونے لگا

جب لگا لکھنے لب جان بخش کی دت فوریہ
 موج آب زندگی شرع تر ہوئے لگا

۳۶

خط سے نہان عارض شکست ہو لگا
 کچھ خبر ایسی سنی دل بے خبر ہو لگا
 کیا ہی لپٹا ہو مے دست تمنا کی طرح
 بھر گیا جب خون مجھ سے کل کا تر پے اس قدر
 جس طرح پتا نکل آتا ہو شاخ سبز

رات اب بیٹے لکھی مختصر ہوئے لگا
 خط کو پرزے دیکھ کر ٹکڑی ہو لگا
 نون تیری ناف کا میم کم ہوئے لگا
 تیغ سے جو ہر جد ہنل شر ہوئے لگا
 ابراوٹھ کر تیغ قاتل سے سپر ہوئے لگا

بے زبانی باتیں سنوانے لگی
تھا قلمبست راہی آزادی کا حال
خط پہ خط لاتے جو مرغ نامہ بہ

گالیوں پر منہ سمٹھارا کھل گیا
خط کو جب اس نے لپیٹا کھل گیا
بولے ان مرغون کا ڈر کھل گیا

۲۴

ولہ

۳۵

نیمچہ ستر تک پونہ چکر تیز تر ہوئے لگا
حال مٹیابی دل میں نظر ہوئے لگا
سوز عشق اور جوان گرم سفر ہوئے لگا
یار کا نخل عداوت بارور ہوئے لگا
سختی ایام دوڑی آتی ہو چتر لیے
دیکھو اور گلچین اسے کہتے ہیں فرط اتحاد
ہو چلا پانی سے پتلار و تاربان لکھ کر
کیا چمن میں شاوہنیں بلبل نازک مزاج
ہو گیا بے چین میں دشمن کی بھی جزا دے
جرم سخاوری پہ جب شک نہ امت سے چلے
لن ترانی کی حد از بخیر سے آئیگی
آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند
اوبت کا فرخندائی کا تو اب معوی نکر

دیکھو اوقا تل فسانہ ورنہ ہوئے لگا
اشک جو کلاوہ عینک آنکھ پر ہوئے لگا
آتی پیری استخوان شمع سحر ہوئے لگا
بڑھ چلی دل میں گرہ پیدا شمر ہوئے لگا
کیا مرا نخل تمنا بارور ہوئے لگا
تو نے توڑے پھول میں بال پر ہوئے لگا
آفتاب اک کا سہ شیر سحر ہوئے لگا
گر ہو بھی چھوٹی بے بال پر ہوئے لگا
دل نے جب ناک کیا ٹکڑے جگر ہوئے لگا
ابر حرمت یا قیاد امان تر ہوئے لگا
گرتے گرتے لامکان بند کیا گھر ہوئے لگا
چاند کا دھوکا چراغ بام پر ہوئے لگا
ہو گئی قید مکان جب بلین گھر ہوئے لگا

۹	مفت مین انگشت منسا ہو گیا	۳۳
<p>نظرون میں تو لہو کے سزاوار ہو گیا بھرم بال بال گنگار ہو گیا روزن کو دید کا ترے آزار ہو گیا اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا نزدیک دور بین سوز دار ہو گیا رویا جو میں تو نالہ شر بار ہو گیا خامہ دم رستم جوشکریا ہو گیا بیوش کیا ہوا کہ میں ہشیار ہو گیا دشمن ہمارے دوست سوزدار ہو گیا</p>		<p>آنکھوں میں تیرے کیا میں سبکبار ہو گیا بیوجہ زلف کا میں گرفتار ہو گیا سہروم کی تاک جھانکے بیار ہو گیا آنکھیں لڑائیں تو نے میں بیار ہو گیا رہتی ہی دید چشم تصور سے ہجر میں برساتوں آئے تو جگنو نکل پٹے میٹھی چھری سے تو نے بنایا لکڑی قلم مستی میں پاؤں ساقی میں نوش پر گرا کرنے لگا ہر شکوہ جو روجفا یا</p>
۹	ولہ	۳۴
<p>بس ثبات بجز دنیا کھل گیا حال اس دولت سرا کا کھل گیا خط کے آتے ہی لفسافہ کھل گیا چشم ترکا آج پر دہ کھل گیا باتو نہیں باتو نہیں عقد کھل گیا ناخن بے سرو عقد کھل گیا</p>		<p>ابریا گھر گھر کے آیا کھل گیا رازول کتنا چھپا یا کھل گیا حسن عارض عارضی تھا کھل گیا آنکھ سے روباں سر کا بعد مرگ تم جو بولے ہو گیا ثابت دہن گٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری</p>

دیکھتے ہی دیکھتی کیا ہو گیا
 ایک تھا کہنے کو دوتا ہو گیا
 جان کے مین برہنہ یا ہو گیا
 تیرا کیو تر بھی ہر را ہو گیا
 تجا جو جنون با حبس ہو گیا
 ہاتھ جدا پاؤں جدا ہو گیا
 نقش قدم ماہ لہتا ہو گیا
 بند سے بند اپنا جدا ہو گیا
 دست سب دوست دعا ہو گیا
 اشکون سے طوفان بپا ہو گیا
 ایک مرا نامہ جو وا ہو گیا
 کی جو دوا درد سوا ہو گیا
 سامنے پر یون کا پرا ہو گیا
 زخم کے کھانے کا نر ہو گیا
 خط مری قسمت کا لکھا ہو گیا
 آج فقیروں کا بھلا ہو گیا

آنکھوں سے طوفان بپا ہو گیا
 اوت در خم شہ ترے مرہا
 فرش آلی ہر زمین اہر جنون
 خط مین جو مضمون خط سبز تھا
 چھوٹے ہی وہ زلف مرے روڑ
 ساتھ کسی نے نہ یا بعد مرگ
 پر تو رخسار بنا آفتاب
 وصل ہو جب تری شمشیر سے
 بزم مین کس مست کی ہر آرزو
 لیکے پونچ کشتی مری سا قیا
 کھل گئے بس شکو و گن و فہرزا
 عشق ہوا اور نزون وصل مین
 کیا ہی حسنین کا تصور بندھا
 خوب ہوا تمنے جو چٹھرا نہک
 نامہ وہ بھیجا نہ کوئی بڑھ سکا
 دولت ویدار لٹا تا ہی یار

ہاتھ و زیر اسکو لگا یا نہیں

<p>بجز بحر طویل آن نہ ہرگز چھوئی بحر و زمین بہا ایسا بجز بحر تلو و کج اپو خاک چھو جھک کیا کشتہ مجھے عشق وہاں تنگ سے ایسا بھلا کیا کوئی گل اپنا ہوا اس گلشن میں اور لڑائی بے سبب کرنا بہا نا کر کے کچھ لینا مرا صیاد و دم زلف کو ہر تا کر کھولے اب آ آ میرا قناب اسنم میں تیری ہر جا خا مری جوش تیرا لہ لہ یار ہر سلسلہ ہستی کسی کی نرگس مخمور کی بین ناتوان ساقی پر غنقا مسین میں اور وہاں تنگ عنقا ہو مثل صدف صحر اہار میشت گردی سے عجب یہ ابطہ ہسے کیا ہر رخ و راحت تو وہ معجز بیان ہر تجھے عیسیٰ کو نہیں نسبت</p>	<p>بڑا مضمون ہوا چشم ترا شکوہ کو دریا کا بزرگ دہن گل یخون دامن ہر صحر کا وہاں زخم تن ہر ایک سوزن کا بنانا کا نہ چپ آشنا پاؤں کو فی خار صحر کا اوٹھا تو بین مزاحمت میں بخش نامریجا کا شکار اوٹھو ہوا منظور شاید آج عنقا کا مٹا بان ہر پنبہ چرخ میں عالم ہر مدینا کا دھوان بنجیر ہر سیرے چرخ داغ سودا کا ہمارے ہاتھ میں جامر عصا شیشہ ہر صہبا کا دہن کے پا خط نکلا نہیں ساریہ عنقا کا کہ اوسمیں گوہر کی مانند ہر ہر آبلہ پا کا کہ گل تو آشنا کھڑا اور کاٹنا کف پا کا کہ باتیں دہن کرنا نہیں ہو کا مٹی کا</p>
--	--

۱۹	وزیر ایسا ہوں میں وحشی کروں گر غسل و مہر بنین بنجیر موجیں طوق ہو گرداب وریا کا	۳۲
خود میں گرفتار بلا ہو گیا اوٹھ کے چلے حشر بپا ہو گیا		شفیت زلف ووتا ہو گیا بیٹھے بٹھائے تمھیں کیا ہو گیا

کھینچی تیغ او سنی کیا میں نے مقابلہ دلو
خشک آنسو ہو پیر میں اب عشق نہیں
ہاتھ دھلا کے یہ بولا وہ مسلمان راہ
جب وہاں جاتا ہوں تو صد مری صورت چشم
دیکھنا حسرت ویدار اسے کہتے ہیں
پیش ازین پچھتی تھے سن سکے والا پردہ گوش

دوست سے اپنے لڑاتا ہوں نہیں دشمن اپنا
مثل شبنم نہ رہا صبح کو حسرت میں اپنا
ہو گیا دست نگر اب تو برہمن اپنا
بند کر لیتی ہی دیوار بھی روزن اپنا
پھر کیا منہ تری جانب دم مروں اپنا
اب تو ہونٹوں تلک آتا نہیں شبنم اپنا

۳۱

آج تک نوح کا طوفان اوسے کہتے ہیں زریہ
ایک دن ہم نے نچوڑا تھا جو دامن اپنا

۲۳

مری حوشت ہی عالم محفل میں ہو صحر اکا
ہمیں سو وہی ترے دیکھنے ہی کی تمنا کا
قد خرم گشتہ نے پونہا دیا ہر سر کو قد خرم
مستی میں جو اپنا گدگشتن میں ایسا
کسھی ششم کا حوشی ہوں مخواری یہ گراؤ
گلے سے سرخی پاں صورت جو نظر آئی
پریشان صورت سنبل ہی حیران شکل آئینہ
صراحی ارگردن لکھیا رو سکی یہ جلتا ہر
اور تہن و حیران تہن تو اپنے جیب میں کی

ٹپک کر مر کا قطرہ آبلہ ہو پائے مینا کا
ہوا زنجیر کے حلقوں میں عالم چشم بیت کا
گل و ستار حوشت میں بنا گھٹا کف پا کا
ترے ہی بکھیر والے تھے پہلے تاک کو تاکا
پیالہ ہوئے حلقہ دیدہ آہوئے صحر اکا
ہوا شک مکیشو نگو گردن ساقی یہ پینا کا
کہوں کیا حال ہے کیسے عارض کے شیدا کا
برنگ شمع سوزان نزم میں عالم ہی دنیا کا
اجازت دو جنوں ٹکڑی کر دینا بھی صحر اکا

<p>کا ہیدہ ہو کے بنگلیا تنکا خلال کا انداز اور ایسا بنے تری بول چال کا شہرہ ہوا بلند جو تیرے جمال کا مضمون بندھ گیا جو بھی تیری چال کا لوٹے اوگالہ ان مزاؤں و کمال کا روغن اگر ملے تجھے قاتل کی مٹھال کا</p>	<p>پونچا میں کیا ہی گھات سر و ندان ہا تک غٹھے حین میں چٹکے چلی ناز سے نسیم ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہو گیا برسوں زمین سر میں بھونچال ہی ہا ہم نہ کو دیکھ دیکھ کے رجا تین یا جراح میرے زخموں پہ ٹپکائی ضرور</p>
--	--

۱۶	<p>برپا ہوا ہفت سہ محشر جو اسی وزیر کچھ ذکر آگیا ہے کہ سین اوسکی چال کا</p>	۳
----	---	---

<p>بلبلو تلمو مبارک رہے گلشن اپنا مثل فانوس ہوا سپرین تن اپنا ایک گلو قابل گلگشت ہر گلشن اپنا شکل فانوس ہوا اس شمع کو دہن اپنا کم نہیں جو سر فیل سے شیون اپنا صرف فانوس ہی بھٹ جا جو دامن اپنا وہ سب کم نہیں اپنے لیے دشمن اپنا غیر کے پاس جو ہو دوست ہو دشمن اپنا جامہ خاک ہو بس پیر ہن تن اپنا</p>	<p>اپنے محبوب کا جو چہ رہے مسکن اپنا شمع سان لبیک ہر اک داغ ہر شون اپنا داغ دل گل ہن پریشانی دل ہر سنبل یار کو ایسا چھپا تین کہ ہوا بھی نہ لگے کیون نہ صحرا و قیامت ہو یہ وحشت ہمتو امی شمع رخو حسن سبت ایسے ہن یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہو اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہو جو بلور کی ہاتھ خاکسار و نکو بھلا چاہیے کیا نیت تن</p>
--	--

موے کہ ترا بنے پھندا جو بال کا
 سایہ جو پیر کیا ہی ہائے جمال کا
 پھر منہ دکھائے مجکو نہ فرقت لال کا
 تصویر کھینچ چکی تو لکھا حشر زیر پا
 شوخی ہو یہ بھی اوسے جو سی لگائی ہر
 تلوار کی سی آنچ ہی بتی کے شعلے میں
 مرے جیسے ہیں سنکے یہ ہر طر گفتگو
 از بسکہ ہیں ترے در و ندان مستعمل
 ہم سب سے پوچھتے ہیں نشان جان بار
 گذری جو کہہ یکن پہ وہی بیان ہر گز گشت
 وحشت میں یاد حبیب لاکر دیے میں بے رخ
 آنکھیں مجھے دکھا کے جو دیوانہ کو دیا
 کھولی ہر رخ پہ زلف کہ بوسہ نل کوئی
 روشن نہو فلک سے کسی شب چراغ ماہ
 تو ہلکار ہو تو بنے یہ مہ تمام
 رہتی ہی ترے دانتوں کی جانب مری
 ہر دلو چاندنی کا ترے زخمیوں کو خوف

پھنس جائے منع جان ل ناکہ خیال کا
 لون سلطنت چھٹش کی ارادہ ہر حال کا
 یارب ہو روز وصل مرا و جمال کا
 مانی سے جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا
 یعنی جان تنگ پہ دھوکا ہو خال کا
 روغن ہو کیا چراغ میں قاتل کی ڈھال کا
 مرنی ہو جین خلق وہ انداز چال کا
 تارون پہ ہر گمان عرق الفعال کا
 ہر گز نہیں جواب ہمارے سوال کا
 ہی ایک حال قصہ ماضی حال کا
 ٹکڑے کروں گا آج گریبان ہلال کا
 پہنا و طوق حلقہ چشم عنبر ال کا
 افعی کو اب کیا ہو نگہ بان مال کا
 روغن نہ ہاتھ آئے اگر تیری ڈھال کا
 آغوش میں ہمارے ہر عالم ہلال کا
 تارنگاہ بنگیا ڈورا خلال کا
 پر تو فگن میں پہ جو ہی چاند ڈھال کا

قہر تھا مغل سے جانا ساقی گلغام کا
 ساتھ ہو سکے میں بھی کھینچ جاتا ہوں وہ نہ ہوتا
 بے قرار می دلکی کیا جانے کہ دھڑک لگی
 ایک دم جا کر جو بیٹھا پاؤں میر سو گئے
 ہجر کی شب تھی نہ مجھ کو بسکہ امید
 زہد سب مبتلا ہیں اپنے اپنے حال میں
 اپنا بادامی دو ٹپاکل ذرا دکھلا دو تم
 لاسی ہو کس شت میں یارب مجھ پر شکی
 ایک دم میں بلبلین سار تھی پکڑ گئیں
 دیکھنے طفلی میں بھی گہوارہ تو کرتا بوٹا
 جب خیال میکشی میں گرتے ہیں کہ فکری شک
 مانگتا خلعت شہادت کا نابان جال سے
 پاس اپنے وہ شکر بیٹھنے دے کہ مجھے
 قاصد یہ حال ہی صورت بہین عالم پر

شیشے کیا اوڑاؤڑ کیا مینا بھی نہیں جام کا
 سایہ دیوار ہو جاتا ہر سینہ بام کا
 ڈھونڈھتا پھر تاہی مجھ کو قافلہ آرام کا
 کوچہ محبوب ہو کیا ہی مقام آرام کا
 صبح کے تارے دیکھتا چراغ شام کا
 میں مسخ جام کا تو نفس ناغہ جام کا
 دیکھنا پھر سے پھر سر پہ پڑنا بادام کا
 جستجو میں ہی بگولا گردش ایام کا
 بارٹھ کا ڈورا تھا کیا صیاد ڈورا دام کا
 چاہیے آغا میں رکھنا خیال انجام کا
 یاد آجاتا ہی ایسا قہر چھلکنا جام کا
 حرف جو لکھتا تو اپنے بے ملون کے نام کا
 حرف کاغذ سے اٹھاتا ہو جو سیر نام کا
 ضعف مشکل ہو آتالبتک پیغام کا

۲۹

اور بھی بے مست کرتا ہر وزیر مست کو

قہقہہ شیشون کا ساقی اور چھلکنا جام کا

۲۵

شیشہ بھی چاہیے عرق انفعال کا

ساغر بنا جو حیرت میں گرد مال کا

سٹھن گنتی جب کہ تونہ آئے گا
گل لالہ ہمارے مدفن پر
ہوں وہ گریبان کہ میری تہمت پر
سر جھکائے رہا سدا گردون
فوج طفلان سدا رہی ہمراہ
شعلہ رخسار آئے راتوں کو
صورت گرد و باد گرد و پیرا
اوٹھ گیا یا میرے پہلو سے
چلے ٹھکرا کے میری تربت کو
ناز نے دی نہ خصت آگے سے

موت کا ہم کو انتظار رہا
دل کے داغون کا یادگار رہا
مدتوں ابر اشکبار رہا
کیا کیا تھا جو شرمسار رہا
مین تو وحشت مین با وقار رہا
یون چسپا غان سدا رہا
ہو کے خاک او سپہ مین نثار رہا
درد و پہلو مین یادگار رہا
خاک سے بھی مری غبار رہا
دوست دم جب مرا مزار رہا

چشم بیگون کا مست تھا جو وزیر
ایک مدت تلک خمسار رہا

۲۸

۲۹

صبح کا عالم رخ مین کیسے و غنیمت شام کا
وصف نہ کرے لگا چشم بہت کلفام کا
مین نہیں بھر مین نشان باقی ہو میر نام کا
موت ہزارہ کو پینا باوہ کلفام کا
روز فرقت و ہمارے منہ کھیا شام کا

طوری پھر نے مین تیرے گردش ایام کا
گر بھی غنچہ کوئی چپکا گل بادام کا
ایجنون مثل نگین عالم ہی سے بام کا
ٹوٹنا پانی سے ثابت ہو سبوی خام کا
یون پھر ہی سے بھلا ہو گردش ایام کا

<p>آسمان ہوا ترگون خورشید بھی ہوا ترگون نکلے ہیں دو خال بالائے لب میگون یا وصف چشم مست سی ہوا ترہ ساغر بنا حال اپنی بیکاری کا نہ ٹھیرا بیت مین سرخ مہو بان او سنہ ڈالالٹ مین ہم گئے مر کے ہم نہ یز زمین بھی ساتھ اپنے لے گئے چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استاد نے گل کھلائی مین مری چشم نے دیکھ کر لبیب خوبرو محتاج ہرگز غیر کے ہو تو نہیں آگیا اوس مہوش کے رخ پر مری سرورق پاؤں پڑنے پر بھی ہرگز منہ نہ کھلاتا نہیں</p>	<p>کس نے پھیری آنکھ جو بخت جہان اڑون ہوا رتبہ محوسے دو بالار تبہ ا فیون ہوا ساقیا شکل بطور طائر مضمون ہوا طا تر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا دیکھنا اوس کا ہمارے واسطے شجون ہوا یہ زرداغ جنون گنجینہ قارون ہوا صدا کے قابل ہی یہ تحریر اوس سے نون ہوا سنگت اگر لگا وہ خون گلگون ہوا چادر مہتاب کو مہتاب ہی صبا یون ہوا چشم خورشید مین ظاہر دور مکنون ہوا گلشن شداد کا فر کا رخ گلگون ہوا</p>
---	--

۲۷	ہو گیا البریز محی عجز ساقی سے و زہیر جام خالی مین جو عکس افکن لب میگون ہوا	۱۵
خواب مین تجھے ہمکنار رہا خوش نگاہوں سے مجھ کو کار رہا طوق و زنجیر بہنی طفلی مین سبکی نظرون مین ہو گیا مین سبک		عین غفلت مین ہوشیار رہا تیر بیداد کا شکار رہا عشق تب بھی گلے کا ہار رہا خاطر یار ہی یہ ہار رہا

<p>آج امی تاثر و حشت میں تر امنون ہوا ایک مصرع ماہ نو کا تب کہیں موج زون ہوا آسمان تنکے لگا چنے لکر مجنون ہوا یہ وہ مصرع ہو کہ موزون سہو نامون ہوا یہ بھی قسمت ہو کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا</p>	<p>دیکھتو ہی مجلو بس پتھر کنی چشم رقیب وصف ابرو میں مہینا بھر فلک نے فکر کی ہم سے کاہید و نکواؤں سے اوٹھایا سلو جو سہی قدر تھا جو امی میں ہوا پیرین خم عاشق و عاشق اک ہی خاک سے پیدا ہو</p>
--	---

۲۲	<p>یہ ہمیں میں سیکڑوں ہی بیتیں کہ ڈالیں و زیر وصف قد میں ایک مصرع سر سے موزون ہوا</p>	۲۶
----	---	----

<p>شہسوار رحو خون روان گلگون ہوا بحر رنگین میں قیامت مصرع نمون ہوا تو وہ ہر شاگرد جو ہتاو سے افزون ہوا محتسب کو ٹوٹنا شیشے کا بس فسوں ہوا پھر تے پھر تے صاف شکل آبلہ گردون ہوا استخوان کھا آسگ لیلی نے جب مجنون ہوا ہنسکے بولا کیا تو ارد مصرع موزون ہوا آبلہ ہر ایک شکل دیدہ پر خون ہوا ماہ نو کا ٹٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا</p>	<p>دم بھی نکلا ساتھ جب نکو فسی جا رہی ہوں جلوہ گاہ قد موزون دیدہ پر خون ہوں او گلی جب بھی الف پر شرم سہوہ لون ہوں وہ پری ہو دختر زردیکہ مجنون ہوں ہونچیں وہ مجنون اس سے طو مرا ہامون ہوں بعد مرون اپنی حشت کا اثر افزون ہوں اپنا ثانی دیکھ کر شمشاد کو وہ سرو ناز استقد میں جم دل ہوں جھپکا ٹوٹی ہون خار واہری حشت ہو جب و حکا اپنی گذر ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہو لیکن ساتھ ہی</p>
---	---

اس قدر اوس نالک کا سوا ہمیں افرق نہ ہوا
 قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
 دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا
 سو ٹھکر کا شاہوئی ہر اک مرنی گشت پا
 چاندنی مین سایہ قد و یکھ کر بولا و شہو
 پنجہ صیاد و اہی لیکن ڈر سکتا نہیں
 صاف بندش الیسی دی ہر بیت آئینہ بینی
 موت سی پہلے ہی مر جا پھر تو بیڑا پار ہو
 ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر گشت
 اپنے گھر مین خوف سوائی سو فون سکر کیا
 فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب
 گرم رفتاری سے اپنی شمع ان جلی ہی خار
 ماہ نو مین بگیا تو ماہ کارل ہو گیا
 پاؤں جب رکھا ہمارے غیرت مستانے
 یاد قاتل مین فقط آنکھیں لہجہ تہن نہیں
 قصیر لیلی کا نشان پاتے نہیں نہایتیں ہم
 جانب ابرو و قاتل ہر رخ مرگان ہم

حلقہ زنجیر ہر اک دیدہ مجسمون ہوا
 اس قمری مگر کئی بلبل کا ادھر خون ہوا
 ہو گیا جب قتل و منگیسیر اخون ہوا
 اسی جنون غار پیا بان کا نہ مین ممنون ہوا
 ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرے موزون ہوا
 طائر رنگ حنا بھی طائر مضمون ہوا
 دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا
 جسم حبیب جان ہو کشتی اوسر جیون ہوا
 دانہ کو ہر گھٹ رنگین مین جب گلگون ہوا
 حور نے کار مجھے فروس مین فون ہوا
 گنبد مدفن ہمارا گنبد گروون ہوا
 دامن قاتل گویا دامن ہامون ہوا
 ضعف میر حسن تیرا وچ دن افرون ہوا
 فرش باندا ز رشک اطللس گروون ہوا
 جب ڈرا چہرے سے اوز رنگ سیل خون ہوا
 سنگ خشت خانہ کیا صبر سر مجنون ہوا
 یہ کمانہ ہو کہ جسکا تیر بھی مفتون ہوا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئیگی پھر
 سایہ سان ہم بھی تھے ساتھ تپتے جان
 تیغ ابرو پہ کچھ لطف نہیں امی شاہ
 حور کا کوئی طلبگار کوئی غلام کا
 ہون میں ہر نصیب کے جو ٹھہرنے کی دم
 بارہم بند وق کی ہر قتل مینا بک
 ورو لب تذکرہ خال رہا تا دم مرگ
 ساتھ لیجاؤں گل داغ فراق گلشن
 زخم آئینہ بنیں بکھینچیں روئے قاتل
 جذبہ شوق شہادت مرا دیکھ اے قاتل
 مار ڈالو یہ ہزاروں کو نہواؤں سے گنڈ
 اوسکے گھر جاؤں تو صد سے مجھے بان
 ہو وہ دیکھ پتہ یار کہ او ترمی قبا

یار کے دوش سے جسد مہم جوئی تلواریں
 نمون قدموں سے ترے کشتہ رقتا جدا
 انگلیاں چھوٹی ہی ہو جائیں گی و چار جدا
 یاران و لون سے ہیں تیرے طلبگار جدا
 تیرے یار سے ہو سایہ دیوار جدا
 موج می ہجر میں دکھلاتی ہی تلواریں جدا
 استخوان سے نہیں براغ کی منقار جدا
 ہون ہبل ہبل ہنس مرگ ہو گلزار جدا
 بوسے طوطی کی طرح مرہم زنگار جدا
 ہو گئی میاں سے از خود ترمی تلواریں جدا
 جنبش زلف جدا سانپ کی رقتا جدا
 آنکھیں دکھلائے لکیریں وزن دیوار جدا
 تار سے جب تلک اوسکا نہوتا جدا

حشر کے دن بھی تمی لطف ہی اور سوت و زریہ

۲۵

اس سلاسل سے نہوگا یہ گنگار جدا

۲۵

خاک سی پیدا ہوا اور خاک میں بن فون ہوا
 جوت عنقا وہاں یار کا مضمون ہوا

مرگیا لیکن میں منت کش گردون ہوا
 ایک بھی صرغ نہ اوسکو صفت میں بن فون ہوا

<p>آگیا باغ میں گل ذکر جو اوس مہیسی کا تیری باتوں سے جو پور نہیں تیرا کیا ہے تب ایسا تیرا بسنے لگا یا کہ ہفت کر کے لگا اوٹھ گیا کون کہ ہر گھر مرا تمام غما ہو وہ بچسپ مکان او کا پھر کون لگا غل مجا یا ہو جو زنجیروں انہی زندان بان وہ منہ چشم سے بتلی کی طرح دور کچھ کشش کشنے کی اور کچھ نہ کشا یہ باوہ ہو کہ سایہ بنے اور ساتھ ہے میری آنکھوں میں شب و روز سب کر کے نیم وہ کل شوق یہ ہے تیرے کپڑے جو تو</p>	<p>ہم جدا روئے لگے تر گس پیار جدا لب لب کو ترے کر دیتی ہو گفتار جدا وہن زخم جدا اور لب سو فار جدا اور سید پوش ہی یہ سایہ دیوار جدا عورت دیدہ روزن ہونہار جدا آج زندان سے ہو کون گرفتار جدا آنکھ کے دور کی عورت نہیں تار جدا آخر کار ہوا تن سے سر اکبر جدا وہ کو بھی سحر کی شب مجھے نہیں بار جدا چشم بد و وز زانے سے ہر وقت جدا مثل پیرا ہن گل بھر نہون نہار جدا</p>
---	---

<p>۲۳</p> <p>مری بجائے جو ہو کیسے بول اے جدا یاں جدا شک و ان قص میں ان بار جدا مرہ جنبش میں جدا ابرو خدا جدا تازہ گل و زکھار کھتے ہیں گل کھا کھا کر</p>	<p>۱۸</p> <p>ای وزیر اس پہ ہر اب ٹھٹھٹ ٹھٹھی شاہ کر مجھ سے نہیں جیسے در کر آ رہا جدا</p> <p>یہ وہ شب ہی نہو ہن ہی کوئی ہمار جدا تارے ستار جدا ماہ ہر ستار جدا نیزہ بازی ہر جدا چلتی ہو تلووار جدا یاں خزان میں بھی نہیں ہن گل بخار جدا</p>
--	--

<p>خانی ہاتھ میں گیسو کو لیکے بولایا دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا کوئی فسوں نہ چلا آیا اسکے دم میں جو کھایا زہر تو یاد وہاں شیرین میں کرے غور نہ طاعت پند و زاہ سے فسانہ لب شیرین جو تا فلک پہنچا اب آگے دیکھیے امی طفل کیا پڑھا حد یہ آیا سنگ یار نذر کیجیے کیا</p>	<p>یہ میرے دزد و حنا کے لیے کند ہوا سمند ناز کو اوسکے شکار بند ہوا پر ہی کی طرح سر شیشے میں آپ بند ہوا زبان تک آتے ہی آتے مثال قند ہوا مرے کریم کو غدر گنہ پسند ہوا یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا الف ابھی سے ترے ناز کا سمند ہوا اک استخوان تھا سوہ او سکے ناپسند ہوا</p>
---	--

۲۳	<p>جور وے ہم تو گرے ٹکڑے استخوان کے فرمے جنون میں سنگ سے یہ چور بند بند ہوا</p>	۱۹
----	--	----

<p>حسرت ایجان کہ ہر دلبر سے دل ارجدا در پر قتل زمین پر وہ ستمگار جدا چشم سے چشم بنی ہو جو یہ دلدار جدا ہی یہ الفت مجھے سفاک فی جب ارجدا اوسکو طاعت یہ غور اسکو ہر آزمائش پہ تیغ کھسار سے کیا کیسا کلا کاٹا جو خرید اگر گیا آپ کا امی سویت</p>	<p>مژدہ امیوت کہ عیسیٰ سے ہو بیمار جدا ماہ نو چرخ پہ کھینچے ہو سے تلوار جدا چاہیے تھا ہے بیمار سے بیمار جدا شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا کبر ز ابد ہو جدا کبر گنگار جدا ابھی سر کتنے کر لگی تری رفتار جدا تیرا باز ارجدا یار کا باز ارجدا</p>
---	---

۲۴	مری غزل کی صفت کر کے یار کہنے لگا سخن و زیر کا اب پاؤں پہ بند ہوا	۲۲
<p>جو میری خاک پہ دانہ گر اسپند ہوا وہا بھی بجدے میں کی عجز پسند ہوا وہا کے وسطے دست سب بولبند ہوا سپر کے چاند کا اب مرتبہ دو چند ہوا فلک سے آج ستارہ مرا بلند ہوا کہیرے سائے پہ بھی شبہ سپند ہوا فرشتہ خوتھا دل آخر کنوین میں بند ہوا ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا شید و یکمہ کے اوسکا حسین بند ہوا بلا تین لینے کو دست سب بولبند ہوا تو اپنے گیسون سے بستہ کند ہوا دعا کو پنجہ مرثکان تلک بلند ہوا پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسے گزند ہوا کیا شید جو تو نے نیاز مند ہوا گلے کا زخم گر بیان تیر بند ہوا</p>	قطعہ	<p>پس ارفنا اثر سوز دل دو چند ہوا فروتنی سے نہ دست و عا بلند ہوا نہ آیا محفل میں گر اکیدن ساقی پڑا جو چاند سے کھڑے کا عکس لوج لایار تجھے جو بام پر اہر ماہر و کھڑے ٹکھیا گھلایا ایسا مجھے عشق خال جاہان گر اہی یکمہ کے اوس زہرہ شش کا چاہ وین پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا شب جمال ہوئی مجھ کو روز عاشورا جو دیکھا بزم میں اوسکا گلا طرحی ا برمی ہوا آہ اسیرون کی دیکھ اہو صیا یہ آرزو ہر ترے دیکھنے کی کھونکھو یہ تیرے فہم گیسو میں ہر ہو قاتل ٹھایا ولسے مرے آج رنج عرانی ہنے ہیں صورت دامن یہ زخم دہند</p>

خمیدہ ضعف سے ایسا میں درمند ہوا
 کیا پسند خلافت نے اس قدر اوسکو
 لکھا اسیر دن کو اوسنے جو خط آراوی
 کسی نے بات نہ پوچھی پس فنا میری
 وہ ناتوان ہوں کہ ساتھ اسکے کھینچ گیا بھیجی
 گئی نہ تیرگی شام جب ترا دم صبح
 گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدہ وصل
 زبان شمع سے نکلے صدا ہو بسم اللہ
 یہ زور آتش سنگ خٹائی گرمی کی
 ہوا نہ آہ میں مقبول اپنے صنائع کا
 ہوا زلسلہ ہجوم نگاہ مشتاقان
 بجھا کے زہر میں تو نے لگائی کیا لہوا
 نچھڑی منے پہ عظیم اوسن ہی ش کی
 مزے اٹھاؤ خفا ہو کر اوسنی پیسے جو دت
 ہر اک جوان کا پیری میں قد جکا آخر
 ہو خالق ایک ہی اہمیت اپنی قسمت کو
 اٹھایا بعد فنا جب صباؤ گلشن میں

کہ سایہ پاؤں کا سر سے مے بلند ہوا
 کہ رفتہ رفتہ کئی دہنیں خود پسند ہوا
 ہزار طرح لپیٹا لکڑی بند ہوا
 ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا
 تمھارے بام کا سایہ مجھے کند ہوا
 دعا کو پنجرہ خورشید تک بلند ہوا
 ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا
 چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا
 تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا
 وہ آئینہ ہوں سکندر کے ناپسند ہوا
 ہر ایک وزن دیوار یا رب بند ہوا
 ہر ایک خم جو سر گرم زہر خست ہوا
 غبار بھی قتل آدم مرا بلند ہوا
 ہمیں تو سودۃ الماس سود مند ہوا
 یہ نخل لپٹ ہوا جس قدر لبند ہوا
 تو بے نیاز ہوا میں نیاز مند ہوا
 غبار قمریو نکاس رو قد لبند ہوا

<p>مثل خورشید ہوا می گل یہ تن سرخ ترا رنگ بلبوس تو چھوٹے سے اڑا جاتا ہر خط سے زہل نکلی بھی ہو رخ گلگوئی ہوا جلوۂ شبنم و گل جب شبنم میں دکھیا ہو صفائی کی سبب عکس مسونکا سپر دست گلگون نہیں جی طرح جنا کی محتاج دیکھ سکتے نہیں اس سے کبھی بھر کے نظر یہ بھی اک لطف تھا تہا جو ہم ای سوفا روح ایجان لطافت سے نظر آتی ہر مشک افشان ہر خیال خط شکنیں مطلع صبح کو کیا جیب قبائے نسبت مرنے دم سب کو کیوں سچ نکلیا پوٹنے صد مہ موج تبسم سے یہ ہوتا ہر کیود</p>	<p>کیون نہو رشک شفق پہرین سرخ ترا تاب آغوش کی کیا لائے تن سرخ ترا رہے سر سبز ہمیشہ چمن ہر رخ ترا یا دایا عسرق آلود تن سرخ ترا خط سے سبز نہیں ہو دقن سرخ ترا یونہی بیکار یہ یہ پیرین سرخ ترا کہیں بنجائے نہ سون یہ تن سرخ ترا دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا لطف رکھتا ہر عجائب یہ تن سرخ ترا خاک اچھا ہو یہ جسم کہن سرخ ترا کہیں خورشید سے روشن ہو تن سرخ ترا یا دکیا آگیا سبب دقن سرخ ترا تاب کیا بوسے کی لائے دہن سرخ ترا</p>
---	--

۲۱	خونفشان چشم ہر کس کل تصور میں فریہ رشک برگ گل تر ہو کفن سرخ ترا	۲۰
یہ مجھ کو شیوۂ افتاد کی پسند ہوا تمہارا شعلہ حسن اس قدر بلند ہوا	غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا کہ آسمان پر ستارہ ہر اک پسند ہوا	

کہیے یاران عدم کیا گذری
 یوسف حسن اگر گم ہو گا
 کر کے اثبات دہن کیجیے صفت
 کم بھی دینے میں بہت فائدہ ہو
 خط پہ خط لکھیے گا امیر شاہ سوا
 مروج چشم سے آئے جو حجاب
 کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہو
 کہکے پاؤں سے چلے یار کے گھر
 کہکے یہ تم ہو بڑے ہر بابی
 کیوں بناوٹ سے جی وقتے ہیں آپ
 جام ساتی سے جو مانگا تو کہا
 مصحف رخ کی قسم میں ہو مرا
 خط غلامی کا نہیں امیر یوسف
 پہنے یوسف جو کہا کیوں بکڑے
 حضرت کعبہ جو بن جائے عرش

کچھ لب گور سے فرمائیے گا
 آپ یعقوب نظر آئیے گا
 دیکھیے منہ کی ابھی کھائیے گا
 بوسہ اک دیجیے دس پائیے گا
 گھوڑے کا فذ کے بھی ڈرائیے گا
 آنکھ کے پروے میں چھپ جائیے گا
 ادھر امیر دست جنوں آئیے گا
 ہم جو اوٹھنے لگیں سو جائیے گا
 وردہ رکیا مجھے پھر وائیے گا
 جھوٹے موتی کسے دکھلائیے گا
 بھر کے اشک آنکھ میں پی جائیے گا
 ہمسے قسداں یہ اوٹھو آئیے گا
 خط جو نکلا ہی نہ شرابیے گا
 مول لیگا کوئی بک جائیے گا
 دل کی وسعت نہ کہی پائیے گا

ہم بھی آنکلیں کے مسجد میں وزیر
 خشت خم لیکے جو بنو آئیے گا

۱۸	مجہ میں اوس بت میں خداجب در میان ہو جای گا	۱۳
رخ سے سر کی لفت ہوش ماہ النور اوڑ گیا پر بنایا شوق کو مضمون نے ہر اک سطر کو دست قاتل کو غصے تکلیف شوق قتل میں امدول بیتاب تا کو ولتین کستا ہر یا کب تو انائی سے ہوتا جو ہوا یاں غصہ سے ہون میں بیتاب کھدتی ہر مری تاریخ فوت کچھ کسب سارو کو ہر گز احتیاج نہیں انسوین کو ساتھ دم نکلا مرا آنکھوں کی راہ کرو یا حیران صغای رخ نے صدا آئینے کو خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بند شد ہر کا کس کو روح حیرت افزا کا ہو آنکھوں کو خیال سینہ و دل کی جدائی کا سبب پوچھیں آپ	کل گئے سفسنہ میں زندان ننگ اختر اوڑ گیا خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا سایہ شمشیر پڑے ہی مرا سرا اوڑ گیا گھر میں کیون آتا ہر میر کیا ترا گھر اوڑ گیا کوئی جانا نہ کو ہوا سے جسم لاغرا اوڑ گیا مضطرب کمری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا طائر ننگ حنا ہاتھوں سے بے پروا اوڑ گیا مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پا کر اوڑ گیا خطے وہ کھلائے جو ہر ننگ جمع ہر اوڑ گیا رافہ اک طوطی کے قابو میں آکر اوڑ گیا شکل آئینہ جو خواب دیدہ ترا اوڑ گیا کیا بتاؤں آگ سے سیما کیونکر اوڑ گیا	
۱۹	بے سبب کب جلوة برق طہان ہر اے وزیر	۱۸
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پراوڑ گیا	سر مرا کاٹ کے پچھتاہیے گا تمام لون دل کو ذرا ہاتون سے	کسکی بھر جھوٹی قسم کھائیے گا ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جائیے گا

کب یہ کاری سے آؤنگا فرشتو نکو نظر	شمع روشن کرنے میرا استخوان ہو جائیگا
۱۴	۱۵ یاوکیسو کی رولائے گی چین میں امی وزیر سنبستان میری آنکھوں کو دھوان ہو جائیگا
<p>دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہو جائیگا جای سبزہ میرے دفن پر دھوان ہو جائیگا باوکا جھونکا مجھے تخت و ان ہو جائیگا اس شجر میں مرغ دل کا اشیان ہو جائیگا دوست تو ہو گا تو دشمن آسمان ہو جائیگا ہر شجر بیتاب ہو ہو کر روان ہو جائیگا مطلب دل لب تلک اکرفغان ہو جائیگا ٹانکے لک کر ختم میرے دھان ہو جائیگا میرے نامے پر گمان استخوان ہو جائیگا پردہ غفلت یقین ہو میان ہو جائیگا آگ لک جائیگی بعد اول دھوان ہو جائیگا صبح کا ذکا تریخ پر گمان ہو جائیگا یہ سخن ہو کر کر دستان ہو جائیگا</p>	<p>کب خبر تھی انقلاب آسمان ہو جائیگا سوز غم سے شمع روشن استخوان ہو جائیگا خاک میری لے اوڑا اگر اوجیر و کیطراف دیکھ کر اوس سر کو گلشن میں بولا باغبان مہربان ہو مجھے یہ مہربانی سے تری تو گیا تو باغ ویران ہو گا امی شمشاد یا ہر نازک مزاج اور میں ہو گیا کیا کہو ڈہریا چراغ قاتل سے نہ قطع سخن گر ٹپا قاصد سے تو لکھا سا جانان اٹھا خواب میں بھی اوس کو دیکھو نگاہ میں وقت نصیب تکلمے متی وہ جائے گا لکھو ٹاپان کا صاوقون سے وعدہ دیدار اگر چھوٹا لیا باتوں ہی باتوں میں ہو جائیگا قصہ عشق کا</p>
کب سے تجا نے کو جاؤں گا اوس دم امی وزیر	

۱۸	خاریا اوس گل کو میرا جسم لایا ہو گیا	۱۹
<p>یار کے دالان کا پردہ کتان ہو جا گیا ساتھ اوس بے بسف لقا کی کاروائی ہو جا گیا دیکھنا اب آنکھ سے بہتر دہان ہو جا گیا جب پسند آتش گل آشیان ہو جا گیا طاثر رنگ خنابے آشیان ہو جا گیا آج ہر نامہ بران گل مہربان ہو جا گیا خیمہ افتادہ تو امی آسمان ہو جا گیا آسمان اک اور زیر آسمان ہو جا گیا آنکھ بھیر و انقلاب آسمان ہو جا گیا وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جا گیا اب جو میں ٹھہرا بھی تو سایہ روان ہو جا گیا اک مینے میں مہ تابان زبان ہو جا گیا منہ دکھا دو آئینہ آب روان ہو جا گیا اٹھتی اٹھتی شمع کا شعلہ دھواں ہو جا گیا امتحان میرا تمہارا امتحان ہو جا گیا یاں ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جا گیا</p>		<p>کب چھپے گا چاند سا مکھڑا عیان ہو جا گیا جس طرف نکلا ہجوم عاشقان ہو جا گیا یار سے سہتی ہیں باتیں پر نظر نہیں ہم صغیر و بھوگی جو بریا غبار سے تباہ چٹکیوں میں تو اوڑا دینا نہ امی دست چٹم جب خفا ہوتا ہے تو یوں لگو سمجھاتا ہوں آگیا جسدن ہمارے گرد باد آہ میں گر زمین سے ہو گیا دو دول سوزان بلند جل کے جو تمنے تہ و بالا زمین کو کر دیا اتخوان کوئی بچا کر اوس ہمارے پیر پھر کے میرے ساتھ اٹھایا دشت پیا گیا وصف روی یار کرنے کو بنی گاناہ نو لطف از خود رفتگی گرد گھیننا منظور یا ذرف شعلہ رو میں شبو گر روشن ہوئی پیرک و پوین سماں ہو تھیں کھینچو نہ تیغ ہو گا اک پہلو دل پر داغ اک پہلو وہ گل</p>

معجزے ہوتے ہیں تجسے ہر قدم ایسر قد
 غیر عیانی بھلا کیا چاہیے جامہ مجھے
 خندہ دندان ناکرتارے آجائیں نظر
 تیغ قاتل کا نہیں احسان سریشکر ہو
 نالاول صورت ہر خورشید محشر داغ ہو
 تیرے کوچے کا جوڑنا یاد آیا خلدین
 ابرو خم گشتہ کشتی چہرہ ہو دریا حسن
 جو گیا قاصد نہ آیا او سپہ عاشق ہو رہا
 لکھ کے خط ایسا میں دیا کہ پونچا تک
 خاک ہو جانے پہ بھی مجھے کسے ہر سے کام
 لکھی دیوان میں جو اوس دم مخطط کی
 خط کو چھاتی سے لگا کر گیا میں شوقین
 گردن مینا بنی جب شاخ گل کو چھو لیا
 عالم سودا میں جب آیا ترے رخ کا خیا
 لکھ گیا جس طرح تیرے درد ناکا و
 اوس سراپا نور کے صدقے میں جو طائر چھٹا

جاتے جاتے بلوغ تک سایہ صنوبر ہو گیا
 یجنون میں اپنی ہی جامے سی باہر ہو گیا
 شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہو گیا
 یان گریبان ہجر میں گردن پہ خنجر ہو گیا
 صاف اب وز جدائی روز محشر ہو گیا
 مثل آب تیغ مجھ کو آب کو شر ہو گیا
 کھل گیا جب گیسو پر بیچ لنگر ہو گیا
 فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہو گیا
 نامہ بر سیلاب اشک فیدہ تر ہو گیا
 بعد ورن جام صہبا کا سہ سر ہو گیا
 صفحہ آئینہ بنا ہر حرف جو ہر ہو گیا
 قاتل عالم کا نامہ کج خویش ہو گیا
 گل کو چشم بست دیکھا تو ساغر ہو گیا
 پنبہ داغ جنون خورشید محشر ہو گیا
 دائرہ ہر اک صد ہر نقطہ کو ہر ہو گیا
 ہاتھ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہو گیا

<p>آنکھ کی بست گلستان دیکھا تجساکو فی نہیں انسان دیکھا نہ غم رحلت یاران دیکھا جبکہ طول شب ہجران دیکھا اپنے گھر آپکو مہمان دیکھا جب سو گور غریبان دیکھا خواب میں بھی نہ گلستان دیکھا ہمنے کو ہر کو بھی غلطان دیکھا صدئہ شام غریبان دیکھا پاس دامن کے گریبان دیکھا جسے بخت کو کبھی عین دیکھا</p>	<p>میں وہ بلبل ہوں تصور پیشہ دیکھ کر یوں کسے ہوش اڑتی ہیں پہلے ہی مر گئے ہم خوب ہوا لبنے لبتے ترے بال آگئے یاد کی نگہ چشم فنا سے جسم بادشاہی کی تمنا نہ ہی ہوں وہ بلبل کہ قفس ہی میں رہا یاد دندان میں ہو کیا دل بیتاب تجسے اے صبح وطن کے جدا ایک ہی جھٹکے میں اے دست جو اپنے جانے سے ہوا وہ باہر</p>
--	---

۲۱	<p>گر پڑی جلی جو ہم تر پے وزیر روئے تو ابر کو گریبان دیکھا</p>	۱۵
<p>گروش ایام ساقی دور ساغر ہو گیا کفر اور اسلام کا تہہ برابر ہو گیا سینک طفلان مجکو پاس کے برابر ہو گیا بن گیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہو گیا</p>	<p>میکشی میں ہے آرزوہ جو دلیر ہو گیا بلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہو گیا طوق آہن چون سے اک حلقہ زہر ہو گیا غنجہ لب کے اثر سے کیا معطر ہو گیا</p>	

<p>استادہ ہوگا نجد میں خمیہ سحاب کا ساقی گلوے صاف ہر شیشہ شراب کا گویا کہ ہر وہ غال رخ آفتاب کا محفل میں شمع بنگیا شیشہ شراب کا شیرازہ تار شمع سے باندھو کتاب کا چھینٹا تو ہکو دیکھو موتی کی آب کا محراب میں بھی درہی جام شراب کا ہر گرد باد و درہو جام شراب کا ہوں منتظر زمانے کی اس انقلاب کا ای بہت کیا ہی تو نے جو نظارہ آب کا فردوس میں حلال ہر پینا شراب کا پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا</p>	<p>مجنون کو آج حال یہ ہم رونے جاتینگے میخانہ چشم مست ہو اور گوش جام بین آتا نہیں نظر مسمی آلودہ وہ وہن ایسا جلا ہو گردن ساقی کو دیکھ کر لکھا ہی سوز دل پر پروانہ بین ورق آتا ہی غمش ترے در و دندان کو دیکھ کر گردش میں زیر ابرو پر خم ہو چشم مست وہ بادہ کش ہوں کھونچ میں دشت بین قام میری طرح وہ غیر سے بھی آنکھ پھیر لے زنا رموجین بن گئیں ناقوس میں حباب کوئی صنم میں شوق سیو بخواریاں کر پو کہتا ہے آب تیغ سے سیراب کر کے شوخ</p>
---	---

گردش پہ چشم مست کی دل پس کیا وزیر
ٹوٹا ہو دور جام سے شیشہ شراب کا

۱۵

۱۴

امی خضر چشمہ حیوان دیکھا
ایک ہفتے میں دو چندان دیکھا
جب سراپا مجھے حیران دیکھا

آج ہم نے لب جانان دیکھا
روز افزون ہو تر حسن ایماہ
کہا آتینہ تد آدم ہی

<p>ہر اک ہاں خم سے گویا ہوں مثل فی ایست ناز وے خط جام و بھیکر ہنستا تھا میری بزم میں ہر ایک غنچہ لب ہمراہ دل جلون کے ہو کیشی ہے لڑ کے جدا ہیں گرد مرے بلبلین جدا اوس شہسوار کا ہو دماغ آسمان پر ریگے وان کی طرح نہیں خاک کو قرار جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن مانند موج اپنے جب کی شناوری کیا ناز کی ہو نیلو فری گل سے پونٹھ ہوں</p>	<p>کیا منہ لگا ہوں دیکھ دینا جواب کا آتا ہو دھیان نشہ میں خط کے جواب کا کیا کھل ہاں تھارات کو تختہ گلاب کا ہوتا ہو ساتھ خوب شراب کباب کا ہر سنگ سخن سے پھول بنا ہو گلاب کا کھینچا ہو جو ہلال نے نقشہ رکاب کا عالم وہی ہو بعد فنا اضطراب کا دیار روان ہو امری چشم پر آب کا حلقہ بھنور کا بن گیا حلقہ رکاب کا منہ سے لگاے یا جو ساغر حباب کا</p>	
۱۳	<p>نقد اور بزم کم تری رحمت ہو بحساب کچھ عنہم نہیں وزیر کو روز حساب کا</p>	۱۸
<p>بزم عنہم میں ات تھا چرچا شراب کا آیا خیال رونے پر چشم پر آب کا بیجا نہیں حجاب مرے ماہتاب کا ہر لیے میرے پوچھے جو تو شک گرم کو آئیگا کوئی دم کے لیے یا راقیا</p>	<p>روشن ہوا تھا شکوہ چرخ آفتاب کا آنسو کے پوچھنے کو ہو وہ من سحاب کا دیکھا ہو منہ کسی نے کہاں آفتاب کا ہی برق جلکے خاک ہو من سحاب کا ہو محفل شراب میں ساغر حباب کا</p>	

غفلت میں بھی کھلانہ مرا زول کبھی صو امین پاؤں پٹکے مجھے خار رکھتے ہیں وان سے اوٹھے تو منزل اول ہو گور کی سیار کر مجھے ترے خنجر میں آب ہر	آیا جو عیش گمان ہو اسکو خواب کا ہر سبکے دلمین گھر ترے خانہ خواب کا ہر قصد کوے یار میں اب پاتراب کا گر ہو سکے تو کام بڑا ہی ثواب کا
---	---

۱۲	بی طرح بجلی آج چمکتی ہر ای وزیر شاید کہ میں ہر ذکر مرے اضطراب کا	۲۲
----	---	----

کبھی ہمیں نہ بھر کے پیالہ شراب کا فرقت میں تیری مجھے پھر اول شراب کا پر تو پڑا ہر کس در وندا نکی آب کا یہ روون میں فلک سے ملے سطر آب کا موج کی طرح نائے سطرین وان یونین ریگ روان سے کیا ہی مرا کالبد بنا یان ہر صریر کلک میں آواز عذیب ای شہسوار پران بھی قدم رنجہ کعبو حرف سخن میں صورت خطر زریب عیان گھڑیاں میں گنتی کٹی ہیں عدو کی تہن آہ لو کون نے چاندنی او سے مشہور کر دیا	اوٹھے نہ جسکے ہاتھ سے ساغر حباب کا منہ اس طرف کبھی نہوا آفتاب کا آب گھر سے بھر گیا ساغر حباب کا پونچا وں آسمان پہ ستارہ حباب کا قاصد وانہ ہمنے کیا اضطراب کا یارب یہ کیا سبب ہر مرے اضطراب کا کاغذ ہر اشک سرخ سے تختہ گلاب کا ہر حلقہ چہرہ میں عالم رکاب کا ادنیٰ یہ وصف ہر دہن لاجواب کا ہر شب بیان عذاب ہر روز حساب کا دیکھا جو تج کو رنگ اوڑا ہاتھاب کا
--	--

<p>بزمِ ہمسایین ہر کوئی دمِ یہ می سرور مجھے کیسی دل شکنی ہو نہ عندِ لب دریا میں کسے خندہ وندان نما کیا یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے وہ رشک مہجاری جدھر منہ و دھڑکچہ</p>	<p>ہر ساعِ نشاطِ پیالہِ حباب کا توڑون کبھی نہ پھولِ حینِ گلِاب کا لبریز موتیوں سے ہر ساغرِ حباب کا وہ ہی ورقِ غلام کا یہ آفتاب کا عالم ہو اہرِ مجین گلِ آفتاب کا</p>
<p>۱۱</p>	<p>کافر ہو اہون پکی سے عشقِ بت و زیرہ زنا رنج کو چاہیے موجِ شراب کا</p>
<p>اوس مہ کے منہ لگا ہر پیالہ شراب کا تاری نمود ہون جو غروبِ آفتاب کا دریا بہت پھر اہی مے ساتھ شبت میں مکتب میں غم کے حفظ کیا آہ کا سبق زائد حرام محی کو نہ کہنا و گرنہ میں میخانہ یاد ساقی کو شر سے خلہ ہو اوس مہ کا جی پھر اہی جو دریا کی سیر سے ثانی تمھاری مصحفِ رخ کا ہو کیا کوئی پانی چو اکی کب نہ مرے منہ میں مرقوم چہرے آفتاب قیامت مرا وہی</p>	<p>ہر آج آسمان پہ داغِ آفتاب کا آنسو بہین تہی جو ہوساغرِ شراب کا ہر اس سے سکر پادِ دن میں چھالا حباب کا رہتا ہریانِ زبان پہ طلبِ کتاب کا جنت میں چھین لو نگا پیالہ شراب کا امی میکشو جلال ہی مینا شراب کا گردش میں اندنوں ہی ستارہ حباب کا مکمل نہیں جوابِ خدا کی کتاب کا صرفہ کرے گلی سے جو خنجر کی آب کا دامانِ حشر نام ہو اوسکی نقاب کا</p>

پر تو سوخ کو چاندنی ہی سظم آب کا
 رونے کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
 پوچھے جو وہ دہن کی کوئین کمر کی بات
 اب عندلیب جا سے کہو تر ہو نامہ بہ
 نام جواب نامہ سنا جان لگتی
 اپنے گناہ انہیں سکتے حساب میں
 اوس گل پہ ہو گئے ہیں کہو تر بھی عندلیب
 چٹکی ہو چاندنی جو مریل شک سے
 زلفیں تو سر چڑھی ہیں تیری کوئین گل کرن
 جز سوز غم جگہ مجھے پہلو میں کوئی نہ ہو
 کیا دل جلوئے زخم کے انگوٹے کتنی
 چلو میں ناز کی سے غش آیا جو کہو
 اب کہو روز مشوق سے امی تو سن تو کہ
 منظور ہو کہ رنج مجھے ہو جہان کو عیش
 کہتا ہوں وہ چمک کے نہ کہ زخم پر مے
 نامہ گل کیا دم تحریر ہاتھ سے
 قالب ہی کیا ہو جو پاؤں س یار کو

ہر شک ماہتاب ستارہ حباب کا
 بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا
 کیا ہی جواب دون سخن لاجواب کا
 نامے میں ہم نے عطر ملا ہو گلاب کا
 بعد فنا جو دھیان تھا خط کے جواب کا
 زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا
 قاصد نہ کہ مجھے متوقع جواب کا
 جلوہ ہو چشم ترین کس ماہتاب کا
 موئے کمر کو کیا ہو سبب پھیپ کا
 اشک چکیدہ ہوں کسی چشم کباب کا
 ساقی شراب میں چمن مزہ ہو کباب کا
 چھینٹا دیا پسینے نے رخ پر گلاب کا
 عالم ہلال میں ہو کسی کے رکاب کا
 توڑوں عوض میں بھول کے کاٹا گلاب کا
 ہنگام صبح بھول کھلا ہو گلاب کا
 مضمین جب میں لکھنے لگا اضطراب کا
 نہ زرا ڈر لیا ہو یہ ہم نے رکاب کا

<p>ہوگی ابرو جو لگے گی مرے ماتھی پر تیغ یاد پشانی و ابرو پہ چنے گا افشان یونہیں نہ لفونے تر ہی کہیں بلا نازل آؤ گے اپنے اسیروں کی خبر کو تم اگر رؤراک و اغ مرے و لکو جو دینگے گلو ہوگی قاتل کو نہ تکلیف نہ کافشانی آہ سے عرش کی زنجیر ہلا دینگے ہم آستین بہی ہوئی باہر جو مری دست جنوں یاد میں اوس کف رنگین کی جو انگلیاں یونہیں ہوگا جو جو ہم نگہ مشتاقان قول لیگی اوی نظر و نہیں لا رحمت حق بچ سے بچ دیے یار کے در بانوں استخوان تن سے نکل آئیں گی ہر عظیم</p>	<p>آنکھ سے پتیر لگے گا تو وہ شرکان ہوگا آج محراب عبادت میں چراغان ہوگا ایو پری تجھے تر اسایہ گریزان ہوگا شکل آغوش ابھی اور زندان ہوگا رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا شور بختی سے ہر اک زخم نمکدان ہوگا یونہیں گرجوش جنوں سلسلہ جنباں ہوگا ٹکڑی ٹکڑی ابھی دامن بیابان ہوگا اوٹھتے ہی ست دعا بچہ مرجان ہوگا دیکھنا بند کسی دن در جانان ہوگا خرمن جرم نہ شرمندہ میزان ہوگا گذرے فردوس سے ہم ان بھی دربان ہوگا جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہوگا</p>
--	--

۱۰	اوس پری کو جو خط شوق لکھو نگامین و زیر	۲۵
آیا وہ ماہ لاؤ پہا لہ شراب کا کیا یاد وہ ہی یہ کسی بزم خراب کا	مہتاب کے ہوساتھ طلوع آفتاب کا اولٹا پڑا ہوا ہی جو ساغر حباب کا	

<p>گر سنہ آج مقرر سب جانان ہوگا کوی اوسمین بھی مرا تار گریبان ہوگا خط جو کروں پکھنچے گا خط فرمان ہوگا چشم پر آب ہر اک پلہ میزان ہوگا کوچ آخر تو سو ملک خموشان ہوگا</p>	<p>بڈیان میری دین سوجو میں نکلی آتین چاک ہر روز جو ہوتا ہر گریبان مستعد قتل یہ تو ہوگا تو میں مرنے پر ہم وہ گریبان ہیں تلکین جو ہمارا مال بس ولا پہلے ہی سے ترک سخن کر دیجے</p>
--	---

<p>۲۴</p>	<p>ہو کے مایوس سب یار پھرے گا جو فریاد استخوان میری ہا کھا کے پشیمان ہوگا</p>	<p>۹</p>
-----------	---	----------

<p>لاکھ پروں میں جو تو ہوگا نمایاں ہوگا سایہ دیوار کا گھر میں مے پیمان ہوگا ہاں جو ہوگا تو دروشت کا دربان ہوگا صاف ہو جائیگے گریچ میں قرآن ہوگا زخم تن بھی نہ مرے حال یہ گریبان ہوگا اب جو دریا میں گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا زلف کوتاہ جو حسن و وحیدان ہوگا ہوں وہ گریبان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا روونگا میں جہ مرا زخم بھی خندان ہوگا مورچہ چھوڑ کے تلوار گریبان ہوگا</p>	<p>کبھی رشید نہ افلاک میں پہنچاں ہوگا تیرے آنے کا یہ ڈرامہ شب جبران ہوگا کبھی جنت کے نہ دروازے پہ غلوں ہوگا درمیان ہوگا جہنم زلف و نسو ہوگا کی صلح ہوں وہ بکس کے لاشے نہ پڑے گا کوی گر پڑا اشک مری آنکھ سے بڑا تابانہ ایصنم رات جو چھوٹی ہو تو دن بڑھ جائے آز مایو تلوار لگا کر قاتل یاد ہر کل کی نصیحت مجھ سے سننا نہیں تیغ ابرو کا جو اک بال بھی کھلا دیا</p>
---	---

گردِ مستق خیال خطِ جانان ہوگا
 کب دہن خط کے نکلنے سے نمایان ہوگا
 بعد مرنے کے مے کو ہی نگریں ہوگا
 تیرے ہاتھوں میں پر ہی تیرے چہرے ہوگا
 حال پوچھو نہ مرے رونے کا بل جانے دو
 ہاتھ جو میں گے سبھی گبر و مسلمان ہوگا
 یار جائیگا او دھو دھو لے او صبر و قرا
 اوستی تلوارین لگائیں ہیں مجھ پر ہنس کر
 اپنی دروازہ کی بجائے سے باندھے مے ہاتھ
 چاند ہالے میں مجھے دیکھو نظر آنے کا
 شاد ہو گا جو مجھے قتل کرے گا ظالم
 ہوگا بیدار وہیں سبزہ خوابیدہ قبر
 رکھی کا منہ پہ جو پہنچلے ہر پر ہی قص کے وقت
 ہوں وہ بلبل اثرِ غمہ رنگین ہو مے
 اور بھی قاتل عالم پر مے کی خلقت
 ہوں میں شاعرِ تلکین کے مرے اعمال زبون
 پاؤں ہو جائیں گے تو جو ہیں گھین گے او سے

یہ بھر تو جو خط میں لکھو گا خطِ حیاں ہوگا
 یہ وہ چشمہ ہر خضر سے بھی جو نہان ہوگا
 زلفِ جانان کا لکڑی حال پریشان ہوگا
 طائرِ رنگِ حنا مرغِ سلیمان ہوگا
 ابھی و مالِ نخوڑو کا تو طوفان ہوگا
 ایک میں دستِ صنم ایک میں قرآن ہوگا
 صبح کے ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا
 گلِ بزمِ مری قبر پر خشتِ ران ہوگا
 اتو درکار نہ کوئی او سے دربان ہوگا
 میری آغوش میں جب وہ تباہ ہوگا
 وہیں زخم بھی شکِ گلِ خندان ہوگا
 میرا لاشہ جو لبِ گور سے نالان ہوگا
 شعلہِ حسنِ چراغِ تہ و اماں ہوگا
 رقص میں صورتِ طاؤس گلستان ہوگا
 کبھی تلوار کے مانند جو عریان ہوگا
 آپ موزون یہ مرا خرمِ عصیان ہوگا
 نہ فراموش کبھی کو چہ جانان ہوگا

تری میں منتظر کھتے ہیں اہر اردن گھڑیاں
 کسی دن اوکو فسون تصور کھینچ لائیگا
 چراغ ماہ لیکرات بھر ٹھونڈھا کیا گردوں
 نظر سے میری گریہ رانگی گئیں آنکھیں
 مثال تیر منظر استخوان سینے سے نکلا ہی
 کہاں تھا آسمان کو دخل الیاس شیشہ پائین
 بنایا شمع کو پروانہ آکر اوسن بھسوکے
 پر طاوس اوسکی تیغ جو ہر دار کو سمجھا
 رگلی تیغ و سپر باندھے پھر اکرم تا تھا وہ ظالم
 نکال الیاسی بھین شور ہو و چشمہ شیرین
 تری حیرت کر کے کیا حقیقت گناہوں کی
 پلنس مردن بھی میں رہتا ہوں نالائک ہاتھوں
 بناؤ گلزمین شعر میں اب آشیان بلبلی
 تمنایہ رہی اوس بوجفا تک خط پونہجنز کی
 قدم تیری میں تب شوق جو نہیں اپنے چلنے سے

ارمی کا فریاد دینی پردہ ہی عقدانا اہل کا
 اوتار گیا پری اک روز یہ شیشہ مری دل کا
 میں ہوا نہ کم گشتہ ہوں اوس شمع محفل کا
 تصدق کے لیے کچھ پاؤں و غلنگھہ کر تل کا
 تماشا دیکھو ابرو کمان بیتابی دل کا
 اوڑیا ڈھنگ اسن بھی مری بیتابی دل کا
 ہر نقشہ شکل غاوس خیالی اہل محفل کا
 وہاں خم سے سائل ہو میں تیغ قاتل کا
 لڑکپن بھی تھا خالی ستم سہ میری قاتل کا
 پڑے گھر عکس فریاد اوس شیرین شمال کا
 خدایار و برو حق کی کہاں تہم ہر باطل کا
 بجاتے ہیں سپہا یا بجنون لڑکے مری گل کا
 سرا پا گل کی مصورت ہی یعنی قافیہ گل کا
 کیو تر بعد مرنے کے بنا اکثر مری گل کا
 پھر ادیتا ہی سحر حب بجنون نالہ سلاسل کا

فقیری میں وزیر آ کی پر یان پاؤں پڑتی ہیں
 یہ نقش بوریہ اپنے لیے ہی نقش عامل کا

<p>ستاری چھڑی میں چلن بدین اسکی کفش زریں تو وہ یوسف لقا ای زہرہ دوش پہ گئے جھانک کر لگا لون طوق کو بس اب گل سے مدعا سمجھا جھکا آئی ہن کنوین تو فرشتوں کے کہوین پر کہی دیتے ہیں اسکو عرش کی زنجیر سے باندھو مسلمان بن تبو کعبے میں کھوں سنگ آؤ</p>	<p>قبا ہی آسمانی رخ میں عالم ماہ کامل کا زیادہ چاہ کنگان سے ہو تہہ چاہ بابل کا نہیں مویجہ قد مون پر مرے گرناسلاسل کا تری چاہ دوش نے منہ کھایا چاہ بابل کا فلک ہی داغ اندرون اپنی حوش لک کا تصور ساتھ برے کے کروں خسار کے تل کا</p>
--	---

۷	<p>سنے کا نامہ بزاغ کمان اب ای وزیر اپنا ہی خط میں وصف خال ابر و خمد ارت تل کا</p>	۲۵
---	---	----

<p>پس مردن بھی مشکل ہی ہو نہ چنایا تیل کا مہ لہو سے کھنچا ہر صاف نقشہ تیغ قاتل کا سریر فلک فکرت فی سنا تے نالہ مجنون تو وہ لیلی ہو کر پھر تارہوں تیرے تصور میں مہ خورشید اگر پھرتے ہیں تو گردون بھی تار کمال عشق میں احت پر وہ جو رہی ہو تار پس کدو حافی جو رکھتے ہیں کشتہ نکی آظالم انالیسی میں کیا ہی لطف مجنون ہی مزہ میں خودی بھلا وہ بت دیکھے تماشہ خبہ الی کے</p>	<p>لحد ہی نام ملک عاشقی میں پہلی منزل کا دکھا دی ای فلک تو بھی تڑپنا نیم سہل کا کوئی مضمون جو حشت میں لکھا لیلی کو محل کا دکھا آئی آلبہ پاؤ نکا میرے جلوہ محل کا حسینو نکو نہیں شوار طر کرنا منازل کا نہیں ہو زخم گردن سر یہ ہی حسان قاتل کا ہر اہو جامی پھر زخم کس ہر ایک بسمل کا تری آغوش میں عالم جو ہو غوش محل کا دھڑکتا ہی آگے اب تو آئینہ مری ول کا</p>
---	---

فقیری میں بھی ایدل سان پھر داغ اپنا
 گلِ زخم بدین اب گل بازی کا عالم ہو
 ولائی یا دشتیوں پھر کسی گل کو تبسم نے
 برای بازی طفلان بنی ہو سیا اکثر
 زبان تیغ او ظالم اگر کچھ حال پران ہو
 غش آیا ہی نہیں بس دیکھتے ہی تیغ ابرو کو
 سراپا حال جوش گریہ ہی طوفانِ طوفان ہو
 خیالِ عارض جانان میں باہم بسکہ نالان تھے
 اگر عقدہ سراپا ہی بزرگ اشک کیا غم ہو
 مری شکون کے دریا کا کبھی شورشِ ستار ہو
 ہن کر کشِ نوبتِ آ کر خوب سار وند
 بنی ریگ و ان خاک اپنی اوڑھنڈیا کیو تکو
 یوہین ہم سا بانی غیرت لیلیٰ کی کر ڈھین
 اگر سیلابِ شکون کا ہو گا یون ہی اوی و حشت
 بجھاتی چاندنی مہتاب اور خورشیدِ مشعل ہو
 کیسی جستجو میں نحت دل آنکھو میں آئین
 مری ہست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہو

گدائی بھی کزین تو لیکے کا سہہ کامل کا
 نکل جاتا ہی مضمون ہاتھ اگر زخمِ بسمل کا
 سکھایا خذہ گل نے ہمیں نالہ عنوان کا
 وہ سرگشتہ ہون مرنے پر یہ نقشہ مری گل کا
 وہاں زخم سے کہنی لگین ہم مدعا دل کا
 ہمارے منہ پہ جھینٹا و آب تیغ قاتل کا
 بند ہو اس بحر میں مضمون بھلا کیا خاکِ ساحل کا
 مہ و خورشید پر دھوکا ہوا مجھ کو جلا جل کا
 مری قنادگی کی ہاتھ حل ہو یا مشکل کا
 بزرگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا
 مبارک ہو مری دشمن زیر پا کہنا مری دل کا
 پنجھو تابعداروں ہمسری کرنا منازل کا
 نہیں محمل تو مضمون باز دھتے تھے ہین محمل کا
 بنی کا صورت گرد اب ہر طبقہ سلاسل کا
 فلکِ قصان ہو شاد و سیر جو لونِ ناام کی محفل کا
 تلاشِ لوسیف گم گشتہ میں ہو قافلہ دل کا
 بطور بھی دکھا دیو تپ پنا مرغِ بسمل کا

<p>گلا کا ٹون میں اپنا ہاتھ سر پر منہ قاتل کر دینا کنارہ کر کہ قسمت کہ مجھ بے شری جہوں اب تک گیا ہوں عمر تو میری نہیں کر دو انہی کلمہ قطرون آواز آئے کہ سنگرو کی کہیں لیسن کہیں آنکھوں میں جاوے ان جسدوں کو نکل جائیں ترکے پھلپھلایاں ست خانی کی چرا کرتے ہیں سبز کھیت کاشتوں کو جوتا چڑھاتے دار پر منصور کے ہمراہ زاہد کو کیسی آنکھ کے سر سے نے مج کو ماڈالاہی زمین بھی نکلی جاتی ہو میری اپنی پیر سے خوش آتی ہو وہ جہت مج کو جس میں نہ بھی ہو سفر کرنا مثال شک کہ پچھلے کل نہیں جگو یہی تو جرم جو کی سبب پال رہی ہو</p>	<p>مرواخن ہو حل ہو جای عقدہ میری شکل کا لب ریاض البخشہ ہنسنا و کیہ سہل کا کہیں جا کر نہ پامی خفہ سنگر غل سلاسل کا پتھرک جائے تماشادیکھ کر وہ قہقہوں کا کہ ماہ و مہر کا ہو کام ملی کرنا منازل کا ہو بھر جای او قاتل اگر مجھ میں سہل کا سمجھتا ہوں میں ہر بھی شاہ چشم قاتل کا تماشادیکھنا منظور تھا اگر حق و باطل کا نہ میری آواز اگر ٹوٹی کوئی سا عمری گل کا مجھے شکل ہو ہر ساتھ دینا اپنی منزل کا جو تکیہ بھی ہو تو پرہای مرغ نیم سہل کا کہ بس اک پاؤں کی لغزش ہو مل کر نامثال کا حنائے فوج کرنے میں تھا ماہا چھ قاتل کا</p>
---	--

<p>۶</p> <p>نشانہ بعد مردن بھی ہا میں تر قاتل کا جو جیتو تھے تو روئے تھے ہو میں خیال کرنا</p>	<p>۲۶</p> <p>وزیر اب سینے میں دلی عوض کیا در رہتا ہر کہ رو یا کرتے ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان سہل کا</p>
<p>بنایا کرتے ہیں ناوک فلن وہری گل کا ہمارا کالبہ شاید فقط تھا آب و رگل کا</p>	

<p>دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا چلتی پھرتے ہیں سدا گو جسم آدھا ہو گیا کاغذی بادام اس خط کا لفا فافا ہو گیا ایسا چلا یا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا وقت ساقی مین خچور پیالا ہو گیا اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا</p>	<p>موسے نکلا جام می اپنے لیے مثل حباب ایک ہاتھ اک پاؤں سے ہی جسطرح قمار کلاک آئینہ دیکھا تو اپنے خط پہ آنکھ او سکی پڑی سنگ اسود کو لب فرایو سی حو یا اگر بھر کے دیکھا جام مینے بڑے پیے خالی ہوا آج خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد مین</p>
---	--

۲۳	<p>کوئی مرتا تھا نہ اوسکی تر چھی نظ من و پر زمر پار گزرا د لکے جب یہ تیر سیدھا ہو گیا</p>	۵
----	--	---

<p>تصور یہ ہا آنکھو مین اوس لہلی شائل کا دماغ ایسا ہی جانان قیروں و ازیکر سائل کا بن زمین میر جتنے زخم مین پانی چراتی مین پنایا یا ر کو بھی طوق منت کو ہانی سے ادھر مینے تو اضع کی او دھر تعظیم اوس کی بہت حسرت اوٹھا یا کسری نظر و نسی قدر اوس کی کیسکو سنبھل خط کے تصور مین چہر اپون بنی ہوا نہ پھیرے ہوئی تصویر چھی اوس کی کسی کی کر سے خاک ہوئی یہ بھی الفت ہی</p>	<p>کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا مواہون تو صدا و تیا نہیں کل سر ہو گل کا نہو چھو کس قدر پیاسا ہون آب تنیع قاتل کا فلک نے بار مینا لہن لیا میری سلاسل کا جھکاتی مینے جب گردن اوٹھا ہاتھ قاتل کا نہ دیکھا کوئی پروانہ چراغ ماہ کامل کا تو شکل خانہ نقش پامین ہی عالم سلاسل کا کچا ہمسے رہا کرتا ہے کچھ نقشہ بھی قاتل کا پڑا سر بال از خود جب بنا کا سہ مری گل کا</p>
--	---

۲۳	۲۴
<p>شکور روشن یار کے بازو کا اگا ہو گیا خاک ہو پائی کہاں چوراہا چوکا ہو گیا طاہر رنگ حنا بھی رشتہ برپا ہو گیا مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہو گیا جامہ تن اچھینون شبہم کا کرتا ہو گیا خط مشکل زبان حنا گویا ہو گیا ہنس کے کہتی ہیں بدن کیا انکا دھڑل ہو گیا ٹھیلی آنکھوں کی چلے مجھ کو جو سو ہو گیا ریکٹا ہی فرط بیاہی سے دریا ہو گیا سر و کیا آغوش میں گلزار سارا ہو گیا ہاتھ میں خامہ عصا ہی دست موٹی ہو گیا ضعف و سنگیر ہو تصویر دیا ہو گیا قاصد اپنی قلم سے خط رواں ہو گیا شیشہ تو بہ کو چھیر جام صہبا ہو گیا ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہو گیا ضعف سیو میں زرد وہ سوئی سے پیلا ہو گیا</p>	<p>کریاں کیں اس قدر ہر عضو شعلہ ہو گیا خشک دریا ہو گئے موقوف و نا ہو گیا ہونہ لاغری کھا اوٹکے نگین ہا کردیا تحریر اپنی بے صدا تقریر کو آفتاب داغ سودا کو جو دکھیا اور گیا وا کیا جب یار نے آتی صدا مثل صریر بل بے شوخی دیکھتے ہیں جب مراقد و تا آنکھیں اک طفل کی اب اچھینون ٹپڑنگی تم نہانے کیا گئے او سکھلا یا خاک میں طوق قمری ہو کے بالیدہ بنا دیواریاغ فحی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہو اپنی جامی سے اگر بیاہ ہون اب ممکن نہیں اوٹکے چلنے کی صفت لکھی ہل چل گئی مژدہ ایسا قی جنون خیر اب کی آتی سی بہار دید کے قابل ہوا و کبک و رمی رفتار یا کچھ لایا حسن کو بھی عشق اپنی رنگ پر</p>

سرخ عارضِ تری ساقی جو نکلا خط سبز
 سبز عارضِ سج جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب
 دامنِ یوسف کا پھٹنا تھا ستمِ مروتِ شوق
 وان بھی جا پہنچے خریدارِ جنِ خج و فروش
 اوس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جیا
 لکھا گیا مجھ نہ اتنا غم مرو خوش چشم کا
 آتشِ رنگِ حنا سو دستِ نازکِ جل گیا
 ہو گیا جامِ سے باہر اپنی کڑے پھاڑ کر
 بل نکالا ہر شہ کا اوس نگاہِ گرم نے
 دیکھنا ہم میکشون کی ساقیا دریا ولی
 میرے طالع کا ستارہ کس قدر گرِ شمعین ہو
 وہی محرومی گلی پر میرے چل کر گیا
 اتور نیکی صد اکوشتنِ تان تک جا نیکی
 بارٹھ کو ڈور کا زنا رب گلی میں جا پیے
 فکرِ قمری سرو و شمشاد و صنوبر کر پین
 زیب و تیا ہی تیا شا گاہِ عالم گر کہوں
 غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہرِ لطف و حسن

قطعہ

ساغرِ زین پہ گویا سبز مینا ہو گیا
 چاکِ چاکِ رخ کی آتے ہی لفافا ہو گیا
 ٹکڑے ٹکڑے جامہ صبرِ زلیخا ہو گیا
 چاہِ یوسف کے لیے دوکانِ سودا ہو گیا
 دانہِ شبنم ہر اکِ رام وانا ہو گیا
 ہو کے کاہیدہ آئی آہو کا چار ہو گیا
 معجزہ ہاتھ آ گیا لودستِ موسیٰ ہو گیا
 چاکِ براہن نکلا جانے کو رستا ہو گیا
 آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدھا ہو گیا
 آنسوؤں سے بھریا خالی جو شیشا ہو گیا
 آسمان پر چرخ پوجا کا تاشا ہو گیا
 منہ ہوا خنجر کا بیٹھا جبہ کڑا ہو گیا
 اشکِ شورا نگینہِ ناقوسِ کلیسا ہو گیا
 زخمِ پشیا فی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا
 چرچرِ مینِ عاشق کے یا حق کا حیلہ ہو گیا
 جس طرف گزری ہر اکِ محو تاشا ہو گیا
 سات ایہ دریا یک تم آٹھوں کا میلہ ہو گیا

<p>ہو گیا وحشی گھر دیکھ جو وہ موتی تیری نہت کیا سنایا کیا پڑھا یا اچھن آرا نہیں جلوہ محبوب مہوش دیکھ لے ہر رنگ میں خاک میں بلجائی وہ چشمہ نہ جھین آب ہو خلق کیا مصروف طوف کعبہ تہ خانہ ہر خط مشکین سے تری ہر کس قدر لپٹا ہوا وقت نظارہ معطر آنکھ کے پردہ ہو کیا نامک ہی تجھ میں ای ساقی کہ پرتو سر پہ سبزہ عارض پر نہیں ہے و جاوہ روح رون ہم بغل ہو نیکی ہر ابتو سراپا آرزو</p>	<p>قبلہ دنیا و دین مدفون ہو اہری وزیر شوق سے سجدہ کروں کعبہ مدینا ہو گیا</p>	<p>جسم کیسا یاں لباس جسم آوجا ہو گیا جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہو گیا پی گئی آنسو جو خالی جام صبا ہو گیا چشم کم سی ہمنے دکھیا گھٹ کے قطر ہو گیا دانت پر اپنے لگا کر ونکی لبتی ہو کیوں آب کو ہر مل کے کیا خنجر و آبا ہو گیا</p>
<p>بڑھ گئی گرد و میتی دشت پیدا ہو گیا گوش گل بہر اداں غنچہ گونگا ہو گیا قیس کو آہو بھی چشم شوخ لیلی ہو گیا بھوٹ جائے آنکھ اگر موقوف و نا ہو گیا ہمسے گر پوچھو تو چکر میں زمانا ہو گیا کیا مرے دل کا ورق خط کا لفظ ہو گیا عطر نرگس تیری آنکھوں کا پسینا ہو گیا بادہ انکور بھی ساغر میں سرکا ہو گیا تو سراپا دل ہو اتو خط سویدا ہو گیا ضعف سی قد حجاب کے آغوش تنہا ہو گیا</p>	<p>۲۲</p>	<p>جائے تن گھٹ گیا ایسا کہ نیا ہو گیا شوق نظارہ میں ہر دم دم طما جا ہو گیا ابتو ساقی نام دریا نوش اپنا ہو گیا ای حباب ابتو ترے کوزیمین یا ہو گیا آب کو ہر مل کے کیا خنجر و آبا ہو گیا</p>

نپایا بوسہ لب اوس پر می ہو جب تو سہیجھا لب لعلین پہ پوسکی نہیں ہر یان کا لاکھا پر نیرا دوسن دی مٹی جو جھکے بعد مرنے	نہیں انسان کی قسمت میں چشمہ آجہوان کا نکل آیا ہر کھا کر چوش خون لعل بن خشا کا کوئی تختہ لحد میں تھا مگر تخت سلیمان کا
---	---

مسکین بھگین نہیں ہیں اے فریاد آئینہ رو کی
نمایان لپٹ لعل لب پہ یہ عکس مرگان کا

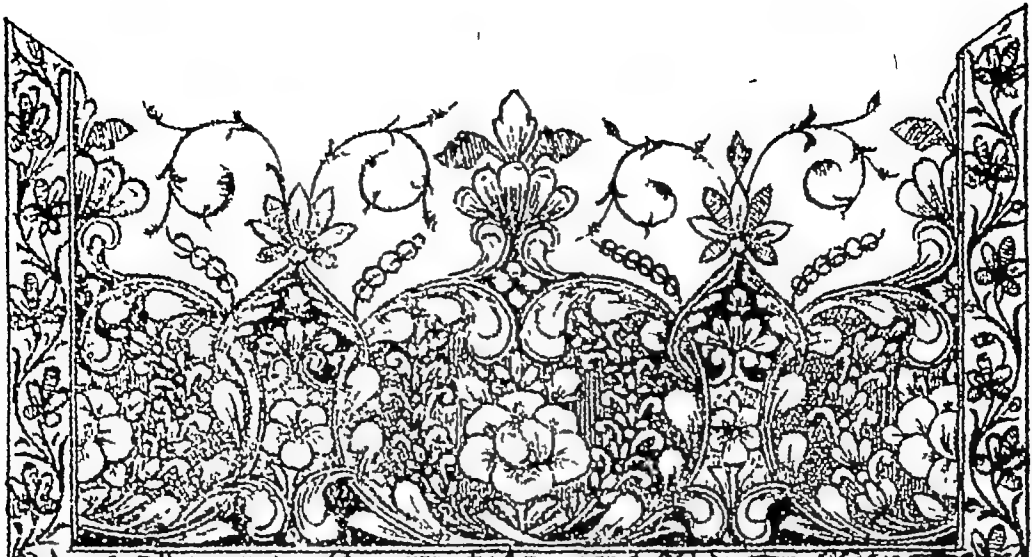
۲۳

۲

حیث افزای جہان جسم مصفا ہو گیا پیشگیاد امان یوسف کیا ہی سو ہو گیا اب کرامت کجیو اب بحرے و کھلائیے و لکڑیا جب بھونکا گریٹے ہم سر کر بھل دور پہ بونچ شج چشم کو جا بیٹھے ہیں مثل فقیر خوب محشر کر کے برپا یار کو دکھلا دیا دای محرومی نہ دیکھا خوب میں بھی مار کو سایہ قامت بھی ہر جاتی ہو کیا تیری طرح طوف کر حیلے میں ہم بھی گھوڑے کو جانیٹے سلسلہ جنباں ہوئی گردش جو چشم یار کی خود نا جب ہو گیا آئینہ سودا ہی عشق بن گیا محراب کعبہ کا پالہ جام نے	چار جو ہر تل کے اک آئینہ پیدا ہو گیا کیون نہ سوزن کھڑو ست زلیخا ہو گیا خضر خطر خسار یوسف لب مسیحا ہو گیا آستین سجدے کی سنکر فرض سجدہ ہو گیا آہو و نکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہو گیا آج اور فتار جانان کا رُفد ہو گیا میرے اوکو درمیان غفلت کا پردہ ہو گیا سر و گلشن میں ہو اجنت میں طویا ہو گیا گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلی ہو گیا بنکر آہو سایہ اپنا وشت پہا ہو گیا حلقہ زنجیر مجنون چشم لیلی ہو گیا مست ہیں اللہ کو جو منہ سے نکلا ہو گیا
--	--

بگر کر او سنی چلیں سے جو ہر کو آنکھ دکھلائی
 پر ہی مش پر جھمی ہیں کلمہ میں ہوں دیو
 تری ہونو نکو کے رنگ حب اسکا نہیں جتا
 ہی حسین دو مہنتہ چارونکی چاندنی ساقی
 نہیں ہر سرے کا دنیا لہ اتر کر آنکھ میں تری
 ذوق میں نہ خال سیہ کچھا تو میں سمجھا
 وہ گیارہ جون میرا یوسف دل گریڑا میں
 جان کو قتل کرتے ہیں یہ جہر جائزہ یہی
 رہا کرتا ہوا اپنا وہاں شکوہ فرقت میں
 دکھایا اوس نے عارض قبر عاشق کی لگی گھونٹ
 بنینگے ڈول بہر بازی طفلان کمر گل کے
 حلب کی صبح صادق کا گمان ہر سکو عارض
 بہت کچھ کھوئی پائی سنو راہ خود فراموشی
 گر قطرہ بسینہ کا جو اوس دے مخط طری
 ہو ہی ہیں جمع ہنسو کر یہ ہیں شمع خیال کیا
 فلک پہ ہر دماغ امی منعمو اپنا گدائی میں
 دل یوانہ کی چندے جو زلفون میں ہونو

غزال چشم پر دھوکا ہوا شیر نسیستان کا
 ہر اک انج جنون میں ہر اثر میر سلمان کا
 تہ کیا کیا جوش کھاتا ہوا لعل بنشان کا
 چھلکاتا ہر بھرتی ہی پالہ ماہ تابان کا
 پھر ہر سستی ہر نشان فوج مژگان کا
 لطافت سحر بیان ہر محم پیہ سب بخندان کا
 کبھی باقی نہ ٹوٹے گا تری چاہہ بخندان کا
 مگر تیغ ہلالی ہر ہلال زکو گریبان کا
 کوئی مرہم نہیں جڑ جوں اس زخم نمایان کا
 سحر موتی ہی دوازہ گھلا شہر خموشان کا
 اشراقی رہ گیا الفت چاہہ بخندان کا
 مسی لعل لب کی شبہ ہر شام خموشان کا
 دل کم گشتہ آجھی خضر ہو لپے سیاہان کا
 تلو کا جنس جان کے ساتھ یہ سیارہ قرآن کا
 گمان ہر دمن مژگان باز گیاہ طفلان کا
 بہت ہر بوریا خواہاں نہیں تخت سلیمان کا
 لقب ہو جا گی کا صبح وطن شام غریبان کا



بسم الله الرحمن الرحيم

۳۰

۱

ہو شاہ دو اوین نام بسم الله سُرِ یوان کا
عوضِ مطلع کی کھنچو اتنی نقشہ و حی جانان کا
زینجا کی طرح کس شاہ ملک حسن نے جھانکا
نہیں انبوہ خط میں جاوے حسن و می جانان کا
ہو اجوبہ فرعون خط سیہ و روی جانان کا
حنائی ہاتھ کی تاثیر طرفہ رنگ لاتی ہر
گلو سے حرف باؤ کو نظر آتی ہیں حیرت ہر
کر گیا آتش افروزی چمن و ای گیسوین
دکھایا تیرے کلف ہو کہ منہ او جس طلعت نے

سُرِ یوان پہ ہر اکھ دیکھتا ج قرآن کا
نہی تا مطلع غور شد مطلع اپنی و یوان کا
ہر اکھ وزن بنا چہ چشم لوسف میر زندان کا
عیان ہر تخت یہ پیر یون کی چہر طین سلیمان کا
بڑھا اس آہو سی حل جو حسن اور قرآن کا
شجر تیرے نگین کا بن گیا محل مرجان کا
عیان جو ہرین شک آئینہ ہر جسم جانان کا
دھوان بنکر ولائی کا نظارہ سنبستان کا
اٹھا کھنکھٹ کردہ وارہ کھلا کھلا زرخوان کا

لطف شاعر عہدی جاتا رہا بسکہ ماتم وار ہر جان خرین نشر شریان عینم امی ضبط آر چن کے حرف بانقظ لکھ سال فوت	خار ہر نظر زمین اپنے یہ چمن خانہ دل بن گیا بیت الحزن مرغ دل ہر دم ہواں سے نالہ زن آہ خالی ہو گیا ملک سخن
از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیجو و	
ہزار حیف عجب اوستا دیکھتا نے سن وفات لکھا خانہ محمد نے	سہرا عالم خانی سے آج کورج کیا وزیر ملک معانی کا شبہ تھا داویلا
ایضا	
گذشتہ ہاں صد حیف آہ اسی افسوں داویلا محمد سال مرگ رو نبشتہ آہ آزدل	کہ بیکتا بودا داویلا مثل برہن وزیر الیوا بلاک جا داویلا گشت سکین وزیر الیوا
ایضا	
وزیر شہنشاہ تسلیم معنی محمد مسیحی مین تاریخ لکھو	گتیاں سے اہی و امی سو جنان جب سخندان بے مثل کہیا اوٹھا اب
از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیجو و	
چون زونیا کرد رخت حضرت خجہ وزیر سال فوتش اچول سپید جان بیدلی	ہر کی اصد جانکاہ شد از حد فزون گفت مرجع غیب خبرا نا الیہ رجول

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم خواجہ وزیر مستین مالک ملک سخن سال وفاتش خرد گفت بصد دل	کشور نظم و بیان بود وزیر نگین رفت ز درار فنا جانب خلد برین وای شہ شاعران بودہ وزیر چمن
از عشق مزاج محمد رضا صاحب معجز بخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم	
افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج دنیا سے اوٹھ گیا مزہ شعر و شاعری اوستاد کے حقوق نہ مجھے ادا ہو معجز جو شفقتیں مجھے آتی ہیں انکی یاد کرتا ہوں نالی پڑھ کر یہ صراغ سال فوت	راہی سو عدم ہوے دیکر عین لقب طاری سخن و ن کی ہر دل پر العجب ہیباٹل کی دلیں ہیں آج زین ب فرط غم و الم سے میں ہوتا ہوں جان بلب ویران اسی وزیر ہی راقلیم شراب
از مولوی اشرف حسین خان اشرف بخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم	
رفت زین دار فنا خواجہ زید گفت اشرف ز حروف منقوط از سید ہادی علی بیجو و تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم	بود دنیا و کلاش اسخ ہاے شاگرد پرشید ناسخ
استاد وقت بخت چوخت سفر ز در تاریخ فوت بیجو و محزون رقم نمونہ	در چشم کا ملان سخن شد جهان سیاہ ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آہ آہ
از سید آغا جان صاحب ضبط بخلص شاگرد بیجو و	
راہی جنت ہوے خواجہ زید	تھو وہ سخیل فصیحان ز من

<p>راہی سو بہشت ہو جس میں جہان سے کیون دل کا داغ قریامت نہ اپنے پیدا بشنودن گے گہی ایک حال کے اتبع ذکی خلیق تو کل پسند تھے واقعہ بہت رموز و نکات و معنی تعمیرنگ قافیہ شعرائی ماز کے اسکان کیا نظیر کوئی نکال سے زاد خدا پرست و حیدر مانے تھے دولت سریش والی ملک سخن اوٹے</p>	<p>مستاد میرے حضرت خواجہ وزیر آباد جس میں الم سے وادی محشر لگتی تھی کروشن ہزار بار جو کما سے فلک تو کیا دریش دوست صاحب ہت کہ پیچ المو علی بہت شاعری و مثل و بدل تہا الم قافیہ میں بھی اس دریک حال تکیر کے سلوم کو ایسا کیا جمیہ آگاہ ملکودین سبھی شیدہ ای ہل میت پوچھا جو زار نے بدل زار سال بوت</p>
<p>ایضا</p>	<p>ایضا</p>
<p>رفت زین دارفنا سو جی جان بہل سند بستان شیرین بان</p>	<p>یاد شاہ شاعران خدائے عزیز ایسے سال و فاقہ گفت زار</p>
<p>از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم</p>	
<p>علیم عالم بیان و مخنی نگ فردوسی نظامی درین زمانہ وزیر بودہ عدیل سجد نظیر جا صدیق ملت بن سیدہ آرم گرفتہ وزیر نامے</p>	<p>شکلا تمہیں درگین بلوغ و خیر کی کمال فرغ بزم سخن جو صاحب کلیم انی جو عالم حسن جو حیات سال فو تشن بد و بد و خیر</p>
<p>از عبد الصمد صاحب خیرین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن</p>	

رفت استا وزیر دست از دہر	ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال و فاش سقوط	خوابتہ عہد وزیر ناسخ
از مرزا اصغر علی بہک صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم	
جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر	کیا کہون دلو ہوا صدمہ عجب
روح پر طاری غم استاد تھا	فرط غم سے ہو گیا میں جان بلب
فکر تاریخ اتنے میں پیدا ہوی	بٹ گئی کچھ کاہش رنج و تعب
دسی کیا یک بجو ہاتھ نے صدا	خالی کی باتیں سوین جمعہ کی شب
از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم	
جناخا جیستی سے عدم کو ہو گئے راہی	گیا ہمارا اونکے لطف سے بے تکین بیانی کا
جلال تلخ کام اسبالت سبط لکھو	ہوا کافور عنقا یہ از شیرین زبانی کا
از لالہ خواجہ اہل عمل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم	
بکر بلا شدہ مدفن جناب خواجہ زبیر	کہ بند گیش بود فخر شاعران کرم
صدا از روی دل آمد لبالش چمنی ہر	بزم شاہ شہیدان کیند وزیر آرام
ایضاً	
پادشاہ شاعران خواجہ وزیر	در محد چون کردن کر خواجہ گاہ
گفت جوہر در غمش سال وفات	از شب آدینہ ذیقعدہ آہ
از لالہ و صہبت راہی صاحب از تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم	

از میر ابداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مہر

بعد مردن رفت چون اول وزیر

بر در گلزار رضوان بہ سیر

پیش شاہ دین رسید اکمل وزیر

ہاتف غیب از فلک نشتر بگفت

تخلص شاگرد خواجہ صاحب مہر

از میر عباس صاحب عباس

شاعر بی مثل و ممتاز زمین خواجہ وزیر

رفت سوی گلشن جنت ازین ارفنا

حیف ای والا وقار ستاؤں خواجہ وزیر

از حروف بالقط عباس گفت سیال تو

تخلص شاگرد خواجہ صاحب مہر

اشیخ بہادر علی صاحب ایما

بسر و جان خویش بخلاق بی نظیر

ورد اجنباب خواجہ وزیر اوستاؤں

کلک نوشت تربت پاک یہ وزیر

تاریخ سال ہر مزار تقدش

ایضا

جناب اوستا و قبلہ میں

نمودہ کوچ زمین و ارجان حیف

پے سال وفات آن گمانہ

نوشتہ در شبانہ شاعران حیف

اشیخ قادر علی صاحب موجد

تخلص شاگرد خواجہ صاحب مہر

افسوس سوی شہر خوشان گئے وزیر

شہرت تھی اس زمانہ میں لوگوں کی

اردو کی شعر کا تھانہ اونکو و مرگ

باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کی

موجد نے سال تاہم اوستاؤں کا

اب شاعری تمام ہوئی سب جان کی

ارمزار نظر علی باب

تخلص شاگرد خواجہ صاحب مہر

از جناب آفتاب لدولہ الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر
شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلی تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھو اس جہان فانی سے
قلق صیغیت منقوٹ بین لکھاب تاریخ
جناب قبلہ کعبہ ذریعہ خوش اخلاق
فصیح شاعر و تادیب شہرہ آفاق

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر
سال فوٹش نوشتہ امیر محسن
کرد و رخت عالم احباب
گشت دار عیدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دنیا سواری سپہر اوٹھے خواجہ وزیر
خلاق نہر طرح کردیے تھے انجمن کمال
کیا اپنی بخت بد کا کروں شکوہ میں جن
جسے سنا تھا میں نے یہ فسانہ لال
تاریخ فوت لکھوں یہ ہر دم خیال تھا
ناگاہ مجھ کو ہاتھ غیبی نے دی صدا
چھایا ہر دل پہ خلق کے اعتراف کثیر
بیشک تھی اس مافیہ بینات و نکی بی نظیر
دام المین طائر جان ہو گیا اسیر
پڑتے تھے میر کے سینے پہ ہر لحظہ غم کے تیر
کنج المین طبع رسا تھی مری شیر
اچھو قریب شاہ شہیدان گئے وزیر

از حکیم میر الغلام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

کو جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن
لکھا یہ خامہ مجنون فی سال فوٹ کا
زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
شہ و وزیر و فقیر آہ سب کو ہی رہا

گفت اشرف سال تاریخ و قات	اوج بیرون رفت از شعر سخن
از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مهر	
از وفات جناب خواجہ وزیر	دل من شد لشاط غم اندو
دہشتم فکر سال رحلت او	ہا آف غیب ہم جلبیم بود
حرف بانقطہ را گرفت و گفت	حیف لطف سخن تمام نمود
از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم	
قبلہ و کعبہ جناب والد استاد ہای	اس سر اسے ہو کتیرا ہی سو ملک لقا
تھی وزیر بادشاہ شاعران خاتین	استلام ملک معنی او نکو و متک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتیں اونکی مجھ آتی ہیں یاد	شاعری کیسی کہ لطف زندگی جلتا رہا
کی اسی غم میں جو میں نے فکر سال فتنی	ہو کے بیدل روح محزون فی دی مجھ کو صد
لکھو یہ مصرع خامی کی طرح و کسر سفیر	گم ہو نام آج بالکل ناسمجھ مرحوم کا
ایضاً	
وزیر آج ملک عدم کو گئے	نہ کیونکر ہو تسلیم معنی تباہ
مجھ کو کتر تاریخ تھی ناگہان	ہوا غل متسا نام ناسمجھ کا آہ
ایضاً	
بہت نیا سوا و تھی والد میری خواجہ وزیر	اونکو قدم سوا بت تھی شبستان جناب
ہو شہنشاہ سوز غم تاریخ یہ لکھو سفیر	بادجل سول ہوئی و شمع نزم شاعران

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شد اقلیم معانی	استاد زمان زمرہ پرداز کہن و شکر
تسلیم بالمشہد ہمدیل شد افسوس	لطیف و کرم و علم و عمل شعر و سخن و شکر

از حکیم محمد ابرار نسیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جسوقت خواجہ وزیر	گئے مہر گلگشت باغ انیسیم
ہوا محشر آباد شیون سے گھر	گیا نالہ تابا م عرش عظیم
زمانے کے ارباب معنی کا دل	ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم
سیہ پوش ہر نقطہ آ یا نظر	بسان سویدائے قلب لیتیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا	بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم
اوسی عالم یاس میں ہر سال	ہو می مائل و فکری طبع سلیم
لکھا خامہ لوحہ انگلی نہر نے	ہو کیا سخن یا الہی یتیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

کتر وارفانی سے خواجہ وزیر	قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکھی مین نے تاریخ اشرف ہی	مژہ شہر کا ہا ہی جاتا رہا

ایضاً

کردار دنیا سفر خواجہ وزیر	شور و اٹم رفت تا چرخ کہن
و اسی شد بیت معانی بیچار غ	گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

لکھ عیسوی تاریخ اوّل عبا بنیان کی یہ	ذیقعدہ شب جمعیست دوم ای ۱۸۵۴
از جناب مرزا اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص	
خواجہ وزیر شاعر بی مثل و زکار در جوش غم نسیم بتاینج فکر گشت	جان داد و وزیر بان فتنہ ای ہا تحریر شد سخنور کامل بمرد و ۱۲
از عبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی	
دوش بودم لب کمر خود و غمگین شکوہ روزگار می کردم کہ بنا گاہ از سوختن لاک متحیر شدم کہ خیبر شود کہ بسم حسرت نامی غیب آمد ہوش پر واز کردار سرن گفتم امی دل ہزار فسوس است شاعرے بود کہ فیمیش بعد ناسخ نبود مانند ش رخت ہستی زوار فانی لبست فکر کردم بسال رحلت او بر سر نعش او بگو اسے مہر	ہوش قائم نہ خاطر مہر بجا در حوادث نشستہ سرتاپا تا بگو شمع رسید شور بکا این دگر غفلت چہ شد پیدا ہاے خواجہ وزیر و او بیلا غم دیگر گرفت جان مرا کہ چنین کس گذشت از و نیا قولہ می کرد و عوے دیا در میان معاصرین کیتا سفری شد بسوسے شہر بقا بمن ارشاد کرد طبع سیا پادشاہ سخن وزیر بجا

<p>بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی</p>	
<p>خاک بر سر ہو اس غم سے صغیر و کبیر خواجہ عالم ارواح ہو می جان وزیر</p>	<p>رہلت خواجہ زبیر اہل جہانگوہ شوق کی رقم کلکے صفحے پہ تہ تار بج و فات</p>
<p>از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی وسط صاحب شک</p>	
<p>بفن شعر و سخن بود ہمیشہ ال و نظیر زمین ملک سخن داشت بلیقلم جاہیر دوشہ نشین جناب باد یک مقام وزیر</p>	<p>جناب خواجہ وزیر وحید عصر زمان بلند فکر و نازک خیال و رنگین طبع ہلال سال و فاقش شنید از رضوان</p>
<p>از شیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی وسط صاحب شک</p>	
<p>دل زمانہ ہو امور و تعب حدیف گیا وزیر بھی ناسخ کے پاس حدیف</p>	<p>اوٹھا جہان سے استا و کامل و کیتا یہ سال بھری بھری میں لکھ کر عشقی</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>ورن شعر بود بس کیتا آہ افسوس حدیف و او بلا دوش در بزم اقدس شعر رضی اللہ عنہ یوم حسنہ</p>	<p>شاعر بے نظیر خواجہ وزیر زمین جہان رفت ہو گی گلشن خلد سال فوٹش چو کرم ہفتفسار این صد آمد از دل ہر عبد</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>اس غم سچول اور عشقی کیون چاک نہو جا</p>	<p>جنت کو ہو می رہی نیاسی وزیر افسوس</p>

از لاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرقوم	افصح شاعران است که بود زین جهان فتن چون ملک عدم صاعقه بار ناله دلهاست شور ماتم به برج قوس رسید کلاک رونق نبشت آتش
--	---

ایضا

خسرو عهد آه خوابه وزیر در ضیاء شعرا و چو ماه منیر وصف او تا کجا کنم تحریر شده پنهان بنجاک آن بقویر که نیاید زدش و شمشیر نعم او گشت چون گریبان گیر مایش گشت زان جناب میر دست بر سر زنان صغیر شدند آفت نزد شاه وزیر	شد ز بیت فنا ملک بقا مطلع صاف اوست مطلع نور خوش بیان بود و کامل هر فن وای صد وای زین مرقع دهر رجز او کرد با من آن کارے جیب صبر و قندار چاک دم باشه کرد بلا چو الفت داشت فکر تاریخ رطبتش کردند ناگهان رونق از سپهر برین
---	--

از تیر پیرالدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهبادر

رفت چون از جهان بسوی جهان
دل هر کس که هست میزودن تر
سال حلت چنین نوشت قبول

نالک کش خلق شد که با ^{۱۱} وزیر
پر شد از درد جانگزا ^{۱۲} وزیر
بسخن شاه بود و ^{۱۳} وزیر

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاکر دیشی صاحب مرحوم

وزیر دشت تخلص جناب خواجه وزیر
خوش اعتقاد و خوش حال و خوش رو و خوش خلق
رمز روان علوم اتمه بود و بحسن
بشاعران جهان بر دگویی سبقت آید
برفت جانب خلد برین ازین روان
بچشم ما و را چون شونده تیره جهان
شهید سال و فاش چنین نمود رقم

که پادشاه نقش بود در لباس فقیر
قمر حلال و سپهر جلال و مهر ضمیر
که قائل است درین علم هر صغیر و کبیر
که بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
شدند چرخه سخن دان با تمش و لکیر
که در زمانه نمانده نشان و نام فقیر
بشاعران زمان پادشاه بود وزیر

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب تخلص شاکر دیشی صاحب مرحوم

رفت زین داریف ناخواجه وزیر
مصرعه تاریخ حلت گفت مهر

شد بچشم دوستان عالم سیاه
ناظم ملک معانی بود آه

ایضا

خواجہ وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان
وہ عازم جنان ہوئی تاریخ کیسی مهر

مین اور وہ تھو دو لو اک ستاوسی مشیر
ملک سخن ہوا جی بر باد ^{۱۴} وزیر

قطعات نایب انتقال خواجہ ریحان محرم از شعرهای گزیده و گزاف

از جناب شیخ ابداد علی صاحب تبحر تخلص ایشد تلامیذ سید المحققین
فخر المقتدین و المتأخرین شاد و راسخ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جسمه و تدوان کلام تیره گردید آسمان سخن بحر تاریخ رحلتش این گفت	خاک ماتم بفرق و دوست بصدر منحسف گشت او بن خاک چو بد و ای خواجہ وزیر عالیقدر
---	---

از جناب کیتان مقبول الدوله احسان الملک مزار محمد مهد علیخان بهادر
ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن بگذشت خواجہ وزیر فصیح بود اگر او در استخوان بندی بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم وزیر بود چو سلطان ملک معنی را گذشت او چو جهان نوشت بیال قبول	که در تمامی اهل سخن گرامی بود مگر بسامده نظم رشک جامی بود که یک بزمه شاگرد کیش نظامی بود بملک نظم ز فکرش خوش نظامی بود وزیر پادشاه شاعران نامی بود
---	--

ایضا

چون زدنی گذشت گردین بود در شعر شاه دیگر	پیش شاه شید جای وزیر نیست ممکن کنش نامی وزیر
--	---

میر محسن علی خوش روش و نیک نهاد لا کے ہر سمت اشعار فصاحت بنیاد کہ حقیقت میں ہیں جو ہر مرآت دہ جمع دیوان ہوا دل و دہن کا گہا شاد آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد	اسی او بچن میں بچنا تھا کہ ہو کر کے شریک میر صاحب نے میرے ساتھ بہت محنت کی پھر توجہ ہرنے بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا الغرض محنت یکساں میں رہی بخیر و آ سال ترتیب یہ دور کے لکھا پھر نے
---	--

ایضا از جناب خواجہ بادشاہ صاحب ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلب یہ نسخہ کیا دوا می دل و رومند ہو باز از سر نظم کا آئینہ بند ہو ہر نقطہ حروف بعینہ سپند ہو دیوان نے مثال یہ عاشق پسند ہو	ایضا از جناب خواجہ بادشاہ صاحب صد شکر مجتمع ہو سی نظریہ آج جب دیکھتا ہوں ہوتی ہر تفریح جیسا حسن صفائی یوسف مضمون تو دیکھیے عین الکمال کا بھی خطاب جہین لکھ کلک فکر سے تیج تیب امر سفیر
--	---

ایضا از امیر خاں صاحب ہلال دیوان جناب شاہ تسلیم سخن بنوشت ز کلک موج سال ترتیب ایضا از سید محمد حسین محمد خالص گر دید مرتب آن چوبے مثل نظیر دیوان در شاہوار بحیرین زیر
--

بے کا بلب اسبہ ہر اک سخندان رقم کر سال ترتیب امر محمد کلام غیرت گلشن ہوا جمع گل معنی کا یہ خرمین ہوا جمع

طبع عالی دکھا یا جب حسب اتفاق خان الاشان سراپا اخلاق کان خلوص وفاق
 قدر شناس اہل کمال تہ چشمہ فیوض افضال واپسند شاہان سخن منتخب ضعیفان زمین
 مقبول بارگاہ یزدان جناب محمد عبدالواحد خان مہتمم مطبع مصطفائی سکریٹری
 مشتاق کلام ہو کر خدمت خواجہ صاحب مرحوم میں پونہچی اور مصر اجتماع تصنیف
 ہوئے حال ہادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بھی پاس تھا کچھ کچھ یاد سنایا
 خالص صاحب مدوح کو بہت حیرت ہوئی اوتسی فرسے بنامی اجتماع دیوان سرزمین
 ولین قائم کی اجلاسے فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکید میں ہوئیں کچھ غزلین تلف شد
 بہم پونہچین متعدد سادی کتابیں مشق فکر سخن کے لیے دے آئے اکثر غنین تجویز فرما کر
 شعر کہلوائے یہاں تک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرما کر دے خواجہ صاحب کیا
 چنانچہ سہ طرف جو کچھ جناب مغفور نے نظم فرمایا انھیں کے نزدیک تہام سے باقی رہ گیا
 جب کبھی خافض صاحب مدوح فرط محبت سے غم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتے تھے
 بے تکلف ارشاد فرماتے تھے کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہر ابتدائی مشق کے
 شعرون مجکو نفرت ہر اگر کارہ زبانہ نے فرصت و سی عوارض الحق سے ملت
 ہوئی تو دو مہینے کی توجہ میں جیسا جی چاہتا ہر بہت کچھ موزون ہو جائے گا
 انشاء اللہ تعالیٰ غم قریب دیوان معقول ترتیب پائیگا اگر آجل نے فرصت نہ دی لایا می غم
 کی نوبت نہ آئی باقیسویں تاریخ شب آدینہ ذیقعد کو شہر ہجری میں جہان گذران تک
 فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندے بمقتضای بشریت فل قدر شناسان

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی میں ان کو حاصل تلامذہ جانتے تھے وہی فہم تہ شناس
اب بھی اونکی کتائی کے متعزین اور حب بھی مانتے تھے اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ میں
بھی الی شوق بہم پہنچاتی تھی کہ لکھنؤ سے شہرین انتخاب بمثل اور لاجواب تھے تو سن طبع
شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہو گئی تھی شاعری سے بالکل
نفرت ہو گئی تھی انتظام خانہ نامی نقوش سے فرصت نہوتی تھی مہینوں کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت نہوتی تھی مگر جس فرزندہ طبع کو ضرب اوہر دیتے تھے لاکھوں
مضامین اور آئین جکیس کلمہ شوق کی غزلوں میں بھر دیتے تھے عالی امت بھی ایسے تھے کہ
اپنی ضرورت پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتے تھے دوستی القربی و الیتامی
و المساکین کے حقوق پہنچاتے تھے دو بار شہر یار نامہ دار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان عالم
والی ملکا دوم نے کمال سرخواری اور پرائیواری سے یاد فرمایا کہ جناب موصوف نے
بعد از الیتامی قناعت کو اپنی محبہ سے نہ اوٹھایا فقیر کے اندازے میں سو روپے ماہواری
سے اونکا خرچ کم نہ تھا مگر کبھی یہ نہیں کھلا کہ کہانے آیا اور کون دیکھا اکثر لوگ بجائی و
جب اسکا خیال کرتے تھے دست غیب کا احتمال کرتے تھے تاہنہ شیخ صاحب میں ایک
کلیات مجسم نتائج طبع سلیم سے مرتب ہو کر ضائع ہو چکے کبھی لیا شوق شاعری
نہ چمکا اگر کبھی کسی دوست کی فرمائش سے یا تلامذہ کے صرار و خواہش سے کچھ موزون
فرمایا یا وہ مسودہ کہ ہوا یا صاحب فرمائش لیکھا بیشتر غزلوں کے مسودہ کو بے پروائی سے
راگھان فرمایا یہاں تک کہ اکثر مہینوں میں چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جو ہر طبع

جناب اقدس الہی نے ذات مجمع البرکات جناب غفران تاب فخر المتأخرین شرف
 المتقدمین آستانہ الحققین بلاذلتجربین تسبیح اللہ صحیفہ بلاغت و بیاجہ کتاب فصاحت
 سر استادان جہان وزیر یاوشاہ شاعران مجموعہ اوراق ذمی کمالی شیرازہ اجزائے نازک
 خیالی ناخدا می سفینہ علم قوافی و عروض و سیکتامی بحر کمالات و بیوض آسمان سازین شعر
 سخن نتیجہ اشکال شعری زمین جناب عصر کلیم و ہر استاد و راسخ مائتہ بصاعت جناب
 شیخ امام بخش ناسخ فصاحت کمال الکملات محسوس بنا و پیر سخنگوی بے عدیل و نظیر
 جناب مولانا و استاد ناخواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تھانہ اللہ
 خفرائے میں جمع فرمائے تھے کسید طرح حصرت نہیں آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہو جائیں
 اور تمام صفحات گلستان عالم مرتبہ قرطاس ہم پونچائیں تو بھی ممکن نہیں کہ ایک حرف اس
 دفتر کا تحریر میں آئے نہ جملہ اسکے صفت عالی خاندانی میں بھی وہ ذات قدسی صفات
 لائانی تھی شمع بزم شہرت و نکی الادب و دانی تھی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
 بہار الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے بیشتر بزرگوں نے اونکے
 نقش فقر اور عمل جان و نفس سے قلم سلوک کو نسخ کیا ہے اجداد و اجداد و عظام بزرگان ہائے
 انیش مزایا و فقر سے نیک نام مرزا سیف اللہ بیگ خان مہرور بہادر حقیقی امیر الدولہ
 حیدر بیگ خان مغفور ناہامی حقیقی جناب غفران تاب تھو عالی وقار ان وقت میں چیدہ
 و انتخاب تھو فنون شاعری اور تہذیب اخلاق اور فروتنی میں ذات بابرکات خواجہ صاحب
 مرحوم شہرہ آفاق تھی استخوانا و توکل و سخاوت اور وضع دار می میں طاق تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد شیر اوس پادشاہ بے مشیر و وزیر کو سزاوار ہو کہ جس ملک ہستی کا نظم و
 بیخوض فکر فرمایا اور نعت بید اور مناقب لا تصحیح لا تعد کا اوس نبی مختار اور او
 آل اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر انحصار ہو کہ جس
 مطلع ظہور کی ہر کس سے اوس اوستاد و یکتا نے دیوان عالم ایجاد کو مرتب کر کے کما
 قدرت کاملہ دکھایا من بعد فقیر سرایا تقصیر کفیش بر و اہل اسخن نقش قدم استاد
 بین خاکسار ازلی سید ہا و علی رضوی مجید و تخلص خلف سید ناصر علی سحر تلخا
 شاہد پستان یوسفستان سخن مین بے باکانہ نقاب خفا چہرہ شاہد مدعا
 او ٹھٹا تاہی اور کچھ سر گذشت عمری مصنف اور اجرامی ترتیب دیوان
 مختصر اساتاہی کہ جو کمالات ظاہری باطنی اور جو صفات صوری و معنوی جہا

مَرْبُوعٌ كَسَلٌ عَلَى اللَّهِ وَجْهٌ حَسْبُهُ

توفیق خداوند کوئی مکان دین و ایمان و ایمان فیض بنیان از تصنیف مصنف



با تمام همچنان میدود و منقبت از دینان محمد بن ابوالحسن خلف محمد مصطفی خان صاحب مختور

مکتب مطبوعه امیر المصطفیٰ علی بن ابی طالب
مکتب مطبوعه محمد بن علی بن ابی طالب

